تحفۃ الواعظات

www.KitaboSunnat.com

جمع و ترتیب

محترمہ ام عدنان بشریٰ قمر حفظہا اللہ

تہذیب و مراجعت

فضیلۃ الشیخ مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام
محدث لائبریری
کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

- نیکیاں ضائع کرنے والا عمل...ریا کاری (1)
- نیکیاں ضائع کرنے والا عمل...ریا کاری (2)
- ذلیل کرنے والا عمل...کبر و نخوت (1)
- ذلیل کرنے والا عمل...کبر و نخوت (2)
- توبہ کی اہمیت و فضیلت
- توبہ کی اہمیت و فضیلت اور اس کے دنیا و آخرت میں فوائد و ثمرات
- دل کی اقسام
- دل کے لیے زہر آلود چیزیں
- دلوں کی زندگی
- ڈیپریشن و ٹینشن کا علاج
- انتہائی میٹھے اور لذیذ پھلوں والا کڑوا بیج...صبر!
- صبر...نجات کا ذریعہ
- جادو کی اقسام اور جادوگر کا تعارف
- جادو کی اقسام اور جادوگر جادو کیسے کرتا ہے
- جادو کی اقسام اور جادو کا علاج
- نظر بد: حقیقت اور اس کا علاج
- ابدی و غیر ابدی محرّمات
- غیر محرم رشتے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نیکیاں ضائع کرنے والا عمل... ریا کاری

(1)

مسنون خطبہ کے بعد:

سورۃ البقرہ (آیت:۲۶۴) میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تُبْطِلُوا۟ صَدَقَٰتِكُم بِٱلْمَنِّ وَٱلْأَذَىٰ كَٱلَّذِى يُنفِقُ مَالَهُۥ رِئَآءَ ٱلنَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ ۖ فَمَثَلُهُۥ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُۥ وَابِلٌ فَتَرَكَهُۥ صَلْدًا ۖ لَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَىْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا۟ ۗ وَٱللَّهُ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلْكَٰفِرِينَ ﴾

”اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو! جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے اور نہ اللہ پر ایمان رکھے نہ قیامت پر اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو۔ پھر اس پر زوردار مینہ برسے اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے اسی طرح ان ریا کاروں کو بھی اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی اور اللہ کافروں کی قوم کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔“

قرآنِ کریم کی اس آیت سے ایک تو اس بات کا پتا چلتا ہے کہ صدقہ و خیرات کر کے احسان جتلانا اور تکلیف دہ باتیں کرنا، اہلِ ایمان کا شیوہ نہیں بلکہ ان لوگوں کا وطیرہ ہے جو منافق ہیں اور ریا کاری کے لیے خرچ کرتے ہیں۔

دوسرا یہ کہ ایسے خرچ کی مثال صاف چٹان کی سی ہے جس پر ہوا کی وجہ سے کچھ مٹی پڑی ہو اور کوئی شخص پیداوار حاصل کرنے کے لیے اس میں بیج بودے لیکن بارش کا ایک جھٹکا پڑتے ہی وہ ساری مٹی اس سے اتر جائے گی! اور وہ پتھر مٹی سے بالکل صاف ہو جائے گا۔ یعنی جس طرح بارش اس پتھر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے لیے نفع بخش ثابت نہیں ہوئی، اسی طرح ریا کار کو بھی اس کے صدقے خیرات کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ایک اور مثال بیان فرما رہا ہے:

﴿ اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ اَنْ تَکُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ اَعْنَابٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهٗ فِیْهَا مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ اَصَابَهُ الْکِبَرُ وَ لَهٗ ذُرِّیَّةٌ ضُعَفَآءُ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِیْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ کَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَتَفَکَّرُوْنَ ﴾ [البقرة: ٢٦٦]

''کیا تم میں سے کوئی بھی شخص یہ بات پسند کرے گا کہ اس کا ایک باغ ہو کھجور اور انگور کا، اس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں اور ہر طرح کے میوے اس کو میسر ہوں اور اس شخص کو بڑھاپا آگیا ہو، اس کے چھوٹے چھوٹے بال بچے ہوں اور اچانک اس باغ کو بگولا لگ جائے، اور باغ جل جائے اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں بیان کرتا ہے کہ تم غور و فکر کرو۔''

اسی ریا کاری کے نقصانات کو واضح کرنے اور اس سے بچنے کے لیے مزید مثال دی جا رہی ہے کہ جس طرح ایک شخص کا باغ ہو جس میں ہر طرح کے پھل ہوں (اس سے بھرپور آمدنی کی امید ہو)، وہ شخص بوڑھا ہو جائے اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں (وہ خود بھی ضعفِ پیری اور کبر سنی کی وجہ سے محنت و مشقت سے عاجز ہو چکا ہو اور اولاد بھی اس کے بڑھاپے کا سہارا تو کیا وہ خود اپنا بوجھ اٹھانے کے قابل نہ ہو) اس حالت میں تیز و تند آگ بھری ہوائیں چلیں اور اس کا سارا باغ جل جائے۔ اب نہ وہ خود دوبارہ اس باغ کو آباد کرنے کے قابل رہا نہ اس کی اولاد، یہی حال ان ریا کار خرچ کرنے والوں کا قیامت کے دن ہوگا کہ نفاق و ریا کاری کی وجہ سے ان کے سارے اعمال اکارت جائیں گے جبکہ وہاں نیکیوں کی شدید ضرورت ہوگی اور دوبارہ اعمالِ خیر کرنے کی مہلت و فرصت نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا تم چاہتے ہو کہ تمھارا یہی حال ہو؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس مثال کا مصداق ان لوگوں کو بھی قرار دیا ہے جو ساری عمر نیکیاں کرتے ہیں اور آخر میں شیطان کے جال میں پھنس کر اللہ کے نافرمان ہو جاتے ہیں، جس سے عمر بھر کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔[1]

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٥٣٨) فتح القدير، وتفسير الطبري.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہلِ اخلاص فی العمل:

اس کے برعکس خالص اللہ کی رضا کی خاطر نیکی کرنے والوں کی مثال دیتے ہوئے سورۃ البقرہ (آیت: ۲۶۵) میں اللہ رب العزت نے یوں ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾

''ان لوگوں کی مثال جو اپنا مال اللہ کی رضا مندی کی طلب میں دل کی خوشی اور یقین کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔ ان کی مثال اس باغ جیسی ہے جو اونچی زمین پر ہو (یعنی بلند زمین پر) وہاں زور دار بارش اس پر برسے اور وہ اپنا پھل دوگنا لائے اور اگر زور دار بارش نہ بھی برسے تو پھوار ہی کافی ہے اور اللہ تمھارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔''

یہ ان اہلِ ایمان کی مثال ہے جو اللہ کی رضا کے لیے خرچ کرتے ہیں، ان کا خرچ کیا ہوا مال اس باغ کی مانند ہے جو پر فضاء مقام اور بلند چوٹی پر ہو۔ اگر زور دار بارش ہو جائے تو وہ اپنا پھل دو گنا دے اور اگر بارش زور دار نہ بھی ہو تو اس کے لیے ہلکی سے پھوار اور شبنم بھی کافی ہو جاتی ہے اسی طرح ان کے نفقات بھی، چاہے کم ہوں یا زیادہ، عند اللہ کئی گنا اجر وثواب کا باعث ہوں گے۔

صدقے کی قبولیت کے لیے جس طرح ضروری ہے کہ "مَنٌّ و اَذیٰ" (احسان جتلانے اور تکلیف دینے) اور ریا کاری سے پاک ہو (جیسا کہ گذشتہ آیات میں بتایا گیا ہے) اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ وہ حلال اور پاکیزہ کمائی سے ہو۔ چاہے وہ کاروبار (تجارت وصنعت) کے ذریعے سے ہو یا فصل اور باغات کی پیداوار سے۔ ریا کاری سے پاک عبادت کرنے کے لیے سورۃ الانعام (آیت: ۱۶۲) میں اللہ رب العزت نے میرے اور آپ کے نبی کریم ﷺ کو فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

'' (اے پیغمبر!) آپ فرما دیجیے کہ بالیقین میری نماز اور قربانی، میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب خالص اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میری مسلمان بہنو! ہم بھی امتِ محمدیہ ﷺ کے افراد ہیں لہٰذا ہم پر فرض ہے کہ ہماری بھی ہر قسم کی عبادت وہ مالی ہو: زکات، صدقہ خیرات، یا بدنی: نماز، روزہ، حج یعنی تمام قسم کی ظاہری، باطنی، قولی یا فعلی ساری کی ساری صرف اور صرف خالص اللہ کی رضا کے لیے ہونی چاہییں، کیوں کہ اخلاص کا یہ آئینہ تو اتنا زیادہ نازک ہے کہ سایۂ غیر پڑتے ہی چور چور ہو جاتا ہے، چنانچہ ریاکاری اور دکھاوا تک کو برداشت نہیں کرتا۔

ریاکاری کی مذمت:

بعض گناہ اور برائیاں ایسی ہیں جن سے ساری نیکیاں ضائع نہ بھی ہوں تو جزوی طور پر اس کی بعض نیکیاں ضائع اور نامقبول ہو جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک اہم اور سرِ فہرست گناہ ریاکاری ہے۔ حدیثِ رسول ﷺ میں ہے: اگر کوئی نیک عمل یا عبادت جو خالص رضائے الٰہی کے بجائے شہرت ونمود، فخر ومباہات اور ریا و دکھلاوے کے طور پر کی جائے وہ چاہے بظاہر کتنا ہی اچھا اور عظیم کام ہی کیوں نہ ہو مگر اللہ کے ہاں اس کی کوئی قیمت نہیں اور نہ ہی اللہ اس کی نیکی کو قبول فرماتا ہے۔ اور جب اس سلسلہ میں نبی ﷺ کے ارشادات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ریاکاری نہ صرف عمل کو ضائع کر دینے والا گناہ بلکہ شرک بھی ہے۔ جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ہم بیٹھے ہوئے فتنۂ دجال کا ذکر کر رہے تھے کہ نبی ﷺ بھی تشریف لے آئے، اور فرمایا:

((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِي مِنَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ))

”کیا میں تمھیں اس چیز کے بارے میں خبر نہ دوں جو میرے نزدیک فتنہ دجال سے بھی زیادہ تمھارے لیے خوفناک ہے؟“

ہم نے عرض کیا، ضرور بتائیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلشِّرْكُ الْخَفِيُّ)) ”وہ فتنہ شرکِ خفی ہے۔“

اور پھر خود ہی شرکِ خفی کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((أَنْ يَّقُوْمَ الرَّجُلُ فَيُصَلِّيْ فَيُزَيِّنَ صَلَاتَهُ لِمَا يَرَىٰ مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ))[1]

”(شرکِ خفی یہ ہے) کہ کوئی شخص نماز پڑھے اور اپنی نماز کی حسنِ ادائیگی میں اضافہ

---

[1] سنن ابن ماجه، صحيح الجامع الصغير، رقم الحديث (٢٦٠٧)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کر دے، کیوں کہ اسے کوئی دوسرا شخص دیکھ رہا ہے۔"

گویا دیکھنے والے آدمی کی خاطر نماز کو ادا کرنے میں اہتمام کرنا ریا کاری اور شرکِ خفی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس عمل کو رسول اللہ ﷺ نے شرکِ اصغر سے بھی تعبیر فرمایا ہے، اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

((اِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ؟ قَالَ: الرِّيَاءُ)) [1]

"بلاشبہ میں تمھارے بارے میں جس چیز کا سب سے زیادہ خوف محسوس کرتا ہوں وہ شرکِ اصغر ہے، صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! شرکِ اصغر کیا ہے؟ فرمایا: وہ ریاء ہے۔"

اور ایک حدیثِ قدسی میں ہے:

((أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيْهِ مَعِيَ غَيْرِيْ تَرَكْتُهُ وَ شِرْكَهُ)) [2]

"میں سب سے زیادہ شرک سے بے نیاز ہوں، لہٰذا جس نے بھی کوئی عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ غیر کو شریک کیا تو میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔"

میری بہنو! اگر انسان تھوڑی سی کوشش کرے تو وہ اپنی ہر محنت کو جہاد و نماز کی طرح عبادت بنا سکتا ہے مگر اس کی چند شرائط کا التزام و پابندی کرنا ضروری ہے۔ اگر ہر کوئی اپنے کام میں ان شرائط کی رعایت رکھے تو انسان کی معاشی زندگی کے تمام تر مراحل بھی عبادت بن سکتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ انھیں پورا صلہ عطا کرے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ﴾ [آل عمران: ٥٧]

"اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو اللہ پورا پورا صلہ (بدلہ) دے گا۔"

نیت کی شرائط:

نیت کی حقیقت: نیت کا مطلب یہ نہیں کہ نیت کرنے والا زبان سے کہے: "میں نے نیت

---

[1] مسند أحمد (٥/ ٤٢٩) دیکھیں: السلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم الحديث (٩٥١)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٩٨٥)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی'' بلکہ اس کا صدور دل سے ہوتا ہے۔ جس کا مصدر فتوحاتِ ربانی سے ہے، بعض اوقات انسان کے لیے نیت کا استحضار آسان ہو جاتا ہے اور بعض وفعہ بہت مشکل اور دشوار، جس دل پر دینی امور غالب رہتے ہیں اس پر نیکیوں کے لیے نیت کا استحضار آسان بن جاتا ہے، دل کی ایک خاص صفت یہ ہے کہ وہ اچھائیوں کی طرف مائل رہتا ہے اور اس میں تمام بھلائیوں کو بجالانے کا جذبہ بیدار ہوتا ہے لیکن جو دل دنیا کی طرف ہر وقت مائل رہتا ہے اور دنیا پوری طرح اس پر غالب رہتی ہے تو اس پر نیتوں کا استحضار بہت دشوار ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ فرائض اور واجبات میں بھی یہ چیز اس کے لیے آسان نہیں ہوتی۔

۱۔ کسی بھی کام کو بہترین طریقے سے ادا کرنے کے لیے اخلاصِ نیت ضروری ہے، کیوں کہ ہر کام کا دارو مدار نیتوں پر ہے، جیسا کہ صحیح بخاری میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ))[1] ''اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے۔''

نیت نیک ہوگی تو اجر وثواب بھی ہوگا، اور جس کام پر اجر وثواب ہوگا وہ تقرّب الی اللہ کا ذریعہ اور ایک عبادت بن جائے گا یعنی بندہ اللہ کے قریب ہو جاتا ہے۔

یہاں پر یہ بات واضح ہو کہ محض اچھی نیتوں سے معاصی کا حکم نہیں بدلتا ہے، لہٰذا کوئی شخص یہ گمان کرے کہ ((اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ)) کا حکم عام ہے، اور نیت سے ہر گناہ عبادت بن جائے گا، یہ سراسر اس کی نادانی اور جہالت ہے، ''الاعمال بالنیات'' بندے کے عمل کی تین قسموں کے ساتھ خاص ہے:

۱۔ پہلی شرط ہے خلوص نیت:

۲۔ دوسری شرط یہ کہ وہ کام اسلام کی نظر میں جائز ومشروع ہو۔

۳۔ اور تیسری شرط یہ کہ آدمی اپنے کام کو پورے خلوص ومہارت کے ساتھ اکمال پذیر کرے کیوں کہ صحیح مسلم، سنن اربعہ، مسند احمد اور یگر کتبِ حدیث میں نبیِ اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی کَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰی کُلِّ شَيْءٍ))[2]

''اللہ نے ہر چیز کے ساتھ احسان وخلوص فرض کیا ہے۔''

---

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث (۱)

[2] صحیح الجامع، رقم الحدیث (۱۷۹۱) الارواء، رقم الحدیث (۲۲۳۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسری روایت میں نبیِ اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

''اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ جب کوئی شخص کوئی کام انجام دے تو اسے حسن و خوبی کے ساتھ سرانجام دے۔''[1]

تبلیغِ دین کے سلسلے میں بھی اخلاص بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور داعی کی ساری تگ و دو اس کے لیے ہونی چاہیے کہ اس کا رب اس سے راضی ہو جائے، اس لیے اسے کسی صلے کی تمنا اور خواہش کے بغیر اپنا کام کرنا چاہیے۔

نیت کی خرابی کا انجام:

میری بہنواور بھائیو! حدیثِ رسول ﷺ میں نیت کی خرابی کا بڑا بھیانک انجام بتایا گیا ہے، صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بروزِ قیامت جن لوگوں کو سب سے پہلے جہنم میں داخل کیا جائے گا جن سے جہنم کی آگ بھڑ کائی جائیگی، ان میں سے پہلا ریا کار شہید، دوسرا عالم دین یا قاری، تیسرا سخی ہوگا، سب سے پہلے شہید کو لایا جائے گا، اللہ اسے اپنی نعمت کی معرفت کرائے گا، یعنی دنیا کا مال اور دولت، بہترین نعمت سلامتی والی زندگی کے متعلق اللہ سوال کرے گا۔ چنانچہ وہ اسے پہچان لے گا، اللہ کہے گا کہ تونے اس نعمت کا کیا کیا؟ وہ کہے گا: (اللہ!) میں نے تیرے لیے قتال (جہاد) کیا یہاں تک کہ میں شہید کر دیا گیا، یعنی میں نے اپنا مال ودولت حتی کہ اپنی جان تک تیرے لیے قربان کر دی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تونے جھوٹ کہا بلکہ تونے یہ سب اس لیے کیا تاکہ دنیا والے تجھے بہادر (شہید، غازی) کہیں، چنانچہ یہ سب تجھے کہا جاچکا ہے اور میرے پاس تیرے لیے کچھ نہیں، پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا، اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے۔

اور دوسرا عالمِ دین پیش کیا جائے گا جس نے دین کا علم سیکھا ہوگا، پھر اسے لایا جائے گا، اسے بھی اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کی معرفت کرائے گا، چنانچہ وہ انھیں پہچان لے گا، اور پھر اللہ تعالیٰ اس سے اس کے علم کے متعلق سوال کرے گا کہ تونے اس علم پر کتنا عمل کیا؟ وہ

[1] الصحيحة، تحت رقم الحديث (١١١٣) صحيح الجامع، رقم الحديث (١٨٧٦)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہے گا: (اللہ!) میں نے تیری رضا کے لیے علم حاصل کیا اور لوگوں کو اس کی تعلیم دی، اے اللہ! میں دن رات محنت کرتا رہا اور تیری رضا کے لیے قرآن پڑھ کر لوگوں کو تیرے دین اور تیرے پاک کلام کی تعلیم دی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا، بلکہ تو نے تو اس لیے علم حاصل کیا تھا تا کہ تجھے عالمِ دین کہا جائے، اور قرآن اس لیے پڑھاتا تھا تا کہ لوگ تیری تعریف کریں اور کہیں کہ فلاں قرآنِ کریم کا حافظ اور بہت اچھا قاری بھی ہے، چنانچہ یہ سب تمھیں کہا جا چکا ہے، پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا، اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے۔

اور اسی طرح تیسرا سخی ہوگا، اسے بھی پیش کیا جائے گا، جس کو اللہ نے (ہر چیز میں) کشادگی دی ہوگی، اور اسے ہر طرح کے مال سے نوازا ہوگا، اللہ اسے بھی کہے گا کہ میں نے تمھیں مال و دولت سے نوازا تھا اور تو نے اس مال کا کیا کیا؟ وہ کہے گا: (یا اللہ!) میں نے کوئی ایسا راستہ نہیں چھوڑا جس میں خرچ کرنا تجھے پسند تھا، میں نے تیرے دیے ہوئے مال کو وہاں پر ہی خرچ کیا ہے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم جھوٹ کہتے ہو، بلکہ تو نے تو اسلیے ایسا کیا تھا تا کہ لوگ تجھے کہیں کہ فلاں کتنا سخی دل، غریب نواز اور ضرورت مند لوگوں کی بہت مدد کرتا ہے، چنانچہ تجھے سخی و مدد کرنے والا کہا جا چکا، یعنی دنیا میں یہ سب کچھ تم نے عزت و شہرت کے لیے کیا تھا، وہ تمھیں وہاں پر مل گی ہے تم نے میری رضا کے لیے کوئی کام نہیں کیا، سو میرے پاس بھی تمھیں دینے کے لیے کچھ نہیں۔ پھر اس کے متعلق حکم دیا جائے گا، اسے بھی چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے۔''[1]

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیتے وقت ریا کاروں سے کہے گا: تم انھیں کے پاس جاؤ جن کے لیے تم دنیا میں اپنے اعمال میں دکھاوا اور ریا کاری کرتے تھے، سو دیکھ لو! کیا تم ان کے پاس کوئی بدلہ پاتے ہو؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے لوگوں کو سنانے کے لیے نیکی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو اس کا عذاب

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (١٩٠٥)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ذلت سنائے گا، اور جو شخص دکھاوے کے لیے نیکی کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے اس کے نیک اعمال کا اجر وثواب صرف دکھائے گا لیکن عطاء نہیں فرمائے گا۔''[1]

ریا کاری کرنے والوں کو ان کے نیک اعمال کی جزاء دکھائی جائے گی، کہ دیکھ! اگر تمھارے اعمال خالص میری رضا کے لیے ہوتے تو کیا ہی اچھی جگہ تھی۔ مگر! افسوس آہ افسوس کہ انھیں دی نہیں جائے گی۔ معلوم ہوا کہ اخلاص ہر عمل کے لیے نہایت ضروری ہے چنانچہ جو عبادت اخلاص سے خالی ہوگی وہ قبول نہیں ہوگی، یہی ہے شرکِ اصغر کا عذاب۔ اب غور کرنے کی بات یہ ہے کہ ہم نے کبھی اس کے بارے میں سوچا ہے؟ نہیں! کیوں کہ ہم تو، عزت وشہرت اور دنیا کی خوشنودی حاصل کرنے کے چکر میں رہتے ہیں۔

میری بہنو! اللہ تعالیٰ نے تیسویں پارے کی سورۂ ماعون میں ریا کاری کی زبردست مذمت فرمائی، اور اہلِ ریا کا انجام ویل و ہلاکت بتایا ہے: ﴿الَّذِينَ هُمْ يُرَآءُونَ﴾ سے مراد ''وہی لوگ ہیں جو ریا کاری کرتے ہیں۔'' ''ویل'' کا ترجمہ عموماً ہلاکت یا جہنم کیا جاتا ہے۔ جبکہ ''ویل'' جہنم کی ایک وادی کا نام ہے، جس میں آگ کی شدتِ تمازت وحرارت کا یہ عالم ہوگا کہ اگر اس میں پہاڑ بھی ڈالا جائے تو پگھل جائے۔ استغفر اللّٰه.[2]

میری بہنو! وہاں انسان کا کیا حال ہوگا کبھی اس کے متعلق بھی سوچا کریں! آج اگر آپ نے قرآنِ کریم اور فرمانِ نبوی ﷺ کو اپنے دل میں جگہ نہ دی تو پھر وہاں یہ کہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا کہ کاش! اگر قرآن کی باتیں ہمارے دل میں گھر کر جاتیں تو آج ہماری یہ حالت نہ ہوتی ریا کاری میں شہرت اور ناموری کی خواہش ایک زہریلے سانپ کی طرح ہے جو سوائے زہر چھوڑنے کے کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

''جس شخص نے کوئی نیک کام کیا اور لوگوں میں ایسے کارناموں کا ڈھنڈھورا پیٹا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے سامنے اس کی ریا کاری ظاہر کر کے اسے ذلیل و رسوا کرے گا۔''[3]

---

[1] صحيح مسلم كتاب النساء، باب الانتفا ع بالعلم و العمل به (١/ ٢٠٢)

[2] تطهير المجتمعات عن ارجاس الموبقات، أحمد بن حجر قاضى قطر.

[3] المشكاة، رقم الحديث (٥٣١٩) مسند أحمد (٢/ ١٧٢) معجم الطبراني الكبير، شعب الإيمان للبيهقي.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوکر پوچھتا ہے کہ اے اللہ کے رسول! اگر کوئی شخص اجر اور شہرت کے لیے جہاد کرے تو اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا شَيْءٍ لَهُ)) ''اس کے حصے میں کچھ بھی اجر وثواب نہیں آئے گا۔''

اس شخص نے یہ کلمات تین مرتبہ دہرائے اور پھر آپ ﷺ فرمایا:

''اللہ کو کوئی ایسا عمل قبول نہیں جو خالص اسی کی رضا کے حصول کے لیے نہ کیا گیا ہو۔''[1]

اللہ رب العزت ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائے، کیوں کہ مسلمانوں میں یہ فتنہ عام ہو چکا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے اس ریا کاری کے فتنے کو فتنۂ دجال سے بھی زیادہ خطرناک قرار دیا ہے۔ لیکن بڑے ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ بڑے بڑے دین دار لوگ بھی اس فتنے میں مبتلا ہیں، بہت ہی کم لوگ ایسے ہیں جو اس فتنے سے محفوظ ہیں۔ اب ریا کاری کی کچھ نشان دہی بھی کر دیں تا کہ اس فتنے سے بچنے کی کوشش کرنا آسان رہے۔

نماز:

میری بہنو! قرآنِ کریم کی سورۃ البقرہ (آیت: ۳) میں اللہ رب العزت نے اعلان فرمایا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں غیب کی باتوں پر وہ نماز کی پابندی کریں، سنت کے مطابق نماز کا اہتمام کرنا ان پر واجب ہے۔ مسلمان ہونے کے حیثیت سے ہم پر پہلا حق اللہ رب العزت کا ہے اور ان میں سے سب سے پہلا کام فرض نماز ادا کرنا ہے جو کہ ہر عاقل و بالغ مسلمان پر فرض ہے، کیوں کہ نماز وہ عبادت ہے جو کافر اور مسلمان میں فرق کرتی ہے۔ اور نمازوں کی ادائیگی میں غفلت کرنے والا منافق کہلاتا ہے اور نمازوں پر جذبہ وشوق سے پابندی کرنے والا مخلص اور اہلِ ایمان کی صف میں شامل ہوتا ہے۔ بخاری شریف کی روایت کے مطابق ان پر رحمتوں کے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔

لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنی صبح کا آغاز نمازِ فجر کے ساتھ کریں اور عصر پڑھ کر اپنے دن کے اختتام کی طرف سفر کریں ان شاء اللہ زندگی کے تمام بوجھ ہلکے ہو جائیں گے، اور آپ کو غیبی مدد بھی حاصل ہوگی اور رحمت کے فرشتے آپ کے آگے پیچھے ہوں گے، کیوں کہ یہ وہ عبادت ہے جو

[1] سنن النسائي، رقم الحديث (٣١٤٠) السلسلة الصحيحة، رقم الحديث (٥٢) فتح الباري (٦/ ٣٥) الترغيب والترهيب (٢/ ٢٦٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسے ادا کرتے وقت اس کے تقاضوں کا خیال رکھتا ہے تو یہی نماز اس کی سعادت وسلامتی اورنجات کا باعث اور اس کے دل وعمل کی اصلاح کا سبب بن جائے گی۔ اور یہ عبادت خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہونی چاہیے، مگر اس میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو نماز پڑھتے تو ہیں مگر مجبوری کی حالت میں۔

مجبوری کیا ہے؟ کہ گھر میں کوئی نمازی مہمان آ گیا ہے اور مجبوراً اس کے ساتھ مسجد میں جانا پڑا، کیوں؟ کہیں مہمان یہ نہ سمجھے کہ یہ نماز نہیں پڑھتے لہٰذا گھر والے کو مجبوراً اس کے ساتھ نماز کے لیے مسجد میں جانا پڑا۔ اور اسی طرح مہمان عورتوں کے ساتھ گھر والوں کو بھی نماز پڑھنی پڑی، یہ نماز اللہ کی رضا کی خاطر نہیں پڑھی گئی بلکہ مہمان کی خاطر پڑھی گئی ہے اور یہ منافقین کا شیوہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے ساتھ ہوئے تو نماز پڑھ لی ورنہ نماز پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے۔ اور کچھ نمازی ایسے بھی ہیں کہ جب وہ اکیلے نماز پڑھتے ہیں تو جیسے کیسے پڑھتے ہیں اگر انھیں کسی کے سامنے نماز پڑھنے کا موقع ملتا ہے تو بڑے اچھے طریقہ سے رکوع وسجود کرتے ہیں تاکہ دیکھنے والے کہیں کہ ما شاء اللہ نماز تو بڑے خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرتی یا کرتا ہے جبکہ اس کی نماز میں اخلاص نام کی کوئی چیز نہیں۔ ایسے نمازیوں کے بارے میں قرآنِ کریم کے تیسویں پارے کی سورۃ الماعون کی (آیت: ۴۔ ۵) میں اللہ تعالیٰ نے بڑی سخت وعید سُنائی ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝٤ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ﴾

''تو ایسے نمازیوں کے لیے ہلاکت ہے۔ جو نماز کی طرف سے غافل رہتے ہیں۔''

قرآنِ کریم کی ان آیات میں جس ویل وہلاکت کا ذکر آیا ہے اس ویل کی تشریح کرتے ہوئے امام طبری رحمہ اللہ نے لکھا ہے: [جہنم کی ایک وادی کا نام ویل ہے جو جہنمیوں کے پیپ سے بہتی ہے][1]۔

قیامت کے دن ایسے نمازیوں کی حالت:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت والے دن اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی کھولے گا جس طرح کہ اس کی شان کے لائق ہے، اس وقت ہر مومن مرد اور عورت اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں گے، البتہ وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو دکھلاوے اور شہرت کے لیے سجدے کیا کرتے تھے، وہ اس

[1] مختصر الطبري (ص: ٧٠٤)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وقت سجدہ کرنا چاہیں گے لیکن ان کی ریڑھ کی ہڈی کے منکے تختے کی طرح ایک ہڈی بن جائیں گے جس کی وجہ سے ان کے لیے [سجدے میں] جھکنا ناممکن ہوجائے گا۔‘‘[1]

قیامت کے دن یہ لوگ مجرموں کی طرح سر جھکائے ہوئے ہوں گے، نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے، اس وقت ان ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ جس انسان کے پاس معمولی سوجھ بوجھ اور بصیرت ہو اسے معلوم ہے کہ نماز میں کس قدر فائدے ہیں اور کس قدر بھلائیاں اس میں پوشیدہ ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے غضب اور دردناک سزا سے بچنے کے لیے ہمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنی چاہیے۔ اور اسی میں ہی ہماری دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔ اے اللہ! ایسی نماز پڑھنے کی توفیق عطا کر جس نماز سے تو راضی ہو جائے، اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو خالص اس کی رضا کے لیے اور اسی کے سامنے سجدہ ریز ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اللہ کی راہ میں خرچ کرنا:

کلامِ الٰہی میں ہے:

﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ [البقرۃ: ۳]

’’اور وہ ہمارے دیے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔‘‘

بہنو! اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بڑی عظمت کی بات ہے، انسان کو اپنی جان کے بعد سب سے زیادہ محبوب مال و دولت ہی ہوتی ہے۔ اور جو شخص بے دریغ اپنا مال اللہ کی راہ میں اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے خرچ کرتا ہے تو یہ کائنات کا معزز ترین شخص ہے۔ اور ایسے شخص کے پروٹوکول کے لیے آسمان سے فرشتہ نازل ہوتا ہے جو اس کے لیے بے مثال دعائیں کرتا ہے۔ صحیح بخاری شریف کی حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

’’ہر روز آسمان سے دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے: اے اللہ! تیری راہ میں خرچ کرنے والے کو اچھا بدلا عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! روکنے والے کا بیڑہ غرق کر دے۔‘‘

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٩١٩)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یاد رکھیں! اللہ تعالیٰ ان معصوم عن الخطا نفوس کی دعاؤں کو رد نہیں فرماتے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بجائے اگر مال کو گن گن کر رکھنے اور بخل کرنے کی عادت پڑ جائے تو پھر ذلت و بربادی سے بچنا ناممکن ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خالص اپنی رضا کے لیے روزانہ صدقہ و خیرات کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم بھی اس فرشتہ کی دعاؤں کے حق دار بن جائیں۔

میری بہنو! آپ جانتی ہیں صدقہ دینے والے کے متعلق علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کیا کہتے ہیں:

> ''اگر صدقہ دینے والے کو اس کے حقیقی معنوں کا یقین ہو جائے کہ اس کا صدقہ فقیر کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں پہنچتا ہے تو دینے والے کو لینے والے سے کئی گنا زیادہ خوشی اور فرحت محسوس ہوگی۔''

صدقے کے فائدے:

۱۔ یہ جنت کا دروازہ ہے۔
۲۔ نیک اعمال میں سب سے پسندیدہ ہے، بہترین صدقہ پانی پلانا اور کھانا کھلانا ہے۔
۳۔ قیامت کے دن یہ سایہ کرے گا۔
۴۔ یہ آگ سے نجات کا باعث بنے گا۔
۵۔ ربِ کریم کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے، اور قبر کی گرمی دور کرتا ہے۔[1]
۶۔ متوفی کے لیے بہترین نیکی صدقہ ہے۔
۷۔ صدقہ سے نفس کا تزکیہ بھی ہوتا ہے۔
۸۔ قیامت کے دن کے خوف سے بچاتا ہے۔
۹۔ گناہوں کا کفارہ ہے۔
۱۰۔ صدقہ دینے والا دنیا کے بہترین لوگوں میں سے ہے۔
۱۱۔ صدقہ دینے والے کے لیے لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔
۱۲۔ صدقہ سے بلائیں ٹل جاتی ہیں، دعا قبول ہوتی ہے۔
۱۳۔ برائیوں کے ۷۰ دروازے بند ہوتے ہیں۔

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (..........)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۴۔ عمر میں برکت ہوتی ہے، مال اور رزق میں برکت ہوتی ہے۔

۱۵۔ اس میں بیماریوں کی شفا ہے۔

۱۶۔ بری موت سے بچاتا ہے۔

۱۷۔ صدقہ کا اجر کبھی ضائع نہیں ہوتا۔

۱۸۔ صدقہ خیرات بہت اچھا عمل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اے آدم کے بیٹے! تو خرچ کر، تجھ پر بھی خرچ کیا جائے گا'' یعنی اے بنی آدم! تو خرچ کر، ربِ کریم تجھ پر خرچ کریں گے۔ (مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ تمھیں بہترین بدلہ دے گا)۔[1]

حضرت عبد اللہ بن عَمر و بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کون سا عمل اسلام میں بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم کھانا کھلاؤ، لوگوں کو سلام کرو، چاہے تم پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو۔''[2]

مثلاً کھانا کسی کو صدقے کے طور پر یا ہدیے کے طور پر یا مہمان نوازی کے طور پر، اس کے علاوہ ضرورت مند کی ضرورت کو پورا کر دینا، اگر وہ بھوکا ہے تو اسے کھانا کھلایا جائے۔ ننگا ہے تو اسے لباس پہنایا جائے۔ بیمار ہے تو علاج کروایا جائے۔ مقروض ہے تو اسے قرض کے بوجھ سے نجات دلائی جائے۔ یہ سب امور صدقے میں شامل ہیں۔ و عَلَیٰ هَذَا القِیاس.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مسلمان اگر کوئی ردخت لگاتا ہے، تو اس سے جتنا حصہ کھا لیا جاتا ہے، وہ اس کے لیے صدقہ ہے، جو اس سے چرا لیا جائے، وہ صدقہ ہے، جو کوئی اسے نقصان پہنچائے، وہ اس کے لیے صدقہ ہے۔''[3]

صحیح مسلم کی ہی ایک اور روایت میں ہے:

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٦٨٤)

[2] متفق عليه.

[3] صحيح مسلم، رقم الحديث (..........)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''مسلمان جو پھل دار درخت لگا تا ہے، تو اس سے کوئی انسان، کوئی جانور اور کوئی پرندہ یعنی جو بھی کھا تا ہے، وہ قیامت والے دن تک اس کے لیے صدقہ ہوگا۔''[1]

مگر اللہ کی اس دنیا میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ وہ اللہ کی توفیق سے اس طرح کا کوئی نیک عمل کرلیں تو ان کی کوشش ہوتی ہے کہ ہمارے اس عمل کی خبر لوگوں تک پہنچ جائے اور ہمیں شہرت حاصل ہو اور لوگ اس کی تعریف کریں کہ یہ کتنا نیک خدا ترس ہے لوگوں کے ساتھ کتنا تعاون کرتا ہے، اپنے مال و دولت سے صدقہ و خیرات کرتا ہے، اور اپنے مال کی زکوٰۃ سے لوگوں کی مدد کرتا ہے۔

لوگوں میں سے کچھ وہ لوگ بھی ہیں جو مقروض ہیں اور قرضہ دا کرنے کے لیے ان کے پاس کوئی چیز نہیں جسے وہ بیچ کر اپنا قرض ادا کرسکیں۔ ایسے میں یہ آدمی اپنی زکوٰۃ کی رقم دے کر اپنے مسلمان بھائی کو قرضہ سے نجات دلاتا ہے، اس کا یہ عمل بہت اچھا ہے، اگر اس کے اجر و ثواب کی امید صرف اللہ تعالیٰ سے رکھے تو، اور اگر یہ اس کو جگہ جگہ ذلیل ورسوا کرنے کے لیے یہ کہے کہ یہ تو بیچارہ بڑا مقروض تھا، میں نے اس کی مدد کی ہے۔ اور اس مصیبت سے میں نے اس کی جان بچائی ہے۔ ایسا ہرگز نہ کیجیے کیوں کہ اس سے اُس کے دل کو تکلیف ہوگی۔ اور احسان جتلا کر آپ کی نیکی بھی ضائع ہو جائے گی۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین قسم کے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام تک نہ کرے گا، اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو گناہوں سے پاک کرے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، اور انہی میں سے ایک احسان جتلانے والا بھی ہے جو کسی کے ساتھ کوئی بھی تعاون کرتا ہے تو احسان جتلاتا ہے۔''[2]

لہٰذا بہتر یہ ہے کہ جو بھلائی آپ نے ان کے ساتھ کی ہے، اس کو بھول جائیں اور اللہ کا شکر ادا کریں کہ اس نے آپ کو لینے والا نہیں بلکہ دینے والا بنایا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''بلند ہاتھ پست ہاتھ سے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔''[3]

---

1. صحيح مسلم، رقم الحديث (..........)
2. صحيح مسلم، رقم الحديث (١٠٦)
3. صحيح البخاري، رقم الحديث (١٤٤٨)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ جو لوگ مسکین ومحتاج کی مدد کرتے ہیں، ان کا خوب بھلا ہوتا ہے، کیوں کہ وہ لوگ کبھی کبھی مدد کرنے والے کو ایسی دعا دیتے ہیں جس میں اس کے لیے دونوں جہانوں کی سعادت و کامیابی ہوتی ہے۔ لہٰذا کسی مجبور کے ساتھ تعاون کرنے کے بعد اس کو احسان جتا کر اپنی نیکی برباد نہ کیجیے۔ کیوں کہ مخلص لوگ یعنی اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جو اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنے نیک اعمال کو اس طرح چھپاتے ہیں جس طرح برے اعمال کو چھپایا جاتا ہے۔ اگر اللہ نے آپ کو مال دولت سے نوازا ہے تو آپ دوسروں کی مدد کریں، اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے گا۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

''جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے تب تک اللہ اس کی مدد کرتا رہتا ہے۔''[1]

میری بہنو! آپ میں سے کوئی بھلائی کی امید رکھے تو اسے مایوس نہ کرنا۔ کیوں کہ لوگوں کی ضرورت کا تم سے وابستہ ہونا تم پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی توفیق سے نوازے۔ آمین

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (٢٦٩٩)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیکیاں ضائع کرنے والا عمل...ریا کاری

(2)

فریضۂ حج:

حج بہت بڑی سعادت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عمرہ ان تمام گناہوں کا کفارہ ہے جو موجودہ اور گذشتہ عمرہ کے درمیان سرزد ہوئے ہوں اور حجِ مقبول کا بدلہ تو جنت ہی ہے۔''[1]

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حج کی سعادت نصیب فرمائی اور وہ حج کا فریضہ ادا کرنے کے بعد اپنے نام کے ساتھ حاجی ضرور لکھیں گے۔ تاکہ لوگوں کو پتا چل جائے کہ یہ حاجی صاحب یا حاجن ہے اور اگر ایک سے زیادہ حج کیے ہیں تو الحاج کا اضافہ کر دیں گے تاکہ لوگوں کو پتا چل جائے کہ اس نے تو بہت حج کیے ہیں، بڑا نیک عبادت گزار ہے یعنی دنیا والوں کی نظروں میں اور عزت بڑھ جائے گی۔

اے لوگو! یاد رکھو! عزت و ذلت کا مالک صرف اللہ رب العالمین ہے یہ اس کے ہاتھ میں ہے۔ جسے چاہے عزت عطا کرے اور جس کو چاہے ذلیل و رسوا کر دے۔ حج زیادہ کرنے سے عزت نہیں بڑھتی، اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حج کی سعادت نصیب ہوگئی ہے تو آپ بس عاجزی کی ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کریں کہ اے اللہ! ہمارے اس سفرِ حج کو خالص اپنی رضا کے لیے قبول فرمالے۔ کیوں کہ کوئی نہیں جانتا کہ اس کا حج قبول ہوا ہے یا نہیں۔ ہاں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نشانیاں قبولِ حج کی بتائی ہیں۔

حجِ مبرور:

مثلاً حجِ مبرور کے بعد انسان پہلے کی نسبت عبادات میں زیادہ رغبت رکھتا ہے، نماز، روزہ کی

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (..........) صحيح مسلم، رقم الحديث (..........)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پابندی کرتا ہے حقوق اللہ وحقوق العباد کا کثرت سے خیال رکھتا ہے اور اس کی ہر قسم کی عبادت خالص اللہ کی رضا اور طریقۂ مصطفیٰ ﷺ کے مطابق ہوتی ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ جھوٹ، غیبت، تکبر و غرور سے اپنی زبان کی حفاظت کرتا ہے، اسے کو اللہ کے ذکر سے تر رکھتا ہے یعنی دنیا داری سے بے رغبتی اور آخرت کی فکر دل میں پیدہ ہوگی تو ان شاء اللہ ایسا حاجی اللہ کی رحمت سے جنتی ہی ہوگا۔

حافظِ قرآن:

حافظِ قرآن کا جنت میں بہت بڑا مقام و مرتبہ ہے، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

> ''حافظِ قرآن جب جنت میں داخل ہوگا تو اسے کہا جائے گا قرآن کی تلاوت کرتا جا اور درجے چڑھتا جا، چنانچہ ہر آیت کے بدلے اس کا ایک درجہ بلند ہوتا جائے گا حتیٰ کہ آخری آیت تک پہنچ جائے گا اور وہی اس کا آخری درجہ ہوگا۔''[1]

اس کے والدین کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج سے بھی زیادہ ہوگی۔ مگر افسوس کہ کچھ نام ور لوگ قرآنِ کریم کے حافظ تو ہیں لیکن دنیا کمانے کی خاطر ریا کاری اور دکھلاوے کے لیے مثلاً: آج کل نئی بدعات شروع ہوگئی ہیں، جیسا کہ قرآن خوانی، میت کے لیے اور مرنے والے کی قبر پر قاری صاحب تلاوت کریں گے، اسی طرح لوگوں کی موجودگی میں قرآنِ کریم کی تلاوت کرتے ہوئے اپنی آواز کو خوبصورت بنانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ سننے والے کہیں کہ سبحان اللہ کیا خوب آواز ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے نام ونمو اور عزت وشہرت حاصل کرنے کی خاطر قرآنِ کریم حفظ کیا ہوتا ہے۔ اس حوالے سے میں اپنے ان بہن بھائیوں کو ایک بات کہنا چاہوں گی کہ جو لوگ اس نیت سے اپنے بچوں کو قرآنِ کریم حفظ کرواتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں فلاں نے اپنے بیٹے یا بیٹی کو قرآن پاک حفظ کروایا ہے تو ہم کیوں نہ اپنے بچے کو حافظِ قرآن بنائیں، یہ جذبہ بہت اچھا ہے اگر نیت صالح ہو، مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنا ہو، ریا کاری و دکھلاوا نہ ہو تو پھر دنیا وآخرت دونوں جہانوں میں سعادت و کامیابی، اور اگر دنیا مقصود ہو تو آخرت میں کوئی فائدہ نہیں سوائے خسارے اور اللہ کے غیظ وغضب کے۔

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (١٤٦٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری بات یہ کہ اپنے بچوں کو قرآنِ کریم حفظ ضرور کروائیں لیکن با معنی تا کہ بچوں کو علم ہو کہ جو کتابِ کریم ہم حفظ کر رہے ہیں اس میں کیا ہے؟ اور یہ ہم کس مقصد کے لیے پڑھتے ہیں اور اس کا مقام و مرتبہ کیا ہے، اس کتاب میں ہمیں کس کام کا حکم دیا جا رہا ہے اور کہاں سے روکا ہے؟

یہ کتاب بتاتی ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کیا ہیں، اور والدین کے حقوق کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ہمارے لیے حلال و حرام کے متعلق کیا کہتی ہے؟ اور ہمارا اس دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے؟ اور دوسری دنیا کہاں اور کیسی ہوگی؟

میری بہنو! اس کتاب قرآنِ کریم کے اتارنے والے کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اس میں جو کچھ ہے اسے جاننے اور پھر اس پر عمل کرنے سے ہی ہمارے لیے دونوں جہانوں میں کامیابی ہے ورنہ سوائے خسارے کے کچھ بھی نہیں۔ ایسا عمل جس میں اللہ کی خوشنودی مقصود نہ ہو، جو لوگوں کو خوش کرنے کے لیے کیا گیا ہو، اس کی اللہ کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہیں کیوں کہ حدیثِ رسول ﷺ ہے کہ کوئی بھی عبادت یا نیک عمل جو خالص رضائے الٰہی کے بجائے فخر و مباہات اور ریا و دکھلاوے کے طور پر کیا جائے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اہلِ شرک اور اہلِ ریاء کے نیک اعمال کے ساتھ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کیا سلوک فرمائیں گے؟ اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفرقان (آیت: ۲۳) میں یوں فرمایا ہے:

﴿ وَقَدِمْنَآ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا۟ مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَٰهُ هَبَآءً مَّنثُورًا ﴾

"اور انھوں نے (دنیا میں) جو جو اعمال کیے تھے، ان پر ہم متوجہ ہوں گے اور ان کو اڑتی خاک کی طرح کر دیں گے۔"

﴿ هَبَآءً ﴾ ان باریک ذروں کو کہتے ہیں اگر کوئی انھیں ہاتھ میں پکڑنا چاہے تو ممکن نہیں ہے۔ دکھلاوے کے لیے کیے گئے عمل بھی قیامت کے دن انہی ذروں کی طرح بے حیثیت ہوں گے کیوں کہ وہ ایمان و اخلاص سے خالی ہوں گے۔ لہٰذا جن اعمال کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھ رہے ہیں، آخرت میں انھیں حاصل نہ کر سکیں گے، کیوں کہ ان میں اعمال کی قبولیت و صحت کی شرائط، اخلاص یا شریعتِ الٰہیہ کی متابعت مفقود ہونگے، چنانچہ ہر وہ عمل جو اخلاص اور شرعی موافقت سے خالی ہوگا، باطل ہوگا۔[1]

[1] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر (٦/ ١١١)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا ہر قسم کی عبادت میں اخلاص للہ ایسی نعمت ہے کہ ہر عمل کی قیمت ہی اسی سے بنتی ہے۔ اور ریا کاری ایسی بلاء ہے کہ انسان کا سارے کا سارا کیا دھرا ہی رائیگاں ہو جاتا ہے۔

قرآنِ کریم میں عالمِ دین کا مقام و مرتبہ:

عالمِ دین کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآنِ کریم میں اور نبی ﷺ نے اپنے ارشاداتِ گرامی میں بہت شان بیان کی ہے، ایسے ہی علم کی بہت فضیلت اور علمائے دین کا بہت بڑا مقام و مرتبہ بتایا ہے۔ سورۃ المجادلہ (آیت: ۱۱) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾

”اللہ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جن کو علم دیا گیا ہے ان کے درجے (دنیا اور آخرت میں) بلند کرے گا۔“

یعنی اللہ اہلِ علم کے درجے اور اہلِ ایمان کے مرتبے بلند فرمائے گا۔ اور سورۃ الزمر (آیت: ۹) میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾

”(اے پیغمبر!) کہہ دے، کیا علم والے اور بے علم (دونوں) برابر ہو سکتے ہیں؟ یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقل مند ہوں۔“

یعنی علم والا جو جانتا ہے کہ اللہ نے ثواب وعقاب کا جو وعدہ کیا ہے، وہ حق ہے، اور دوسرا وہ جو اس بات کو نہیں جانتا یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ اور بعض نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ عالم سے مراد وہ شخص ہے جو علم کے مطابق عمل بھی کرتا ہے کیوں کہ وہی علم سے فائدہ حاصل کرنے والا ہے۔

حدیث کے حوالے سے:

علم کی فضیلت اور علماء کے مقام و مرتبہ کو بیان کرتے ہوئے نبیِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((مَا مِنْ خَارِجٍ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ اِلَّا وَ ضَعَتْ لَهُ الْمَلَائِكَةُ اَجْنِحَتَهَا رِضاً بِمَا يَصْنَعُ))[1]

[1] سنن ابن ماجه، رقم الحديث (۲۲۲)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”جو بھی گھر سے نکلنے والا حصولِ علم کے لیے گھر سے نکلتا ہے تو فرشتے اس کے اس عمل پر خوش ہو کر اس کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں۔“

طالبِ علم کی شان کے لیے یہی حدیث کافی نہیں کہ عرش و فرش کا مالک دین کے طالبِ علم کو کتنی عزتوں سے نوازتا ہے۔ صحیح مسلم، ابو داود، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان کی ایک حدیث میں ہے:

((مَنْ سَلَكَ طَرِيقاً يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْماً سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ طَرِيقاً اِلَى الْجَنَّةِ)) [1]

”جو شخص حصولِ علم کا راستہ اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔“

ابو داود، ترمذی، ابن ماجہ کی ایک حدیث میں ہے:

”بیشک عالمِ دین کے لیے زمین و آسمان کی ہر چیز حتیٰ کہ پانی میں پائی جانے والی مچھلیاں بھی مغفرت و بخشش کی دعائیں کرتی ہیں۔ اور عالم کو عابد پر وہ فضیلت حاصل ہے جو چودھویں کے چاند کو باقی تمام ستاروں پر حاصل ہوتی ہے، اور بے شک علمائے دین انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام اپنے پیچھے درہم و دینار کی وراثت چھوڑ کر نہیں جاتے بلکہ وہ تو صرف علم کی وراثت چھوڑ کر جاتے ہیں، او جس نے یہ وراثتِ علم حاصل کر لی اس نے اپنا حصہ وافر پا لیا۔“ [2]

صحیح بخاری اور دیگر کتبِ حدیث میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْراً يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ)) [3]

”اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اسے علم و فقاہت سے نواز دیتا ہے۔“

صحیح مسلم وغیرہ میں ارشاد فرمایا ہے:

((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ ...)) [4]

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٦٤١) سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٦٨٢) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٢٢٣) مسند أحمد، رقم الحديث (٢١٧١٥)

[2] حوالہ سابقہ

[3] صحيح البخاري مع الفتح (١/ ١٦٤) مشكاة مع المرعاة (١/ ٣٠٣۔٣٠٤) صحيح الترغيب (١/ ١٣٦)

[4] صحيح الترغيب (١/ ١٤٠)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد و زن) پر فرض ہے۔“

میری بہنو! علم حاصل کرنے کی کوئی عمر نہیں ہوتی چاہے زندگی کے ابتدائی مراحل میں ہو یا زندگی کی آخری سانسوں پر ہو۔ حصولِ علم کی اہمیت وفضیلت کے ساتھ ہی اس کے کچھ آداب اور اہلِ علم کے کچھ فرائض اور ذمہ داریاں بھی ہیں جن سے عہدہ برآء ہوئے بغیر یہ عزت وفضیلت حاصل نہیں ہوسکتی:

۱۔ علم خالص رضائے الٰہی کے لیے ہو۔

۲۔ اور طالبِ علم کی نیت صاف اور دل، میں اخلاص لِلّٰہ ہو کہ اس علم کے ذریعے اللہ کا دین سیکھوں گا، اور پھر خود اس پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی اس کی تبلیغ کروں گا، تاکہ وہ بھی اپنے دینِ اسلامی سے روشناس ہوں، اور علیٰ وجہ البصیرت ہوکر اس کے احکام پر عمل کریں، مگر انسانی فطرت کی یہ کمزوری ہے کہ جب وہ کوئی اچھا کام کرتا ہے تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں، تاہم اس سے انسان میں تکبر ونخوت نہیں آنی چاہیے۔ مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن وحدیث کا علم عطا کیا ہے، عالمِ دین ہیں اور وہ قرآن وحدیث کا درس تو دیتے ہیں لیکن غرض کچھ اور ہی ہوتی ہے اور وہ یہ کہ وہ اپنی مسحور کن آواز میں تلاوتِ قرآن کے ذریعے لوگوں کو اپنے قریب کریں، اور حدیثِ رسول ﷺ بیان کرتے وقت اپنے الفاظ کو بنا سنوار کر ادا کریں، تاکہ سننے والے یہ کہیں کہ واہ! کیا خوب اندازِ بیاں ہے۔ یعنی آواز اور انداز سے لوگوں کو خوش کرنا، تاکہ ان کے دلوں پر قبضہ جما رہے۔

فرض کریں اگر کوئی بہت اچھا مقرر ہے اور وہ اس انداز سے تقریر کرتا ہے کہ لوگ دم بخود ہو کر سنتے ہیں، تو وہ اُس حدیث کو نہ بھول جائے جس حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

”فصاحتِ لسانی کا پرتکلّف مظاہرہ کرنے والے تباہ ہو جائیں گے۔“

یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرائی۔[1]

ہمارے مقررین میں سے کچھ ایسے ہوتے ہیں جو لوگوں کو مرعوب کرنے اور ان پر اپنی قابلیت کا سکہ جمانے کے لیے تکلف کے ساتھ اپنی تقریر میں فصاحت و بلاغت کا دریا بہانے کی کوشش کرتے

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۶۷۰)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہیں الا ما شاء اللہ۔ نبیِ کریم ﷺ کی یہ حدیث ایسے لوگوں کے لیے واضح نصیحت ہے کہ وہ ایسا ہرگز نہ کریں بلکہ سادہ زبان اور بے تکلّف نکلنے والے جملے استعمال کریں۔ اسی طرح ہی اگر کوئی مضمون نگار ہے تو وہ اس فخر وغرور میں مبتلا ہو جائے کہ میرے قلم سے کیا نگارشات نکلتی ہیں۔ یوں تو تمام تر صلاحیتیں من جانب اللہ ہیں لیکن اگر کبھی اس کے دل میں غرور و تفاخر آئے تو اسے اعوذ باللہ، استغفر اللہ کہہ کر یہ آیت دہرا لینی چاہیے:

﴿سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ﴾ [البقرۃ: ۳۲]

''اے اللہ! تیری ذات پاک ہے ہمیں تو صرف اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں سکھا رکھا ہے، پورے علم وحکمت والا تو تُو ہی ہے۔''

دعوتِ دین یا کوئی اور اچھا عمل کرتے ہوئے یہ تصور کر لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ خود بنفس نفیس مجھے دیکھ رہا ہے تو پھر کسی انسان کی تعریف وستایش کی تمنا باقی نہیں رہتی، کیوں کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق جتنا مضبوط ہوگا اتنا ہی خلوص اور بے غرضی زیادہ ہوگی۔ اسی طرح ہم اپنے ہر نیک عمل پر صرف اللہ سے اجر کے خواہش مند ہوں گے۔ جیسا کہ ((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ)) والی حدیث میں فرمایا گیا ہے۔

تبلیغ کی راہیں:

تبلیغِ دین کی راہ میں عیش و آرام، جان و مال، عزت اور شہرت کی قربانی دینی پڑتی ہے۔ اگر کسی کو اللہ رب العزت نے اس راہ پر چلنے کی توفیق سے نوازا ہے تو اس کے دل میں نام ونمود کی خواہش پیدا نہ ہو، ورنہ اس کا سارا کیا کرایا ضائع ہو جائے گا۔ کیوں کہ کوئی بھی کام کرنے کے لیے خلوصِ نیت انتہائی ضروری ہے، یہی حال عبادت اور دیگر دینی معاملات کا بھی ہے۔ اس لیے نیت میں اخلاص ہونا ضروری ہے۔ اگر اخلاص نہ ہوا تو وہ صرف دکھلاوا رہ جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج عالمِ دین کی باتوں میں وزن نہیں رہا کیوں کہ سارے کا سارا درس ووعظ عموماً رضائے الٰہی سے خالی ہوتا ہے۔ جبکہ ابو داود، ابن ماجہ اور مسند احمد میں نبیِ اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

''جس شخص نے وہ علم حاصل کیا جس کا حصول صرف رضائے الٰہی کے لیے ہونا چاہیے لیکن جو شخص صرف اس لیے اس علم کو حاصل کرے کہ اس کے ذریعے دنیا کا مال و دولت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سمیٹے گا، وہ قیامت کے دن (جنت تو کجا) جنت کی خوشبو تک بھی نہ سونگھ پائے گا۔"[1]

میری بہنو! ایسا علم جو صاحبِ علم کو نفع نہ دے، نبیِ اکرم ﷺ نے ایسے علم سے ایک دعا کے ساتھ اللہ کی پناہ مانگی ہے، جیسا کہ صحیح مسلم، ترمذی اور نسائی میں یہ دعا مذکور ہے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ، وَ مِنْ قَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا یُسْتَجَابُ لَھَا..))[2]

"اے اللہ! میں ایسے علم سے جو نفع بخش نہ ہو، ایسے دل سے جس میں خوفِ الٰہی نہ ہو، ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو منظور نہ ہو، (ان سب سے) میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

خود اللہ تعالیٰ نے بھی سورۃ الصّف (آیت: ۲۔۳) کے شروع میں یہی ادب سکھلائے اور یہی ذمہ داری بتاتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴾

"اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ جو تم کرتے نہیں اس کا کہنا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔"

اس سورت کے سبب و شانِ نزول میں آتا ہے کہ کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم آپس میں بیٹھے کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو جو سب سے زیادہ پسندیدہ عمل ہیں وہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے چاہییں تاکہ ان پر عمل کیا جاسکے، لیکن آپ ﷺ کے پاس جا کر پوچھنے کی جرات کوئی نہیں کر رہا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرما دی۔[3]

یہاں ندا اگرچہ عام ہے لیکن اصل خطاب ان مومنوں سے ہے جو کہہ رہے تھے کہ ہمیں "اَحَبُّ الْاَعْمَال"، "سب سے زیادہ پسندیدہ اعمال" کا علم ہو جائے تو ہم انھیں کریں لیکن جب

[1] حواله مشكاة (١/ ٧٧) وصححه الألباني.

[2] صحيح الترغيب (١/ ١٦١)

[3] مسند أحمد (٥/ ٤٥٢) جامع الترمذی، رقم الحديث (٣٣٥٩)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انھیں بعض پسندیدہ عمل بتلائے گئے تو سست ہو گئے، اس لیے ایسے لوگوں کو توبیخ کی جا رہی ہے کہ خیر کی جو باتیں کہتے ہو، کرتے کیوں نہیں ہو، جو بات منہ سے نکالتے ہو، اسے پورا کیوں نہیں کرتے۔ جو زبان سے کہتے ہو، اس کی پاسداری کیوں نہیں کرتے؟ تفصیل کے لیے تفسیر الطبری دیکھیں۔

یہ اسی کی مزید تاکید ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر سخت ناراض ہوتا ہے اور ایسے بے عمل لوگوں کے بارے میں صحیح بخاری و مسلم میں نبی اکرم ﷺ کی حدیث ہے:

”قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور اسے جہنم میں جھونک دیا جائے گا، اس کی آنتیں باہر نکل آئیں گی اور وہ شخص اپنی ہی آنتوں کے اردگرد یوں چکر کاٹے گا جیسے گدھا (آٹا وغیرہ پیسنے والی) چکی کے گرد چکر لگاتا ہے۔ اہلِ جہنم اس کے گرد جمع ہوجائیں گے اور اس سے پوچھیں گے: ارے بھئی تمھیں کیا ہوگیا ہے؟ تم تو نیک کاموں کا حکم دیا کرتے تھے اور برائیوں سے روکا کرتے تھے۔ وہ کہے گا:

((کُنْتُ آمُرُکُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا آتِیْهِ وَ أَنْهَاکُمْ عَنِ الشَّرِّ وَ آتِیْهِ)) [1]

”ہاں! میں تمھیں نیکی کا حکم دیتا تھا مگر خود نہیں کرتا تھا اور تمھیں برائی سے روکتا تھا مگر خود کرتا تھا۔“

ایسے ہی بے عمل اہلِ علم کے بارے میں ایک اور صحیح حدیث میں نبیِ اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

”معراج کی رات میرا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جو آگ کی قینچیوں سے اپنے ہونٹوں کو کاٹ رہے تھے، میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا:

((خُطَبَاءُ أُمَّتِكَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ)) [2]

”یہ آپ ﷺ کی امت کے وہ خطیب ہیں جو لوگوں کو تو کہتے تھے مگر یہ خود عمل نہیں کرتے تھے۔“

نبی ﷺ نے ایسے لوگوں کو ایک بڑی ہی عام فہم مثال کے ذریعے نمایاں کیا ہے اور فرمایا ہے:

---

[1] صحیح الترغیب (١/ ١٦١)

[2] أیضاً.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینے والا اور اپنے آپ کو بھلا دینے والا ایسا ہی ہے جیسے چراغ ہے کہ وہ دوسروں کو روشنی عطا کرتا ہے مگر اپنے آپ کو جلاتا ہے۔"[1]

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں عمل والی زندگی عطا فرمائے۔

مسجد بنانا:

مسجد کو آباد رکھنے والے، مسجد کی خدمت اور مسجد سے دلی محبت رکھنے والے اللہ تعالیٰ کے خاص مہمان ہوتے ہیں۔ ایک صحیح حدیث میں مساجد کو آباد رکھنے والے خوش نصیبوں کو اللہ کا ہمسایہ اور پڑوسی قرار دیا گیا ہے۔ مسند احمد اور سلسلہ احادیث صحیحہ میں ایک حدیث ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بلاشبہ مسجدوں میں بلند مرتبے والے لوگ ہوتے ہیں، فرشتے ان کے ہم نشیں ہوتے ہیں، اگر وہ غائب ہوں تو وہ ان کی کمی محسوس کرتے ہیں اور اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کرتے ہیں اور اگر وہ پریشانی میں ہوں تو ان کی مدد کرتے ہیں۔"[2]

یہاں بلند مرتبے والے لوگوں سے مراد ایسے خوش نصیب مراد ہیں کہ جن کا تعلق ہر لحاظ سے مسجد کے ساتھ بہت مضبوط ہوتا ہے اور وہ مسجد کی دیکھ بھال اور آبادی میں کوشاں رہتے ہیں۔ اس حدیثِ طیبہ سے واضح ہوتا ہے کہ مسجد سے تعلق، محبت اور لگاؤ رکھنا بڑے اعزاز کی بات ہے لیکن ان تمام اعزازات کو حاصل کرنے کے لیے صاحبِ توحید وسنت اور صاحبِ اخلاص ہونا بہت ضروری ہے۔

میری بہنو! مسجدیں اللہ رب العزت کے گھر ہیں، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے:

"جس نے اللہ کی رضا کے لیے مسجد بنائی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے اسی طرح کا گھر جنت میں بنائے گا۔"[3]

لہٰذا جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسجد یعنی اللہ کا گھر بنانے کی توفیق عطا فرمائی ہے اور وہ بڑے پیار و محبت کے ساتھ خوب پیسہ بھی لگا کر مسجد بنواتا ہے مگر اس کے اس عمل میں رضائے الٰہی شامل نہیں اور

---

[1] صحيح الترغيب (١/ ١٦٤)

[2] **حسن صحيح**. صحيح الترغيب (١/ ٣٢٩) السلسلة الصحيحة، رقم الحديث (٣٤٠١) إسناد حسن.

[3] صحيح مسلم، رقم الحديث (..........)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی خواہش یہ ہو کہ لوگوں میں، اس کا ذکر ہو کہ فلاں جگہ پر فلاں نے مسجد بنائی ہے تاکہ لوگ کہیں کہ اس نے بہت پیسہ لگا کر بڑی خوب صورت مسجد بنائی ہے، کتنا اچھا کام کیا ہے یعنی لوگوں میں شہرت حاصل ہو جائے۔

یہ اللہ کی رضا وخوش نودی حاصل کرنے کے لیے نہیں بلکہ لوگوں کی خوش نودی حاصل کرنے کے لیے بنائی ہے، اس کی اس نیت کے ساتھ ہی اس کے لیے اجر وثواب بھی ختم ہو جاتا ہے اور نعم البدل بھی ضائع ہو گیا۔

جنت میں نبی ﷺ کا ساتھ:

یتیم کی کفالت کرنے والے کے متعلق اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے:

''یتیم کی کفالت کرنے والا یتیم چاہے اس کا قریبی ہو یا غیر، جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔''[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

''بیوہ عورتوں اور مسکینوں کی خبر گیری کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مانند ہے، اُس قیام کرنے والے کی طرح ہے جو رات کو سستی نہیں کرتا۔ اور اس روزہ رکھنے والے کی طرح ہے جو افطار نہیں کرتا۔'' کتنا اجر وثواب کا کام ہے۔''[2]

میری بہنو! پہلی بات یہ کہ یتیم کے ساتھ تو وہی شخص اچھا برتاؤ کرے گا جس کے دل میں مال کے بجائے انسانی قدروں اور اخلاقی ضابطوں کی اہمیت ومحبت ہوگی۔ دوسرا، اسے اس امر کا یقین ہو کہ اس کے بدلے میں مجھے قیامت والے دن اچھی جزا ملے گی۔ مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کسی کے ساتھ نیکی کرتے ہیں جس میں واضح دکھاوا نظر آتا ہے مثلاً کسی بیوہ یا یتیم کی کفالت کا ذمہ لیے ہوئے ہیں تو ان کی کوشش ہوتی ہے کہ یہ بات لوگوں میں عام ہو جائے کہ ان کی ذمہ داری میں نے لی ہے یعنی ہر قسم کی ضروریات میں پوری کرتا ہوں، میرے سوا اس مسکین کا کوئی نہیں۔ زمین سے اٹھا کر اسے میں نے بلند مقام تک پہنچایا، معزز لوگوں میں بات چیت کرنے کے قابل میں نے اسے بنایا، میں نے ہر طرح سے اس کی سپورٹ کی ہے، تاکہ لوگوں میں اس کی عزت برقرار رہے اور یہ اپنے مقصد میں

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٩٨٣)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٦٥٥٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٩٨٢)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کامیاب ہو جائے وغیرہ وغیرہ، کیا یہ ساری باتیں کسی یتیم کے متعلق کہنے سے اجر وثواب باقی رہے گا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ جبکہ ایسا کرنے سے اجر وثواب ختم ہو جاتا ہے۔

یتیموں مسکینوں غریبوں کا بہت حق ہے، ان کا خاص خیال رکھا کریں، جیسا بھی ممکن ہو تعاون کرنے کی کوشش کریں اور اگر کسی نے کسی کی کفالت کی ذمہ داری لی ہے تو اسے اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ اس کی زبان سے کوئی ایسی بات نہ نکلے جس سے ان کے دل کو تکلیف ہو۔ یعنی احسان جتا کر اور انھیں ایذا پہنچا کر اپنے اعمال کو برباد نہ کیجیے کیوں کہ یہ اہلِ ایمان کا شیوہ نہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ خالص رضائے الٰہی کی خاطر تعاون کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تسبیح کرنا:

اسی طرح ریا کاری کے نمونوں میں سے ایک اور بھی ہے کہ کچھ لوگ نماز کے بعد تسبیح کرتے ہیں، اسی طرح ہی ہم نے کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں مسجدوں، بازاروں، مجلسوں یا شادی بیاہ کی پارٹیوں میں اپنے ہاتھوں میں خوب صورت قسم کی تسبیح لیے ہوئے دیکھا ہے جو کہ بہت کم پڑھی جاتی ہے اور دکھلاوا زیادہ ہوتا ہے لہٰذا اگر کسی نے اجر وثواب کے لیے پڑھنا ہے تو اس کے لیے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہاتھوں کی بہترین تسبیح عطا فرمائی ہے، جس کا کہیں گم ہونے کا خدشہ بھی نہیں اور یہی ہاتھ جن پر ہم تسبیح کرتے ہیں، قیامت کی دن ہمارے حق میں گواہی بھی دیں گے۔ ان شاء اللہ۔

میں نے اکثر بہنوں کو کہا ہے کہ ان موتیوں کی مالا سے بہتر ہے کہ آپ اپنے دائیں ہاتھ پر تسبیح کیا کریں، جواب کیا ملتا ہے کہ ہم بھول جاتی ہیں، اس لیے تسبیح پر پڑھتی ہیں، جب دل دماغ اور زبان کے راستے الگ الگ ہوں گے تو پھر یہی ہوتا ہے، عبادت کے وقت اپنے دل اور زبان کو ایک ہی جگہ رکھنے کی کوشش کریں۔ ورنہ خالی سجدوں میں تو دنیا ہی بسا کرتی ہے۔ ویسے بھی اُس سے کیا حساب کرنا جو دیتا ہے بے حساب۔ لہٰذا اپنے ہاتھوں پر ہی تسبیحات کیا کریں اور یہی سنتِ رسول ﷺ ہے اور ایسے کاموں سے اجتناب کرنے کی کوشش کیا کریں جو سنتِ رسول ﷺ کے خلاف ہوں اور ریا کاری میں بھی شمار ہوتا ہو۔

ریا کاری کا ایک اور عمل:

اسی طرح کچھ لوگ قربانی اور عقیقہ بھی لوگوں کے دکھلاوے کے لیے کرتے ہیں کہ لوگ کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہیں گے کے اچھے بھلے ہیں، ان کے گھر والے سب باہر دوسرے ملکوں میں رہتے ہیں اور قربانی نہیں دیتے یا پھر یہ کہ ہم بہت مہنگی گائے لیکر کر قربانی کریں تا کہ لوگوں اور رشتے داروں کو پتا چلے۔ بہنو! یہ کام اللہ کی رضا کی خاطر ہونا چاہیے کیوں کہ اللہ کو تمھارے گوشت وخون کی ضرورت نہیں بلکہ اسے تو تمھارے اخلاص ونیت کو دیکھنا ہے کہ یہ کس کی خوشنودی کے لیے ہے۔ اللہ کی رضاء یا لوگوں کی، اس طرح بہت سارے کام ایسے ہیں جو کچھ تو عبادت ہیں اور کچھ کاموں کو لوگوں نے اپنی طرف سے عبادت کا نام دے رکھا ہے جو کہ سرا سر بدعت اور دکھلا وہ ہیں جن میں مال و دولت اور وقت صرف ہوتا ہے اور بڑے اہتمام کے ساتھ ان ریا کاری کے فتنوں کو سرانجام دیا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔

ہر قسم کی عبادت کرنے سے پہلے ایک بات ذہن نشین رہے کہ کوئی بھی عبادت اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک اس میں دو شرطوں کا لحاظ نہ رکھا جائے:

1- اخلاص: کہ ہماری ہر قسم کی عبادت صرف رضائے الٰہی کے لیے ہو، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَآ أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ ﴾ [البينة: ٥]

"اور ان کو حکم تو یہی ہوا تھا کہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں۔"

اور راہِ حق کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ہم اپنی وسعت وحیثیت کے مطابق جد و جہد کرتے رہیں کیوں کہ نفلی عبادات میں طاقت کی ضرورت ہے گنتی کی نہیں۔

2- اتباعِ رسول ﷺ: دوسری شرط اتباعِ رسول ﷺ ہے، اور اتباع کا مطلب یہ ہے کہ ہر عبادت نبیِ کریم ﷺ کی سنت کے مطابق ہو۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر وتازہ اور شاداب رکھے جس نے میری بات سنی ہو اور پھر اسے اچھی طرح محفوظ کر لیا ہو، بہت سے علم والے حقیقت میں عالم نہیں ہوتے ہیں، اور تین باتیں ایسی ہیں جن پر کسی بندۂ مومن کا دل کینہ اور دشمنی نہیں رکھتا ہے: (1) اللہ کے لیے عمل میں اخلاص کا ہونا، (2) مسلمان ائمہ کے لیے خیر خواہ ہونا، (3) اور ان کی جماعت کو لازم پکڑنا۔"[1]

[1] مسند بزار، صحیح ابن حبان.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفہومِ حدیث یہ ہے کہ ان تینوں خصلتوں سے قلوب کی اصلاح اور درستگی ہو جاتی ہے، اور ان سے آراستگی کے بعد دل خیانت، فساد اور شر سے پاک وصاف ہو جاتا ہے، اور شیطان کے مکر وفریب سے آدمی کو نجات اخلاص کی بنا پر ہی حاصل ہوسکتی ہے۔ جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے:

﴿ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴾ [الحجر: ٤٠]

یعنی شیطان نے کہا کہ ''مگر جو تیرے مخلص بندے ہیں'' (میں انھیں گمراہ نہ کرسکوں گا)۔ کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے:

''یَانَفْسُ اِخْلِصِیْ تَتَخَلَّصِیْ''

''اے نفس! اخلاص پیدا کرتا کہ تمھیں دوزخ سے خلاصی اور نجات حاصل ہو جائے۔''

یقیناً دنیا کی ہر لذت اور آسایش سے نفس کو سکون اور راحت حاصل ہوتی ہے اور دل کا میلان اس کی طرف ہوتا رہتا ہے۔ اور یہ کیفیت چاہے کم ہو یا زیادہ، مگر یہ عمل میں جب شریک ہو جاتی ہے تو اس سے اس کی زندگی میں گدلا پن آجاتا ہے اور اس کا اخلاص بھی ختم ہو جاتا ہے، بلا شبہہ انسان اپنی خواہشوں اور لذتوں میں مست اور ڈوبا ہوا ہے، اور اس کی عبادت اور اس کا کوئی عمل بھی دنیوی غرض اور لذت سے بہت کم ہی پاک وصاف ہو پاتا ہے۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ جس کی زندگی میں کوئی ایک لمحہ بھی اگر اللہ کے لیے ہو گیا تو اس کو کبھی نہ کبھی نجات مل گئی، کیوں کہ اخلاص کا پیدا ہونا بہت مشکل کام ہے اور دل کا آمیزشوں سے خالی ہو جانا بھی کوئی آسان کام نہیں ہے، جب کہ اخلاص کا پیدا ہونا اور اللہ تعالیٰ کا قرب صرف اللہ عزوجل کی محبت اور ہمہ وقت آخرت کی فکر سے حاصل ہوسکتا ہے، یہاں تک کہ اس کے دل میں دنیا کی محبت بالکل باقی نہ رہے۔ اپنے کھانے اور پینے میں اچھی نیت کر کے انھیں عبادت بنانے کی کوشش کرے، اور جس کو یہ چیزیں حاصل نہ ہوں تو اس پر اخلاص کا دروازہ بند ہے مگر شاذ و نادر لوگ ہی مستثنیٰ ہوں گے۔

بہت سے عمل انسان بڑی محنت سے کرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ وہ خالصۃً للہ کر رہا ہے، اور وہ اس کی طرف سے دھوکے میں مبتلا رہتا ہے کیوں کہ اس نے ابھی تک اس کے نتائجِ بد کو دیکھا نہیں ہے۔ اخلاص کا معاملہ بھی بہت نازک ہے، ریا ونمود سے بہت کم عمل پاک وصاف ہو پاتے ہیں، اور کم ہی لوگ اس کی طرف سے ہوشیار رہتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس کو اس کی توفیق مل

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جائے۔ اور اس سے غافل لوگ قیامت کے دن اپنی اچھائیاں برائیوں کی شکل میں دیکھیں گے جن کا ذکر سورۃ الزمر میں یوں آیا ہے:

﴿وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ ﴿٤٧﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوا﴾

[الزمر: ٤٧۔ ٤٨]

''اور ان کے سامنے اللہ کی طرف سے وہ ظاہر ہوگا جس کا گمان بھی انھیں نہ تھا، اور جو کچھ انھوں نے کیا تھا اس کی برائیاں ان پر کھل پڑیں گی۔''

دوسری جگہ اللہ نے فرمایا:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا﴾ [الكهف: ١٠٣۔ ١٠٤]

''تو کہہ ہم بتائیں تم کو اعمال کے اعتبار سے کون سب سے گھاٹے میں گیا؟ وہ لوگ جن کی کوشش بھٹکتی رہی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے رہے کہ اچھا کام کرتے ہیں''۔

میری بہنو! ہمارا دین کتنا اعلیٰ ہے جو اخلاص کی مسکراہٹ کو بھی عبادت کا حصہ بنا دیتا ہے، سبحان اللہ! ((تَبَسُّمُكَ فِيْ وَجْهِ أَخِيْكَ صَدَقَةٌ))

بعض سلف صالحین نے فرمایا:

''تھوڑی دیر کے اخلاص میں ہمیشگی اور ابدی نجات ہے، لیکن اخلاص نایاب اور مشکل چیز ہے۔''

سہیل رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا: نفس پر سب سے زیادہ کیا چیز مشکل اور گراں ہے؟ فرمایا: اخلاص، کیوں کہ نفس کے لیے اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرے، اور کوشش کرے کہ ہمارا ہر عمل خالص رضائے الٰہی کے لیے ہو، اس میں کسی دوسرے کی خوشنودی مقصود نہ ہو اور اس کام کے لیے دو ہی اصول ہیں:

۱۔ دل میں اللہ کا خوف ہو۔

۲۔ نفس کو ناجائز خواہشات سے لگام دی جائے۔

یہی وہ راستہ ہے جو آپ کو جنت کی طرف لے جائے گا، جیسا کہ سورۃ النازعات (آیت:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

۴۰۔۴۱) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴾

''ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا اور اپنے نفس کو بری خواہشات سے روکتا ہوگا تو اس کا ٹھکانا جنت ہوگی۔''

میری بہنو! کوئی بھی نیک عمل یا عبادت جو خالص رضائے الٰہی کے بجائے فخر ومباہات اور ریا و دکھلاوے کے طور پر کی جائے تو اسے اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتے۔ وہ چاہے خدمتِ خلق ہو یا رفاہ عامہ کے لیے اپنے مال، وقت اور صحت کو لگائیں، انھیں حدیثِ شریف میں صدقہ قرار دیا گیا ہے، مگر جب یہ سب اللہ کی رضا کے لیے کریں، اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے یہ دعا بھی مانگ لیا کریں:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ عَمَلًا مُّتَقَبَّلًا))

''اے اللہ! میں تجھ سے ایسے عمل کا سوال کرتا یا کرتی ہوں جو قبول کرلیا جائے۔''

یعنی قبولیتِ عمل کی شرط دعا میں اس لیے ہے کہ جو عمل آخرت میں فائدہ نہ دے وہ عذابِ الٰہی کا موجب بن سکتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو عمل بارگاہِ الٰہی میں قبول نہ ہو، اس کا نتیجہ سوائے تھکاوٹ اور بے آرامی کے کچھ بھی نہیں۔ اسی لیے اللہ کے رسول ﷺ نے ریا کاری کے فتنہ کو شرکِ خفی قرار دیا ہے، اور نبی ﷺ کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ ریا کاری نہ صرف عمل کو ضائع کر دینے والا گناہ بلکہ شرک بھی ہے۔ لہٰذا اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اگر ہم نے کسی قسم کی اللہ تعالیٰ کی نافرنی کی تو اللہ رب العزت سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا۔ اگر نیت میں رضائے الٰہی ہوگی تو دونوں جہانوں کی نعمتیں سعادتیں، ورنہ خسارا ہی خسارا ہے، اللہ تعالیٰ ہر قسم کے خساروں سے محفوظ فرمائے۔ جو بھی مسلمان اللہ کی ملاقات کا منتظر ہو، اسے چاہیے کہ اللہ کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرے، کیوں کہ وہ مالک ومعبود خالص عبادت ہی قبول کرتا ہے، ملاوٹ والی عبادت اس کی بارگاہ میں مقبول نہیں۔ لہٰذا آپ ہر قسم کی ریا کاری سے بچنے کی کوشش کریں، کیوں کہ یہ نہ تو اہلِ ایمان کا شیوہ ہے اور نہ ہی یہ مومن کے لیے نفع بخش ہوتی ہے۔

اس لیے آپ اس بات کا خاص اہتمام کریں کہ آپ کی ہر قسم کی عبادت واطاعت خالص اللہ کی رضا کے لیے ہو، رسول ﷺ کی سنت اور سلفِ صالحین کے طریقوں کے موافق ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ روزِ آخرت میں نیکیوں والا پلڑا خالی پڑا ملے۔ اور برائیوں والا پلڑا لدالد ملے۔ جو بھی مسلمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب اللہ اور نبیِ کریم ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات کے مطابق اخلاصِ دل سے جو بھی عمل کرے گا، اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اسے ابدی عزت وعظمت کا تاج پہنادے گا۔

یا حیّ یا قیوم۔ راہِ ہدایت پر ثابت قدمی اور خواہشاتِ نفسانی پر کنٹرول کرنے کی توفیق عطا فرما۔ کیوں کہ توفیق کی نعمت بھی تو وہی عطا کرتا ہے اور پھر فضل واحسان کے ساتھ نیک عمل کو قبول بھی وہی فرماتا ہے۔ اور اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ریاکاری کے عمل اور ہر قسم کے شرک سے محفوظ فرمائیں، اللہ! ہمیں ہر قسم کی عبادت نبیِ رحمت ﷺ کے قول وعمل کے مطابق کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اور ہمیں حق بات کہنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔

یا اللہ! ہمارے گناہوں کو معاف فرما۔ اے ہمارے رب! دین کے دشمنوں کے خلاف ہماری مدد فرما۔ یا اللہ! ہمیں علم وعمل کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! ہمارے بدن میں عافیت عطا فرما۔ یا رزاق! ہمیں رزقِ حلال کے لیے آسانیاں فراہم کر۔ یا اللہ! یقیناً ہم فقر اور غربت سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

اے ہمارے رب! ہم عذابِ قبر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔ یا اللہ! ہمیں جنت الفردوس میں ہمارے نبی ﷺ کا ساتھ نصیب فرما۔ آمین

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ، وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

مصادر ومراجع

- تفسیر ابن کثیر
- تفسیر حافظ صلاح الدین یوسف
- صحیح بخاری
- صحیح مسلم
- کبیرہ گناہ — تالیف: ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن
- کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کا بیان — تالیف: محمد اقبال کیلانی
- قبولیتِ عمل کی شرائط — تالیف: ابو عدنان محمد منیر قمر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذلیل کرنے والا عمل... کبر ونخوت

(1)

خطبہ مسنونہ کے بعد:

سورۃ البقرہ (آیت: ۳۴) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴾

''اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو وہ سب کے سب سجدہ میں گر پڑے مگر شیطان نے انکار کیا اور غرور میں آکر کافر بن گیا۔''

سورۃ الاعراف (آیت: ۱۲) میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴾

'' (اللہ نے) فرمایا کہ جب میں نے تمھیں حکم دیا تو کس چیز نے تجھے سجدہ کرنے سے روکا؟ اس نے کہا کہ میں اس سے افضل ہوں۔ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو آپ نے خاک سے بنایا ہے۔''

یاد رکھیں! جنوں کو اللہ تعالیٰ نے بے دھوئیں کی آگ سے بنایا تھا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴾ [الحجر: ٣٣]

''اس نے کہا کہ میں ایسا نہیں کہ اس انسان کو سجدہ کروں جسے تو نے کالی اور سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا ہے۔''

اس کے اس جواب پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴾ [الحجر: ٣٤]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اب تو بہشت سے نکل جا کیوں کہ تو راندۂ درگاہ ہے۔“

ان آیاتِ کریمہ سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں:

۱۔ یہ کہ سجدہ کا حکم عبادت کے لیے نہیں تھا بلکہ یہ اللہ کا حکم تھا، ورنہ اللہ کے سوا سجدہ کسی کے لیے جائز نہیں جیسے اللہ ہر چیز کی قسم کھا سکتا ہے مگر انسان کو یہ حق نہیں۔

۲۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم کا حکم دیا تھا اور ابلیس نے آتشی و ناری ہونے کے گھمنڈ میں خاکی کی تعظیم کرنے سے انکار کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں تکبر کرنے والا احترام و تعظیم کا نہیں، بلکہ ذلت و رسوائی کا مستحق ہے، یہی وجہ ہے کہ رہتی دنیا تک لعنتیں اس کا مقدر اور بالآخر جہنم اس کا ٹھکانا ہے۔

تکبر کیا ہے:

میری بہنو! ہمارے معاشرے میں پائی جانے والی ایک ایسی خصلت جو عموماً علم و ہنر، مال و دولت اور حسن و جوانی کے نشے میں چُور لوگوں میں پائی جاتی ہے، وہ ہے ”کبر و نخوت۔“ اپنے علم و ہنر اور مال و دولت پر اترانا، جوانی کے نشے میں مست ہو کر بڑے متکبرانہ انداز سے چلنا، غریب و نادار شخص کو دیکھ کر ناک منہ چڑھانا اور پیشانی پر بل ڈالنا اور فقر و افلاس میں مبتلا لوگوں کو بنظرِ حقارت یوں دیکھنا کہ جیسے وہ کوئی غیر انسانی مخلوق ہوں، اور اپنے سے کمتر درجے کے ملازم یا مفلس یعنی غریب انسان کے سلام کا جواب تک نہ دینا بلکہ زبان ہلائے بغیر سر کے اشارے سے کام نکال لینا۔ ایسے ہی مال و دولت، کار، بنگلہ اور حسن و جوانی دینے والے خالقِ ارض وسماء، کو بھول جانا اور یہ سمجھ لینا کہ یہ دولت ہمیشہ سے ہماری ہے اور دائم ہماری ہی رہے گی، موت و آخرت کی جواب دہی کو صرف قصے اور کہانیاں سمجھ لینا۔

دولت و طاقت اور اختیار کا نشہ جب دماغ پر چھا جائے تو سرکشی سر اٹھانے لگتی ہے۔ جب لوگ تعظیم کی انتہا کر دیں، چاہے وہ کسی چیز کی پیداوار ہی کیوں نہ ہو، تو غرور و تکبر ایک زہریلے سانپ کی طرح انسان کے اندر پھنکارنے لگتا ہے۔ نشے اور غرور کا زہر انسان کو نورِ ہدایت کی بجائے کفر کے اندھیرے میں دھکیل دیتا ہے۔ اور، یہی کبر و نخوت کی علامتیں اور تکبر کی نشانیاں ہیں۔

ایسے ہی ایک دولت مند مشرک اور فقیر مومن کی مثال اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی سورۃ الکھف (آیات: ۳۲ تا ۴۲) میں بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ
وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿٣٢﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا ۙ وَّفَجَّرْنَا
خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿٣٣﴾ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا
وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿٣٤﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ﴿٣٥﴾
وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿٣٦﴾ قَالَ لَهٗ
صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ
رَجُلًا ﴿٣٧﴾ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿٣٨﴾ وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ
مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿٣٩﴾ فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ
يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿٤٠﴾
اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿٤١﴾ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ
عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴾

’’(اے میرے نبی) انھیں ان دو شخصوں کا حال بھی بیان کیجیے ان میں سے ایک کو ہم نے انگوروں کے دو باغ عطا کیے اور ان کے گرد کھجوروں کی باڑ لگادی اور ان دونوں کے درمیان کھیتی اگائی۔ دونوں باغ اپنا پھل خوب لائے اور اس میں سے کسی طرح کی کمی نہ کی، اور ہم نے ان باغوں کے درمیان نہر جاری کر رکھی تھی۔ الغرض اس کے پاس پھل تھے، ایک دن وہ باتوں ہی باتوں میں اپنے ساتھی سے کہنے لگا کہ میں تجھ سے زیادہ مالدار ہوں اور جتھے کے اعتبار سے بھی زیادہ مضبوط ہوں۔ اور وہ اپنے باغ میں داخل ہوا، جبکہ وہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا تھا، اس نے کہا: میں گمان نہیں کرتا کہ یہ (باغ) کبھی تباہ ہوگا۔ اور میں یہ بھی گمان نہیں کرتا کہ قیامت قائم ہونے والی ہے، اور اگر (بالفرض) واقعی مجھے اپنے رب کی طرف لوٹایا گیا تو یقیناً ضرور میں وہاں ان (باغوں) سے بہتر لوٹنے کی جگہ پاؤں گا۔ اس کے ساتھی نے اس سے باتیں کرتے ہوں کہا کہ تو اس ہستی کا انکار کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر تجھے پورا آدمی بنا دیا۔ لیکن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں تو عقیدہ رکھتا ہوں کہ وہی اللہ میرا پروردگار ہے، میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں گا۔ جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تو یہ کیوں نہ کہا کہ ما شاء اللہ: لا قوۃ الاّ باللہ، اگر تو مجھے مال واولاد میں اپنے سے کم دیکھ رہا ہے۔تو بہت ممکن ہے کہ میرا رب مجھے تیرے اس باغ سے بھی بہتر دے اور اس پر آسمانی عذاب بھیج دے تو یہ چٹیل اور چکنا میدان بن جائے۔ یا اس کا پانی نیچے اتر جائے اور تیرے بس میں نہ رہے کہ تو اسے ڈھونڈ لائے۔ اور اس کے (سارے) پھل گھیر لیے گئے، پس وہ اپنے اس خرچ پر جو اس نے اس میں کیا تھا اپنے ہاتھ ملنے لگا اور وہ باغ تو اوندھا الٹا پڑا تھا، اور وہ (شخص) یہ کہہ رہا تھا کہ کاش! میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرتا۔''

دولت مند مشرک اور فقیر مسلم کی مثال:

اللہ تعالیٰ نے ان مشرکوں کے ذکر کے بعد جواز راہِ تکبر کمزور اور مسکین مسلمانوں کی مجلس میں بیٹھنا گوارا نہیں کرتے تھے اور اپنے مال و دولت اور حسب ونسب پر بہت فخر کرتے تھے، دو آدمیوں کی مثال بیان فرمائی ہے۔ جن میں سے ایک شخص کے انگوروں کے دو ایسے باغ تھے جنہیں کھجور کے درختوں نے گھیر رکھا تھا اور ان کے درمیان کھیتیاں بھی تھیں، تمام درخت اور کھیتیاں نہایت عمدہ نسل کی تھیں اور وہ خوب پیدا وار دیتی تھیں، اسی لیے فرمایا:

﴿كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿٣٣﴾ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ﴾

''دونوں باغ اپنا پورا پھل دیتے تھے اور کسی کی پیداوار میں ذرا کمی نہ رہتی۔ اور ہم نے ان دونوں کے درمیان ایک ندی جاری کر رکھی تھی۔ (یعنی اسی میں ادھر ادھر ندیاں بھی رواں تھیں) اور اس (شخص) کے لیے پھل تھے۔''

مال دار فاسق و فاجر کا فخر وغرور کرنا اور اتراتے ہوئے باغ میں داخل ہونا:

﴿فَقَالَ﴾ یعنی ان دو باغوں کے مالک نے کہا: ﴿لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ﴾ ''اپنے ساتھی سے گفتگو کرتے ہوئے۔'' اس سے لڑائی کرتے اور فخر وغرور کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿اَنَا اَکْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا﴾

''میں تجھ سے زیادہ مال دار ہوں اور جتھے کے اعتبار سے زیادہ مضبوط ہوں۔''

یعنی میرے پاس تیری نسبت (مال) خدم وحشم اور اولاد زیادہ ہے۔ قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ایک فاجر وفاسق انسان کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے پاس مال ودولت کی کثرت ہو اور پارٹی کے اعتبار سے اسے عزت حاصل ہو۔[1]

﴿وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ﴾ ''اور وہ اپنے حق میں ظلم کرتا ہوا اپنے باغ میں داخل ہوا۔'' وہ کفر، سرکشی، تکبر، فخر وغرور اور آخرت کا انکار کرتے ہوئے اپنے باغ میں داخل ہوا اور۔

﴿قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا﴾ ''بولا کہ میرا تو یہ خیال نہیں کہ یہ (باغ) کبھی برباد ہو۔'' وہ اپنے کھیتوں، درختوں، پھلوں اور ان میں رواں دواں نہروں کو دیکھ کر فریب خوردہ ہوگیا اور گمان کرنے لگا کہ یہ کبھی بھی فنا اور تباہ وبرباد نہ ہوں گی اور اس کا یہ گمانِ فاسد اس کی قلتِ عقل، ضُعفِ یقین، دنیا کی زندگی اور زینت پر اعجاب اور آخرت کے انکار کا نتیجہ تھا، اسی لیے اس نے کہا:

﴿وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً﴾ ''اور میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت (کبھی) آئے گی۔'' یعنی وہ کبھی برپا ہوگی۔

﴿وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا﴾ ''اور اگر میں اپنے پر ورگار کے پاس پہنچایا گیا (بھی) تو میں یقیناً اس (باغ) سے (بھی) بہتر جگہ پاؤں گا۔'' یعنی اگر آخرت واقعی برپا ہوئی اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹ کر جانا ہوا تو وہاں میرے لیے اس سے بھی زیادہ اچھا مقام ہوگا کیوں کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز نہ ہوتا تو وہ مجھے یہ باغات عطا نہ کرتا، جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا:

﴿وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى﴾ [حم السجدة: ٥٠]

''اور اگر مجھے میرے پروردگار کی طرف لوٹایا گیا تو میرے لیے اس کے پاس بھی بہتری ہی ہوگی۔''

اس مردِ مومن نے پھر یہ بھی کہا:

[1] تفسير الطبري (١٥/ ٣٠٦)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا﴾

''اور تو جب اپنے باغ میں داخل ہوا تو تو نے یہ کیوں نہ کہا کہ اللہ جو چاہتا ہے (وہی ہوتا ہے) اور (کسی میں) کوئی قوت نہیں سوائے اللہ (کی مدد) کے (اور) اگر چہ تو مجھے مال و اولاد میں کمتر ہی دیکھتا ہے۔''

اس کی یہ باتیں سن کر اس کے مومن ساتھی نے اس کو وعظ و تبلیغ کے انداز میں سمجھایا اور اسے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے کہا کہ جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا اور تو نے باغ کو دیکھا اور اس کا منظر تجھے بہت خوش کن محسوس ہوا تو تو نے اپنے اس اللہ کا شکر کیوں ادا نہ کیا جس نے تجھ پر انعام فرمایا اور تجھے اس قدر کثرت سے مال و اولاد عطا فرمائے جو تیرے سوا کسی اور کو نہیں دیے، الغرض! تو نے اپنے باغ میں داخل ہوتے وقت یہ کیوں نہ کہا: ﴿مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾۔

بعض ائمہ سلف نے کہا ہے کہ جس شخص کو اپنے حال، مال یا اولاد میں سے کوئی چیز بہت ہی انوکھی معلوم ہو تو اسے یہ کلمات: ﴿مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ پڑھ لینے چاہییں۔ یہ بات اسی آیتِ کریمہ سے ماخوذ ہے۔ مومن کہتا ہے: ﴿فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ﴾ ''تو عجیب نہیں کہ میرا پروردگار مجھے تمھارے باغ سے بہتر عطا فرمائے۔'' یعنی دنیا میں یا آخرت میں یا دونوں میں۔

﴿وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا﴾ ''اور اس پر بھیج دے۔'' یعنی دنیا ہی میں تیرے اس باغ پر آسمانی آفت و عذاب بھیج دے جس کے بارے میں تو نے یہ گمان کیا ہے کہ یہ کبھی زوال پذیر اور فنا نہیں ہوگا۔

﴿حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ﴾ ابن عباس رضی اللہ عنہما امام ضحاک اور قتادہ رحمہم اللہ کا قول ہے کہ اس سے مراد یہ ہے: ''آسمان سے عذاب آئے۔''[1]

ظاہر ہے کہ اس سے مراد ایسی زبردست اور خوفناک بارش ہے جو کھیتیوں اور درختوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر تباہ و برباد کر ڈالے، اسی لیے کہا: ﴿اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا﴾ ''یا اس (کی نہر) کا پانی گہرا ہو جائے۔'' یعنی زمین میں گہرا ہو جائے۔ غائر، نابع کی ضد ہے، نابع اس پانی کو کہتے ہیں جو زمین کی سطح کے اوپر آنا چاہتا ہے اور غائر اس کو کہتے ہیں جو زمین کے نچلے حصے کی طرف جانا چاہتا

[1] تفسیر الطبري (١٥/ ٣٠٩)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ﴾ [الملك: ٣٠]

''کہہ دیجیے: بھلا دیکھو تو اگر تمھارا پانی (جو تم پیتے ہو اور برتتے ہو) گہرا ہو جائے تو (اللہ کے سوا) کون ہے جو تمھارے لیے شیریں پانی کا چشمہ بہا لائے؟''

جو جاری وساری اور رواں دواں ہو۔ اور یہاں فرمایا:

﴿اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا﴾

''یا اس (کی نہر) کا پانی گہرا ہو جائے تو پھر تم اسے نہ لا سکو۔''

کفر کا بدترین انجام:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ﴾ ''اور اس کا پھل گھیر لیا (تباہ کر دیا) گیا۔'' دوسرے قول کے مطابق اس کے مالوں اور پھلوں کو عذاب نے آگھیرا۔ مقصود یہ ہے کہ کافر اسی انجام سے دو چار ہوا جس کا ڈر تھا اور جس سے مردِ مومن نے بھی اسے ڈرایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کے باغ پر عذاب نہ بھیج دے جس پر اسے بڑا ناز ہے اور جس نے اسے اللہ تعالیٰ سے غافل کر دیا ہے:

﴿فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا﴾ ''تو جو مال اس نے اس پر خرچ کیا تھا، اس پر (حسرت سے) ہاتھ ملتے رہ گیا۔'' اور ان مالوں کے ضائع ہونے کا اسے غم تھا جو اس نے باغ پر خرچ کیے تھے۔ ﴿وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝٤٢ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ﴾ ''اور کہنے لگا کہ کاش! میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا، اور (اس وقت) کوئی جماعت اس کی (مددگار) نہ ہوئی۔''[1]

اس کے رشتے دار یا بیٹے جن پر اسے بڑا ناز اور فخر تھا اس کے کسی کام نہ آ سکے۔

﴿يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ۝٤٣ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ﴾

[الكهف: ٤٣]

---

[1] تفسير الطبري (١٥/ ١١٣)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''اللہ کے سوا کوئی جماعت اس کی مددگار نہ ہوئی اور نہ وہ بدلہ لے سکا۔ وہاں تو تمام اختیار اللہ سچے ہی کا ہے۔''[1]

﴿هُنَالِكَ﴾ اور ﴿الْوَلَايَةُ﴾ کی مختلف قراءتیں:

قراء کا اس میں اختلاف ہے، بعض نے تو ﴿هُنَالِكَ﴾ پر وقف کیا ہے اور اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ اس جگہ اس کا کوئی حامی وناصر نہ تھا جہاں اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا، عذابِ الٰہی سے کوئی اسے بچا نہ سکا۔

دنیاوی زندگی کی مثال:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَاضْرِبْ لَهُم﴾ ''اور ان سے بیان کریں۔'' یعنی اے محمد! آپ لوگوں سے بیان کر دیں۔ ﴿مَّثَلَ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا﴾ ''دنیاوی زندگی کی مثال۔'' جو زوال پذیر، فنا پذیر اور ختم ہو جانے کے اعتبار سے ﴿كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ﴾ ''ایسی ہے جیسے پانی جسے ہم نے آسمان سے برسایا تو اس کے ساتھ زمین کی روئیدگی مل گئی۔'' زمین میں جو دانہ ڈالا گیا اس میں روئیدگی پیدا ہوئی اور جب اس پر پھول پھل آئے اور وہ سرسبزی وشادابی کی بہار دکھانے لگا تو بہت بھلا نظر آنے لگا مگر اس سب کچھ کے بعد ایک ایسا وقت آیا کہ ﴿فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ﴾ ''پھر وہ چورا ہو گیا کہ ہوائیں اسے اڑاتی پھرتی ہیں۔'' کبھی اسے دائیں طرف گرا دیتی ہیں اور کبھی اٹھا کر بائیں طرف پھینک دیتی ہیں۔ ﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا﴾ ''اور اللہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔'' وہ اسے سرسبزی وشادابی بخشنے پر بھی قادر ہے اور تباہی وبربادی سے دوچار کر دینے پر بھی۔

اللہ تعالیٰ نے بہت سے مقامات پر دنیاوی زندگی کی یہی مثال بیان فرمائی ہے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ))[2] ''دنیا شیریں وشاداب ہے۔''

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

[1] تفسير الطبري (١٥/ ٣١٢) تفسير القرطبي (١٠/ ١١٤)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٧٤٢) عن ابی سعيد الخدري رضی اللہ عنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ﴾ [الكهف: ٤٦]

''مال اور بیٹے تو دنیا کی زندگی کی (رونق و) زینت ہیں۔''

ایک جگہ فرمایا ہے:

﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۭ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴾ [آل عمران: ١٤]

''لوگوں کو ان کی خواہشوں کی چیزیں یعنی عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر اور نشان لگے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی بڑی زینت دار معلوم ہوتی ہیں (مگر) یہ سب دنیاوی زندگی کے سامان ہیں اور اللہ کے پاس بہت اچھا ٹھکانا ہے۔''

ایک مقام پر فرمایا ہے:

﴿ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴾ [التغابن: ١٥]

''بلاشبہ تمھارے مال اور تمھاری اولاد تو آزمائش ہے اور اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا اور اس کی عبادت کے لیے فارغ ہو جانا مال و دولت میں مشغول ہو جانے، دنیا کی دولت جمع کرنے اور مال و دولت سے محبت کرنے کی نسبت بدر جہا بہتر ہے، اسی لیے فرمایا:

﴿ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴾ [الكهف: ٤٦]

''اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ ثواب کے لحاظ سے تمھارے پروردگار کے ہاں بہت اچھی اور امید کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں۔''

جو اپنے انجام دینے والوں کے لیے اس وقت تک باقی رہیں گی جب تک آسمان و زمین باقی رہیں گے۔[1]

ہدایت کی راہ میں رکاوٹ:

میری بہنو! کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ غرور ہدایت کی راہ میں رکاوٹ بن جاتا ہے، مثال کے

[1] تفسير الطبري (١٥/ ٣١٨)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طور بعض لوگوں کا دل ہدایت کی راہ اختیار کرنے کا بڑا مشتاق ہوتا ہے......لیکن غرور وتکبّر انھیں شعائر واحکامِ دین کی اتّباع وپیروی کرنے سے مانع ہوتا ہے۔

ان کے نزدیک اپنے پروردگار کی اطاعت وفرمانبرداری سے بڑھ کر ان کی جھوٹی شان وشوکت اور ظاہری حسن وجمال ہوتا ہے۔ اور یہی تکبر ان کے لیے قبولِ حق وہدایت کی راہ میں رکاوٹ بھی بن جاتا ہے جیسے قبیلہ بنی غسّان کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ جبلہ بن ایہم تھا، اس کے دل میں ایمان کا نور داخل ہوگیا اور وہ مسلمان ہوگیا، اس نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف مکتوب یعنی پیغام بھیجا جس میں اس نے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔

حضرتِ فاروق رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ اس بات کو سن کر بہت ہی خوش ہوئے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں رسالہ لکھوا بھیجا اور انھیں حاضر ہونے کی اجازت عنایت فرمائی، ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا:

> ”تمھارے لیے بھی وہی تمام حقوق ہیں جو ہم تمام مسلمانوں کے لیے ہیں اور تم پر بھی وہی فرائض وذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جو ہم سب پر ہیں۔“

جبلہ اپنی قوم کے پانچ سو گھڑ سوار فوجی جوانوں کی معیت میں آ گیا، جب وہ مدینہ منورہ کے قریب پہنچا تو اس نے وہ شاہی لباس زیب تن کر لیا جو کہ سونے کے تاروں سے بنایا گیا تھا، اور اپنے سر پر وہ تاج پہن لیا جو کہ ہیروں اور جواہرات سے جڑا ہوا تھا، اور اس نے اپنے فوجیوں کو بھی انتہائی فاخرانہ لباس پہنوایا۔

پھر وہ اپنے لاؤ لشکر سمیت مدینہ طیبّہ میں داخل ہوا۔ اہلِ مدینہ میں سے سبھی لوگ انھیں دیکھنے کے لیے نکلے حتیٰ کہ عورتیں اور بچے بھی اس قابلِ دید منظر کو دیکھنے کے خواہش مند تھے۔ جب شاہِ غسان جبلہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے یہاں پہنچا تو انھوں نے اسے خوش آمدید کہا اور اپنے قریب بٹھایا۔ اس وقت حج کا موسم تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فریضۂ حج ادا کیا اور ان کے ساتھ ہی جبلہ بھی حج کے لیے روانہ ہوا۔ مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد جب وہ طواف کر رہا تھا تو بنی فزارہ کے ایک فقیر و نادار آدمی کا پاؤں جبلہ کی چادر پر پڑ گیا، جبلہ نے غضبناک ہو کر اس کی طرف دیکھا، اور اس کے منہ پر زور سے تھپڑ دے مارا اور اس کی ناک توڑ دی، اس پر بنی فزارہ کے اس غریب آدمی کو بڑا غصہ آیا،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس نے جبلہ کے اس فعل کی شکایت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کر دی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف پیغام بھیج کر اسے اپنے پاس منگوایا اور پوچھا: اے جبلہ! تمھیں دورانِ طواف اپنے اس بھائی کے منہ پر تھپڑ مارنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ کہ تم نے اس بیچارے کی ناک ہی توڑ دی ہے؟ اس نے پورے غرور وتکبّر کے ساتھ جواب دیا: اس نے میری چادر پر اپنا پاؤں رکھا تھا...... اگر مجھے بیت اللہ کی حرمت وتقدّس کا پاس نہ ہوتا تو میں اس کی گردن اڑا دیتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب جبکہ تم اپنے اس فعل کا (اقرار واقبالِ جرم) کر چکے ہو...... لہٰذا تمھیں دو کاموں میں سے ایک تو کرنا ہی ہوگا:

ا۔ چاہو تو اسے کسی بھی طرح راضی کر کے اسے دعوے سے دست بردار کر والو۔

۲۔ یا پھر تم سے قصاص وبدلہ لیا جائے گا اور یہ مسکین ونادار فزاری شخص تمھارے منہ پر تھپڑ مارے گا۔

اس پر جبلہ نے کہا: یہ مجھ سے بدلہ لے گا جبکہ میں بادشاہ اور یہ ایک سڑک چھاپ فقیر انسان ہے حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے جبلہ! اسلام نے حقوق وفرائض میں تجھے اور اسے برابر کا حق دیا ہے ...... اور اگر کسی کو دوسرے پر کوئی فضیلت اور زیادہ مرتبہ حاصل ہے تو وہ صرف تقویٰ کی وجہ سے ہے ...... جبلہ کہنے لگا: تب پھر میں نصرانی (عیسائی) ہو جاتا ہوں ...... حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:) ''جو شخص اپنا دینِ اسلام بدل لے، اسے قتل کر دیا جاتا ہے۔''[1]

جانتے ہو کہ اگر تم نصرانی ہو جاؤ گے تو میں تمھاری گردن اڑا دوں گا ...... جبلہ نے کہا:

اے امیرالمومنین! مجھے کل تک سوچنے کی مہلت عنایت فرمائیں... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جاؤ تمھیں مہلت دی۔ جب رات ہوئی تو جبلہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ مکرمہ سے بھاگ نکلا۔ وہ قسطنطنیہ جا پہنچا اور وہاں جا کر عیسائی ہو گیا ...... جب اسے وہاں رہتے ہوئے ایک زمانہ گزر گیا جوانی ختم ہوگئی، لذتوں کا دور بیت گیا ...... اور حسرتوں کا وقت آ گیا ...... تب اسے پھر سے اپنے مسلمان ہونے کے دن یاد آ گئے ...... اسے نماز اور روزے کی لذت ستانے لگی ...... وہ دینِ اسلام کو ترک کرنے پر بہت ہی نادم ہوا ...... اللہ رب العالمین کے ساتھ شرک کرنے پر پشیمان ہو کر رونے بیٹھ گیا ...... اور ندامت کے ہاتھوں مغلوب ہو کر اس نے کچھ اشعار کہے جن میں اس نے اپنے مرتد ہو جانے

[1] صحيح البخاري، مسند أحمد، صحيح الجامع الصغير، رقم الحديث (٦١٢٥)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر شرمندگی کا اظہار کیا:

١۔ تنصرت الأشراف من عارلطمة — وما كان فيها لو صبرت لها ضرر

٢۔ تكنفنى منها لجاج ونخوة — وبعت لها العين الصحيحة بالعور

٣۔ فياليت أمى لم تلدنى وليتنى — رجعت الى القول الذى قال لى عمر

٤۔ و ياليتنى أرعى المخاض بقفرة — وكنت أسير في ربيعة أو مضر

٥۔ و ياليت لى بالشام أدنى معيشة — أجالس قومى ذاهب السمع والبصر

''طبقہ اشرافیہ کے (سربر آوردہ) لوگ ملامت و عار کے خوف سے عیسائیت پر اڑے رہے اور اگر وہ اس نصرانیت کو چھوڑ کر صبر و ہمت کے ساتھ اسلام پر ہی قائم رہتے تو انھیں کوئی نقصان پہنچنے والا نہیں تھا، کبر و نخوت اور عداوت و انانیت نے مجھے اس سے روکے رکھا اور میں چشمِ بینا بیچ کر اس کے بدلے یک چشمی و نابینا آنکھیں خرید لیں، کاش! مجھے میری ماں نے جنم ہی نہ دیا ہوتا، اور کاش! میں نے اس بات کو قبول کر لیا ہوتا جس کا حکم مجھے حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ کاش! میں اس آزادی کی بجائے بنی ربیعہ و بنی مضر کے یہاں اسیر و قیدی ہوتا اور صحراؤں میں ان کی اونٹنیاں چرا رہا ہوتا اور مسلمان رہتا، اے کاش! کہ میں ملکِ شام میں معمولی ذریعۂ معاش والا، عام لوگوں کی گزر بسر والا شخص ہوتا اور سماعت و شنوائی، اسی طرح بصارت و بینائی سے محروم اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے والے عوام الناس میں سے ہوتا اور اس اسلام کی دولت سے تو محروم نہ ہوتا۔''

مگر اب ان باتوں کا کیا فائدہ، وہ عیسائی مذہب پر ہی اڑا رہا اور وہ کفر کی حالت میں ہی مر گیا کیوں کہ اس نے اللہ رب العالمین کی شریعت کے سامنے تذلّل وانکساری اختیار کرنے سے تکبّر کیا اور یوں غرور و تکبر کا نشہ اسے لے ڈوبا، اور حالتِ کفر میں ہی اس متکبر بادشاہ کی زندگی کی شام ہوگئی۔

عظمت و کبریائی اللہ کی چادریں ہیں:

حدیثِ قدسی میں ارشادِ الٰہی ہے: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''عظمت و کبریائی میری چادریں ہیں جس نے ان میں سے کوئی بھی مجھ سے چھیننی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہی، میں اسے نار جہنم میں جھونک دوں گا۔''[1]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

''قیامت کے دن مجھ سے وہ لوگ دور ہوں گے جو بہت باتونی، تصنّع سے گفتگو کرنے والے اور باچھیں کھول کر گفتگو کرنے والے ہوں گے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ باچھیں کھول کر گفتگو کرنے والوں سے مراد کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تکبر کرنے والے۔''[2]

اللہ تعالیٰ سے دعا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے تکبر وغرور سے محفوظ رکھے اور ہمیں اپنی اطاعت والے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مصادر و مراجع

- تفسیر ابن کثیر
- تفسیر صلاح الدین یوسف
- صحیح بخاری
- صحیح مسلم
- کبیرہ گناہ: تالیف: ڈاکٹر شفیق الرحمٰن
- مچھلی کے پیٹ میں: تالیف: ڈاکٹر محمد بن عبد الرحمٰن العریفی حفظہ اللہ
  ترجمہ: فضیلۃ الشیخ مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ
- اسلامی حقوق وآداب تالیف: عبد الہادی عبد الخالق مدنی

[1] صحيح مسلم، سنن أبي داود، سنن ابن ماجه، صحيح ابن حبان عن أبي سعيد و أبي هريرة رضي الله عنهما بألفاظ متقاربه.

[2] **حسن**. سنن الترمذي.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذلیل کرنے والا عمل... کبر ونخوت

(2)

خطبہ مسنونہ کے بعد:

گذشتہ درس میں ہم نے ذلیل کرنے والے ایک عمل ''کبر ونخوت'' کے بارے میں گفتگو شروع کی تھی اور آج ہم اسی موضوع کو مکمل کرنے جارہے ہیں۔

تکبر کی وجہ سے نبی ﷺ کی نافرمانی کی سزا:

کچھ لوگ تکبر وغرور کی وجہ سے حق بات سن کر بھی نظر انداز کر دیتے ہیں، جیسا کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے بائیں ہاتھ سے کچھ کھایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ، : متکبرانہ انداز کے ساتھ اس نے کہا کہ اس کی میرے اندر طاقت نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تو نہ ہی طاقت رکھے، اس کے غرور و تکبر نے اسے آپ ﷺ کی بات ماننے سے روکا تھا۔''

راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے بعد وہ آدمی دائیں ہاتھ کو اپنے مُنہ کی طرف کبھی نہیں اٹھا سکا۔ لہٰذا تکبر کرنے والوں کو رسول اللہ ﷺ کی ان احادیث پر غور وفکر کرنا چاہیے۔ یہ احادیث ہر زمانے اور ہر وقت میں انھیں کبر ونخوت سے منع کرتی ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو تواضع اور عاجزی پسند ہے، تواضع اختیار کرنے والے کو اللہ تعالیٰ بلندیاں عطا فرماتا ہے۔ میری بہنو! اور بھائیو!

جنت خود بخود ترسے گی تیرے وجود کو
ذرا چل کے تو دیکھ میرے نبی ﷺ کے نقشِ قدم پر

تکبر اور اس کی سزا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”ایک شخص نہایت قیمتی جوڑے میں ملبوس چلا جا رہا تھا، اس کے نفس نے اسے خود پسندی (عُجب) میں مبتلا کر دیا تھا، بالوں میں کنگھی کیے اور اپنی چال میں اتراتا یعنی متکبرانہ انداز میں چل رہا تھا کہ اللہ نے اسے زمین میں دھنسا دیا، پس وہ قیامت کے دن تک زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔“[1]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس کے دل میں ذرہ برابر بھی غرور اور گھمنڈ ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔“ ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اور جوتے اچھے ہوں (تو کیا یہ تکبر ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ صاحبِ حسن و جمال ہے اور وہ جمال کو پسند کرتا ہے۔ کبر تو حق کو دبانے اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے (نہ کہ صاف ستھرے کپڑے پہننے کا)۔“[2]

حسب ونسب پر فخر کرنا:

سورۃ الحجرات (آیت:۱۳) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَٰكُمْ شُعُوبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓا۟ ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ ٱللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾

”اے لوگو! ہم نے تم (سب) کو ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوا) سے بنایا اور تمھاری قومیں اور برادریاں (اور خاندان) اس لیے ٹھہرائے کہ تم پہچانے جاؤ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے وہی زیادہ عزت دار ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے، بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا خبردار ہے۔“

قرآنِ کریم نے صاف اور واضح کر کے بتا دیا ہے کہ تم میں سے زیادہ عزت والا کون ہے؟ لیکن پھر بھی بعض لوگ اپنی نسبی شرافت اور خاندانی وجاہت کے فریب میں مبتلا ہوتے ہیں کہ میں بہت بڑے خاندان والا ہوں۔ ایسے لوگ کردار کی بلندی سے محروم ہو کر خود پسندی اور غرور میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور ایک دوسرے پر طعنہ زنی کرتے ہیں، مثلاً: تو فلاں مزدور کا بیٹا ہے یا تیری ماں لوگوں

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٧٨٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٥٠/ ٢٠٨٨)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (٩١)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے گھروں میں کام کرتی ہے یا تیری ذات ایسی ویسی ہے، تو فلاں کمینے خاندان کا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

ایسے لوگوں کے متعلق نبی ﷺ کا فرمان ہے جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک اللہ عزوجل نے تم سے جہالت، تکبر اور غرور کو ختم کر دیا ہے، اپنے باپ دادا پر فخر کرنا باطل قرار دیا ہے، اب دو ہی گروہ ہیں مومن پرہیزگار یا پھر فاجر بدبخت، تم سب کے سب آدم وحواء کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔''[1]

قرآنِ کریم کی اس آیت اور حدیثِ رسول ﷺ سے یہ بات تو واضح ہے کہ اللہ کے ہاں برتری کا معیار خاندان، قبیلہ اور نسل ونسب نہیں جو کہ کسی انسان کے اختیار میں ہی نہیں ہے، بلکہ یہ معیار تقویٰ ہے، جو انسان کے ارادہ واختیار میں ہے لہٰذا نسب کی بنا پر فخر کرنے کا کسی کو کوئی حق نہیں ہے کیوں کہ سب کا نسب حضرت آدم علیہ السلام سے ہی جا کر ملتا ہے۔

لہٰذا لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنی اپنی قوم اور کنبے قبیلے پر فخر کرنا چھوڑ دیں، حسب ونسب پر فخر کرنے والے (آباواجداد) تو کب سے جہنم کے کوئلوں میں سے ایک کوئلہ ہو چکے ہیں، اگر اب بھی لوگ حسب ونسب پر فخر کرنا نہیں چھوڑیں گے تو اللہ کے نزدیک وہ اس گوبر کے کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہوں گے جو اپنی ناک کے ذریعے گندگی اٹھائے پھرتا ہے۔[2]

اپنے نسب پر فخر کرتے ہوئے کسی دوسرے کو نسب کا طعنہ دینا کبیرہ گناہ ہے۔

دوسروں کو حقیر سمجھنا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی کا اونٹ بیمار ہو گیا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ایک زائد اونٹ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنا زاید اونٹ صفیہ رضی اللہ عنہا کو دے دو۔'' جواب میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا ''کیا میں اس یہود یہ کو اونٹ دے دوں؟'' اس پر رسول اللہ ﷺ سخت ناراض ہوئے اور ذی الحجہ، محرم اور صفر کے کچھ دن ان سے ترک تعلق کیے رکھا۔[3]

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٦٧)

[2] سنن أبي داود (٣/ ٥٤٢٦٩)

[3] سنن أبي داود، الترغيب و الترهيب (٣/ ٤١٦٨) میں اس حدیث کو ''حسن'' لکھا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میری بہنو! جب مومنوں کی ماں کے لیے معاملہ اتنا سخت ہے تو پھر ہم کون ہیں؟ اس انداز کو رسول اللہ ﷺ نے ناپسند فرمایا: اس حدیثِ رسول ﷺ میں لوگوں کو حقیر سمجھنے کو کبر سے تعبیر کیا گیا ہے اور فرمایا:

''تکبر حق بات کو جھٹلانے اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔''[1]

فرمایا! تکبر کرنے والے اللہ کو نہایت ہی ناپسند ہیں۔ نہ دوسرے کے حق غصب کرنے کی حرص اور اس کے لیے کوشش کرو، نہ ایک دوسرے سے حسد کرو، نہ باہم بغض رکھو، نہ ایک دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ، اور اے اللہ کے بندو! تم بھائی بھائی ہو جاؤ، جیسے اس نے تمھیں حکم دیا ہے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے، نہ اس کو حقیر سمجھے۔

اپنے سینے کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: تقویٰ تو یہاں ہے۔ آدمی کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر اس کا خون، اس کی عزت اور اس کا مال حرم ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نہ تمھارے جسموں کو دیکھتا ہے اور نہ تمھاری صورتوں کو، وہ تو تمھارے دلوں اور تمھارے عملوں کو دیکھتا ہے۔''[2]

کتنا برا ہے وہ انسان جس نے اپنے آپ کو اچھا سمجھا اور تکبر کیا، اپنے خالق و مالک کی بلند و بالا تر ذات کو بھول گیا، قبر میں اپنی گل سڑ جانے والی ہڈیوں کو بھی بھول گیا۔

غربت کی وجہ سے یا کسی کی چھوٹی ذات کے حوالہ سے کسی کو حقیر مت سمجھنا کیوں کہ حالات بدلنے میں دیر نہیں لگتی، جیسا کہ مشہور بات ہے کہ پرندوں کی خوراک کیڑے مکوڑے ہیں اور یہ انھیں ہی کھاتے ہیں مگر جب پرندے مرجاتے ہیں تو انھیں کیڑے مکوڑے کھا جاتے ہیں۔

لہٰذا کسی کو حالات کی وجہ سے حقیر مت جانو، بلکہ لوگوں کے ساتھ اچھے کردار سے ایسے عمل کرو کہ لوگوں کے دل سے آپ کے لیے دعا نکلے کیوں کہ انسان خود عظیم نہیں ہوتا بلکہ اس کا اچھا کردار اسے عظیم بناتا ہے۔

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (١٩)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٤) صحيح مسلم، رقم الحديث (٤٦٤٦) مسند أحمد (٧٤٠٢)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اے بنی آدم حسنِ کردار سے نورِ مجسم ہو جا تو ایسے کہ!
ابلیس بھی تجھے دیکھے تو مسلمان ہو جائے

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ناپسندیدہ عمل سے محفوظ فرمائے۔ آمین

تکبر کرنے والوں کا انجام:

اب شیطان کے برعکس انسان کی تکبر کی انتہا دیکھیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی تمام تر نافرمانی کے باوجود ایسے دعوے کی جراٴت نہ کر پایا، جو ایک انسان نے تکبر کی بلندیوں پر پہنچ کر کیا۔ کمزور اور بے بس ہونے کے باوجود اس نے الٰہ ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اور اس نے اپنی خدائی کی بقا اور تحفظ کی خاطر ہر قسم کے فیصلے اپنے ہاتھوں میں لے لیے حتیٰ کہ اس نے زندگی موت کا حکم دینا بھی شروع کر دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی سورت یونس (آیت: ۸۳) میں فرمایا ہے:

﴿ وَ اِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴾

''یقیناً فرعون اس ملک میں زور رکھتا تھا اور وہ حد سے بڑھا ہوا تھا۔''

ایمان لانے والے اس کے اسی ظلم وستم کی عادت سے خوف زدہ تھے اور آخر میں ظلم کا نتیجہ کیا ہوا؟ سورت یونس ہی کی (آیت: ۹۰ تا ۹۱) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِيْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾

''جب ڈوبنے لگا تو کہنے لگا کہ میں اس ذات پر ایمان لاتا ہوں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔''

معلوم ہے اسے اللہ نے کیا جواب دیا تھا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے فرعون اب تیرے ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں کیوں کہ جب ایمان لانے کا وقت تھا، اس وقت تو نافرمانیوں اور فساد انگیزیوں میں مبتلا رہا۔ لہٰذا اس کے آخری وقت میں ایمان قبول کرنے کا اسے کوئی فائدہ نہ ہوا اور وہ اسی حال میں غرق ہوگیا۔ جب لوگوں کو بتایا گیا کہ فرعون غرق ہوگیا ہے تو اس کی موت کا بہت سے لوگوں کو یقین نہیں آتا تھا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا، اور اس نے اس کی لاش کو باہر خشکی پر پھینک دیا جس کا مشاہدہ سب نے کیا اور مشہور ہے کہ آج بھی یہ لاش مصر کے عجائب گھر میں محفوظ ہے، دیکھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بالآخر اس کی جھوٹی خدائی کے ستون اللہ تعالیٰ کی طاقت کے سامنے لرز کر رہ گئے۔

اس کی جھوٹی طاقت اور غرور و تکبر کا نشہ اسے لے ڈوبا۔ اور یوں اس متکبر کی بادشاہی ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی اور قیامت تک آنے والے لوگوں کے لیے عبرت و نصیحت کا نشان بن گئی۔ اور اللہ کا وعدہ پورا ہوا، جیسا کہ سورت یونس ہی کی (آیت: ۹۲) میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً ۚ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ آيَاتِنَا لَغَافِلُونَ﴾

''سو آج ہم صرف تیری لاش کو نجات دیں گے تاکہ تو ان لوگوں کے لیے نشانِ عبرت ہو جو تیرے بعد آنے والے ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔''

انہی کے متعلق سورۃ المؤمن (آیت: ۴۵۔ ۴۶) میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿فَوَقَاهُ اللَّهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا ۖ وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ﴾

''اور فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب الٹ پڑا، اور وہ عذاب آگ کا ہے جس کے سامنے یہ ہر صبح و شام لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں ڈالو۔''

عبرت کا نشان:

ایسے ہی قومِ موسیٰ علیہ السلام کے ایک فرد قارون کی دولتمندی، کبر و نخوت اور انجامِ بد کا واقعہ ہے جس کے متعلق سورۃ القصص کی (آیات: ۷۶ تا ۸۱) میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے:

﴿إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ﴾

''قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا لیکن ان پر ظلم کرتا تھا اور ہم نے اس کو اس قدر خزانے دیے تھے کہ ان کی کنجیاں ایک طاقتور جماعت کو اٹھانی مشکل ہوتیں، ایک بار اس سے اس کی قوم نے کہا کہ اترائیے مت کہ اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔'' (یعنی تکبر نہ کر)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا یہ کہ وہ اپنی قوم بنی اسرائیل پر ظلم کیا کرتا تھا اور اس کا ظلم یہ تھا کہ اپنے مال و دولت کی فراوانی کی وجہ سے ان کا استخفاف یعنی ان کا مذاق اڑاتا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ فرعون کی طرف سے یہ اپنی قوم پر عامل مقرر تھا اور ان پر ظلم کرتا تھا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چاچا کا لڑکا تھا۔ اور یہ بہت خوش آواز تھا۔ تو رات بڑی خوش الحانی سے پڑھتا تھا۔ اس لیے لوگ اسے منور کہتے تھے۔ یہ چونکہ بہت مالدار تھا اور اللہ تعالیٰ کو بھول بیٹھا تھا، ان کی قوم میں عام طور پر جس لباس کا دستور تھا، یہ اس سے بالشت بھر نیچے تک بنوایا کرتا تھا جس سے اس کا غرور اور تکبر اور اس کی دولت ظاہر ہو کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اتنے خزانے دیے تھے جن کی چابیوں کا بوجھ اتنا زیادہ تھا کہ ایک طاقت ور جماعت بھی اسے اٹھاتے ہوئے دقّت اور گرانی محسوس کرتی تھی۔ لہٰذا اس کی قوم نے اسے کہا کہ مال و دولت پر فخر و غرور مت کرو، بعض نے بخل معنٰی کیے ہیں، کہ بخل مت کرو۔ کیوں کہ اللہ تکبر اور غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ جیسا کہ آیت (۷۷) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَابْتَغِ فِيمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ ۖ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۖ وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ۖ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴾

''اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ، اور اپنے دنیوی حصے کو بھی نہ بھول، اور جیسے اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی لوگوں سے اچھا سلوک کر، اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو، یقین مان کہ اللہ مفسدوں کو ناپسند کرتا ہے۔''

لوگوں نے اسے کہا کہ اپنے مال کو ایسی جگہوں اور ایسی راہوں پر خرچ کر جہاں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے، اس سے تیری آخرت سنورے گی اور وہاں اس کا تجھے اجر وثوب ملے گا۔ یعنی دنیا کے مباحات پر بھی اعتدال کے ساتھ خرچ کر۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح تجھ پر تیرے رب کا حق ہے اسی طرح تیرے ماں باپ اور تیرے اپنے نفس کا بہن بھائیوں، بیوی بچوں، مہمانوں و غریبوں اور فقراء وغیرہ کا بھی حق ہے، لہٰذا ہر حق والے کو اس کا حق دے۔

اللہ تعالیٰ نے تجھے مال دے کر تم پر احسان کیا ہے تو مخلوق پر خرچ کر کے ان پر احسان کر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی مخلوق کے ساتھ بدسلوکی مت کر کیوں کہ ان باتوں سے فساد پھیلتا ہے۔

بہنو! آپ جانتی ہیں کہ ان نصیحتوں کے جواب میں وہ کیا کہتا ہے؟ اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے آیت (۷۸) میں یوں فرمایا ہے:

﴿قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰي عِلْمٍ عِنْدِيْ ۭ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ۭ وَلَا يُسْــَٔـلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ﴾

''قارون نے کہا یہ سب کچھ مجھے میری اپنی سمجھ کی بنا پر ہی دیا گیا ہے، کیا اسے اب تک یہ نہیں معلوم کہ اللہ نے اس سے پہلے بہت سے بستی والوں کو غارت کر دیا جو اس سے بہت زیادہ قوت والے اور بہت بڑی جمع پونجی والے تھے۔''

قرآنِ کریم کی اس آیت سے قارون کا جواب واضح ہوگیا، اس نے لوگوں کو یہ جواب دیا تھا، کیا کہتا ہے کہ مجھے کسب وتجارت کا جوفن آتا ہے، یہ دولت تو اس کا نتیجہ اور ثمر ہے، اللہ کے فضل وکرم سے اس کا کیا تعلق ہے؟

دوسرے معنی یہ کیے گئے ہیں کہ اللہ نے مجھے یہ مال دیا ہے تو اس نے اپنے علم کی وجہ سے دیا ہے کہ میں اس کا مستحق ہوں اور میرے لیے اس نے یہ پسند کیا ہے۔قوت اور مال ودولت کی فراوانی اگر فضیلت کا باعث ہوتی تو پچھلی قومیں تباہ وبرباد نہ ہوتیں، اس لیے قارون کا اپنی دولت پر گھمنڈ کرنے اور اسے باعثِ فضیلت سمجھنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

﴿فَخَــرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ﴾

''پس قارون پوری آرائش کے ساتھ اپنی قوم کے مجمع میں نکلا تو زندگانیِ دنیا کے متوالے کہنے لگے: کاش کہ ہمیں بھی کسی طرح وہ مل جاتا جو قارون کو دیا گیا ہے۔ یہ تو بڑا ہی قمت کا دھنی ہے۔''

یہ کہنے والے کون تھے؟ بعض کے نزدیک ایمان دار ہی تھے جو اس کی امارت وشوکت کے مظاہر سے متاثر ہوگئے تھے اور بعض کے نزدیک کافر تھے۔

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿يُلَقّٰهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ﴾

’’ذی علم لوگ انھیں سمجھانے لگے کہ افسوس! بہتر چیز تو وہ ہے جو بطور ثواب انھیں ملے گی جو اللہ پر ایمان لائیں اور سنت کے مطابق عمل کریں، یہ بات انھی کے دل میں ڈالی جاتی ہے جو صبر والے ہوں۔‘‘

جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی ایسی چیز تیار کر رکھی ہیں جنھیں کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، کسی کان نے نہیں سنا اور نہ کسی کے وہم وگمان میں ان کا گزر ہوا۔‘‘[1]

یعنی جنت کے مستحق وہ صابر ہی ہوں گے جو دنیاوی لذتوں سے کنارہ کش اور آخرت کی زندگی میں رغبت رکھنے والے ہوں گے۔ آیت (۸۱) میں اللہ رب العزت نے اس کے انجام کے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

﴿فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ﴾

’’(آخر کار) ہم نے اسے اس کے محل سمیت زمین میں دھنسادیا اور اللہ کے سوا کوئی جماعت اس کی مدد کے لیے تیار نہ ہوئی اور نہ وہ خود اپنے آپ کو بچا سکا۔‘‘

یعنی قارون کو اس کے تکبر کی وجہ سے اس کے محل اور خزانوں سمیت اللہ نے زمین میں دھنسا دیا۔ کچھ لوگ یوں کہتے ہیں کہ فلاں کو اللہ نے بڑے مال دولت سے نوازا ہے، انھیں کسی چیز کی پروا نہیں وہ اپنی ضروریاتِ زندگی بڑے آرام سے پوری کر سکتے ہیں لیکن ایک ہم ہیں کہ دن بدن بہت محنت اور کوشش کرنے کے باوجود ہمارا قدم پیچھے کی طرف آ رہا ہے، یوں لگتا ہے جیسے ہمارا ربِ کریم ہم سے ناراض ہے۔ ایسا ہرگز نہیں، میرے اور آپ کے نبی محمد رسول اللہ ﷺ جب اس دنیا سے گئے تھے، اس رات آپ ﷺ کے پاس گھر میں دیا جلانے کے لیے تیل بھی نہ تھا تو کیا ان کا رب ان سے ناراض تھا؟ نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں، مال کی فراوانی اس کی رضا اور مال کی کمی اس کی ناراضی کی دلیل نہیں ہے، اور نہ یہ معیارِ فضیلت ہی ہے۔ اور نہ ہی مال دولت سے زندگی کی ہر خوشی خریدی جا سکتی ہے

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٧٤٩٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٨٩)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کیوں کہ کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کے پاس مال ودولت کا حساب ہی نہیں لیکن بہت دکھی ہوتے ہیں، مال و دولت سے تکلیف دور نہیں ہوتی، جیسا کہ آپ لوگ پڑھتے سنتے بھی ہیں کہ قارون کو اس کے مال نے کوئی فائدہ نہیں دیا کیوں کہ قارون نے دولت پا کر شکرگزاری کے بجائے ناشکری اور معصیت کا راستہ اختیار کیا، تو دیکھو لو اللہ کا قرآن گواہ ہے کہ اس کا انجام کیسا ہوا؟

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

اسی طرح قرآنِ کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مدِ مقابل، صاحبِ سطوت و حکومت نمرود کے تکبر و سرکشی اور انجامِ بد کا واقعہ بھی موجود ہے اور ایسے کئی واقعات قرآنِ پاک میں موجود ہیں۔ مسلمان انھیں پڑھتے یا سنتے بھی رہتے ہیں مگر نہ معلوم اپنے من میں ڈوب کر سراغِ زندگی پا جانے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟

تکبّر کرنے والوں کے اجسام:

تکبر بہت بُری چیز ہے اور اس کی آخرت میں سزا بھی بہت ہی بُری ہے۔ قیامت کے دن اللہ رب العزت تکبر کرنے والوں کو ذلیل و رسوا کرنے کے لیے چیونٹیوں کے اجسام عطا فرمائے گا۔ حضرت عمر و ابن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے روز تکبر کرنے والوں کو چیونٹیوں کی مانند انسانوں کی شکل میں اٹھایا جائے گا، ان پر ہر طرف سے ذلت چھائی ہوئی ہو گی، جہنم میں وہ ایک پہاڑ کی طرف ہانکے جائیں گے جس کا نام ''بولس'' ہو گا۔ بدترین آگ ان کو گھیر لے گی اور انھیں جہنمیوں کے جسموں سے رسنے والا (پیپ اور خون وغیرہ) پینے کو دیا جائے گا جسے ''طینۃ الخبال'' کہا گیا ہے۔''[1]

یہ ہے ان کا آخرت کا عذاب، اللہ ایسے عمل سے محفوظ فرمائے۔ آمین

اعمال کی بربادی کا سبب:

دوسرے کو حقیر سمجھنے والے کے اعمال اللہ تعالیٰ ضائع کر دیتا ہے۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٦٢٣)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ایک آدمی نے کہا: ''اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ فلاں شخص کی مغفرت نہیں فرمائے گا''، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''کون ہے یہ شخص جو میری قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں کی مغفرت نہیں کروں گا۔ اللہ فرماتا ہے سُن لو! میں نے اس کی مغفرت فرما دی ہے اور تیرے (یعنی قسم کھانا والے کے) نیک اعمال کو ضائع کر دیا ہے۔''[1]

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ کسی بھی مسلمان کو حقیر وجہنمی نہیں کہنا چاہیے۔ کیوں کہ یہ غیب کے راز ہیں جنہیں اللہ کی ذات کے سوا کوئی نہیں جانتا اور کسی کو کوئی حق نہیں کہ یہ کہے فلاں جنتی ہے اور فلاں جہنمی ہے۔ ہاں ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحمت ومغفرت اور بخشش کی دعا کرنی چاہیے۔

اس خالق و مالک کی صفات پر قربان جاؤں جس نے اپنی پاک کتاب قرآنِ کریم میں ہر اس چیز کا ذکر کر دیا ہے جس کا تعلق ہماری ضروریاتِ زندگی سے ہے، میری جان قربان ہو محبوبِ خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جنھوں نے ہمارے لیے اللہ کے پاک کلام کی وضاحت فرمائی اور ضروریاتِ زندگی کا بہترین طریقہ بتایا، ہر کام کے آداب سمجھائے حتیٰ کہ اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، اور بات چیت کرنے کا سلیقہ بتایا اور بات کرنے اور سننے کے آداب بھی بتائے کہ اگر کوئی آپ سے بات کر رہا ہے تو اس کی بات ختم ہونے تک دھیان سے سنیں اور اس کی بات کاٹ کر درمیان میں نہ بولیں۔ نہ ہی اپنے مخاطب کا مذاق اڑائیں اور نہ ہی انھیں حقیر سمجھتے ہوئے کبر ونخوت سے منہ پھیریں، بلکہ دلجوئی کریں اور خندہ پیشانی سے باتیں کریں۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم جہاں بھی ہو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اگر تم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کر لیا کرو کیوں کہ نیکی اس گناہ کو لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ رکھو۔''[2]

میری بہنو! غرور وتکبر کرنے والوں کو نوح علیہ السلام کے بیٹے کا ڈوبنا، قارون کا زمین میں دھنسا دیا جانا، ابلیس کا بارگاہ الٰہی سے دھتکارا جانا، اور جن لوگوں سے جہنم کی آگ بھڑکائی جائیگی ان کے انجام کو یاد رکھنا چاہیے کیوں کہ غرور کرنے والے کے لیے کوئی بھلائی نہ تو اس دنیا میں ہے نہ آخرت

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٦٨٤٧)

[2] مسند أحمد، رقم الحديث (٢٠٣٩٢) سنن الترمذي، رقم الحديث (١٩١٠)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں۔جب بات ایسی ہے تو پھر! تکبر کیسا؟

اے ابن آدم کبھی بھی اپنے آپ پر غرور مت کرنا۔ میرے رب نے تیرے جیسے کتنے ہی مٹی سے بنا کر مٹی میں ملا دیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی ان لوگوں میں شمار فرمالیں جن کی صفات اللہ تعالیٰ نے ان لفظوں میں بیان کی ہیں:

﴿ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴾ [القصص: ٨٣]

''آخرت کا یہ بھلا گھر ہم ان ہی کے لیے مقرر کر دیتے ہیں جو زمین میں اونچائی بڑائی اور فخر و تکبر نہیں کرتے، نہ فساد کی چاہت رکھتے ہیں، پرہیز گاروں کے لیے نہایت ہی عمدہ انجام ہے۔''

١۔ ((رَبِّ اَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَ اَعُوذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ))

٢۔ ((رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ))

٣۔ ((رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَاماً))

٤۔ ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَاناً لَّا يَرْتَدُّ وَ نَعِيْماً لَّا يَنْفَدُ وَمُرَافَقَةَ مُحَمَّدٍ ﷺ فِيْ اَعْلَى جَنَّةِ الْخُلْدِ))

اے اللہ! میں تجھ سے کبھی نہ پھرنے والے ایمان کا سوال کرتی ہوں۔ اور ایسی نعمت کا جو کبھی ختم نہ ہو اور جنتِ خلد کے اعلیٰ درجوں میں محمد ﷺ کی رفاقت کا۔''[1]

٥۔ ((رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ))

''اے اللہ! ہماری دعا اور ہمارے اعمال کو قبول فرما۔

اور جہنم کی آگ سے ہمیں محفوظ رکھ۔ آمین

[1] صحيح ابن حبان، رقم الحديث (٦٦٠٤، ٢٤٣)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصادر و مراجع

- تفسیر ابن کثیر
- تفسیر صلاح الدین یوسف
- صحیح بخاری
- صحیح مسلم
- کبیرہ گناہ — تالیف: ڈاکٹر شفیق الرحمٰن
- مچھلی کے پیٹ میں — تالیف۔ ڈاکٹر محمد بن عبد الرحمٰن العریفی حفظہ اللہ
  ترجمہ: فضیلۃ الشیخ مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ
- اسلامی حقوق و آداب — تالیف: عبد الہادی عبد الخالق مدنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توبہ کی اہمیت وفضیلت
(1)

خطبہ مسنونہ کے بعد:

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الزمر (آیت:۵۳) میں فرمایا ہے:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾

''(اے میرے نبی! میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کیا (یعنی بہت زیادہ گناہ کیے) تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ یقیناً اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، بیشک وہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔''

غلطی شیطان سے ہوئی اس نے تکبر کیا، اللہ نے ہمیشہ کے لیے اس کا ٹھکانا جہنم قرار دے دیا، غلطی آدم علیہ السلام سے بھی ہوئی انھوں نے توبہ کی اللہ نے معاف کر دیا۔

توبہ کے معنٰی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اور استغفار کا معنٰی اللہ تعالیٰ سے مغفرت و بخشش طلب کرنا ہے۔ کیوں کہ ہر انسان خطا کار اور گناہ گار ہے، خطاؤں اور گناہوں کے ازالے کے لیے شریعت میں توبہ کا حکم دیا گیا ہے۔ کتاب وسنت کے بے شمار دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادات میں توبہ کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی چھوٹے بڑے کا امتیاز کیے بغیر سب کو توبہ کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [النور:۳۱]

''اے ایمان والو! تم سب اللہ کے حضور توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔''

اہلِ ایمان اور صلحاء کے لیے توبہ بارگاہِ الٰہی میں تقرّب کا ذریعہ بنتی ہے اور اس سے ان کا شمار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صدّ یقین میں ہونے لگتا ہے کیوں کہ جس بندے کو بارگاہ الٰہی میں جس قدر زیادہ تقرّب حاصل ہوگا، اسے اپنی بے بضاعتی، عاجزی، ناتوانی، انکساری، خاکساری اور اپنے رب تعالیٰ کے جلال وکمال کا اسی قدر زیادہ احساس ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام کے حالات پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دن اور راتیں، ان کی صبحیں اور شامیں کثرت کے ساتھ توبہ واستغفار سے مہکتی رہتی تھیں۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴾ [البقرۃ: ۲۲۲]

''اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔''

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ﴾ [التحریم: ۸]

''اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی (خالص) توبہ کرو، قریب ہے کہ تمھارا رب تمھارے گناہ دور کردے اور تمھیں ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔''

توبہ کرنے سے برائیاں نیکیوں میں بدل دی جاتی ہیں، جیسا کہ سورۃ الفرقان (آیت: ۷۰) میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾

''سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں، ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔''

توبہ مومنوں کی صفت ہے، جیسا کہ سورۃ النور (آیت: ۳۱) میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾

''اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔''

یعنی فلاح وکامیابی اور دنیا وآخرت کی سعادت مند زندگی تمھارا مقدّر رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توبہ؛ احادیث کے آئینے میں:

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آدم کا ہر بیٹا خطا کار ہے اور بہترین خطا کار وہ ہے جو توبہ کر لے۔''[1]

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر تمھاری خطائیں آسمان کو بھی پہنچ جائیں پھر تم توبہ کر لو تو اللہ تعالیٰ بھی تمھاری توبہ قبول فرمالے گا۔''[2]

۳۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گناہوں سے توبہ کرنے والا شخص ایسا ہے جیسے کہ اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔''[3]

۴۔ حضرت حسن بصری کے متعلق مروی ہے کہ ان سے کسی نے قحط سالی کی شکایت کی تو انھوں نے اسے استغفار کی تلقین کی، کسی دوسرے شخص نے فقر وفاقہ کی شکایت کی، اسے بھی انھوں نے یہی نسخہ بتایا، ایک اور شخص نے اپنے باغ کے خشک ہونے کا شکوہ کیا، اسے بھی فرمایا: استغفار کر، ایک شخص نے کہا: میرے گھر اولاد نہیں ہوتی، اسے بھی کہا: اپنے رب سے استغفار کر، کسی نے پوچھا: حضرت! آپ نے سب کو استغفار ہی کا کیوں مشورہ دیا؟ تو انھوں نے سورت نوح کی آیت (۱۰، ۱۱، ۱۲) تلاوت کر کے بتایا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ، وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا اور تمھیں خوب پے در پے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمھیں باغات دے گا اور تمھارے لیے نہریں نکال دے گا۔''[4]

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے، اگر وہ توبہ کر لیتا ہے

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٤٩٩)

[2] سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٤٢٤٨)

[3] سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٤٢٥٠، ٣٤٢٧)

[4] ايسر التفاسير و أحسن البيان.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو سیاہی دور کر دی جاتی ہے اور اس کا دل صاف ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ گناہ پر گناہ کیے جاتا ہے تو وہ سیاہی بڑھتی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کے پورے دل پر چھا جاتی ہے۔''[1]

٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بندہ جب (گناہ کا) اعتراف کر لے پھر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں۔''[2]

٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمھیں ختم کر دے گا اور تمھاری جگہ دوسرے لوگ لے آئے گا جو گناہ کریں پھر اللہ سے بخشش مانگیں تو اللہ تعالیٰ انھیں بخش دے۔''[3]

٨۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''شیطان نے کہا: اے پرودگار! تیری عزت کی قسم، میں ہمیشہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہوں گا جب تک ان کی روحیں ان کے جسموں میں ہیں، پروردگار نے فرمایا: مجھے میری عزت اور میرے جلال کی قسم میں بھی انھیں ہمیشہ بخشتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے۔''[4]

٩۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیتِ کریمہ کی تلاوت فرمائی:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ﴾ [النجم: ٣٢]

''ان لوگوں کو جو بڑے گناہوں سے بچتے ہیں اور بے حیائی سے بھی، سوائے کسی چھوٹے گناہ کے۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (٣٣٣٤)
[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤١٤١)
[3] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٧٤٩)
[4] صحيح الجامع الصغير، رقم الحديث (١٦٤٦)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اے میرے خالق! یہ تیری عظمت کی دلیل ہے کہ تو تمام گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے چاہے وہ کتنے بڑے ہی کیوں نہ ہوں، اور اے میرے مالک، تیرا ایسا کون سا بندہ ہے جس سے گناہ سرزد نہ ہو۔''[1]

۱۰۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾ [النمل:٤٦]

''استغفار کرنے سے اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔''

۱۱۔ شرک جیسا گناہ نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ زمین کے برابر گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ ایک حدیثِ قدسی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''ابن آدم! جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے امیدیں وابستہ رکھے گا تیرے اعمال جیسے بھی ہوئے میں تجھے معاف کرتا رہوں گا اور مجھے تیرے گناہوں کی کوئی پروا نہیں، اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک بھی پہنچ جائیں اور تو مجھ سے معافی مانگے تو میں تجھے معاف کردوں گا۔ اے ابن آدم! اگر تو اتنے گناہ لے کر آئے کہ روئے زمین بھر جائے تب بھی میں تیری مغفرت کردوں گا بشرطیکہ تو نے شرک نہ کیا ہو۔''[2]

۱۲۔ ایک طویل حدیث میں ہے کہ ایک آدمی نے سو قتل کیے تھے مگر پھر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف فرما دیا۔[3]

۱۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ کی قسم! میں دن میں ستر سے زیادہ مرتبہ اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرتا ہوں۔''[4]

۱۴۔ کثرت سے استغفار کرنے والے کے لیے خوشخبری۔ حضرت عبداللہ بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

---

[1] علامہ البانی رحمہ اللہ نے سنن الترمذي، رقم الحديث (٣٢٨٤) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

[2] سنن الترمذي، رقم الحديث (٣٥٤٠)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٤٧٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٧٦٦)

[4] صحيح البخاري، رقم الحديث (٦٣٠٧)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جس کے نامۂ اعمال میں بکثرت استغفار پایا گیا۔''[1]

توبہ کرنے میں جلدی کریں کیوں کہ کسی کو نہیں معلوم کہ کب اسے موت کو گلے لگانا پڑے، کیوں کہ کتنے ایسے لوگ ہیں جو بصحت وعافیت رات کو نرم ملائم بستر پر سوتے ہیں لیکن صبح ایک لاش میں بدل جاتے ہیں اور پھر انھیں نہلا کر کفن کے جوڑے میں ملبوس کر کے قبرستان پہنچا دیا جاتا ہے۔ بڑھاپے تک توبہ کو مؤخر نہ کریں۔

۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدہ میں بکثرت یہ دعا پڑھتے تھے:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ))[2]

''اے اللہ! میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں، تیری حمد وثنا بیان کرتا ہوں، اور تجھ ہی سے مغفرت کا طلبگار ہوں اور تیری ہی جناب میں توبہ کرتا ہوں۔''

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے تین بار یہ کہا:

((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَلَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ))

''میں اس اللہ سے مغفرت طلب کرتا یا کرتی ہوں جس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے اور میں اس کی جانب توبہ کرتی یا کرتا ہوں۔''

تو اس کے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، اگر چہ وہ میدانِ جنگ سے بھاگنے والا ہی کیوں کہ نہ ہو۔''[3]

۱۶۔ خواتین کثرت سے استغفار کریں۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے خواتین کی جماعت! تم صدقہ کرو اور کثرت سے استغفار کرو کیوں کہ میں نے جہنم میں سب سے زیادہ تمھیں دیکھا ہے، تم بہت زیادہ لعن طعن اور اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔''[4]

---

[1] ابن ماجه، رقم الحديث (٣٨١٨)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (٤٨٤)

[3] المستدرك للحاكم (١/ ٥١١)

[4] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٠٤) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٢٣)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے:

عزیز بہنو! اور بھائیو ماضی میں ہم سے جو کوتاہیاں ہوئیں ان پر ہم افسوس کریں، اپنے گناہوں پر آنسو بہائیں، کیوں کہ ہمارا رب وہ ہے، جس نے اپنے آپ کو رحمٰن و رحیم جیسی صفات سے متصف کر رکھا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم نرم و ملائم بستر پر سونے سے پہلے سچی توبہ کریں، کیا پتا یہ رات ہماری آخری رات ہو۔ موت ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، مردہ قبر میں ایک ایک لمحہ آرزو کرے گا کہ کاش وہ توبہ کر سکے لیکن یہ آرزو پوری نہ ہو سکے گی۔ ندامت کے چند قطرے آنسو اور استغفار کے چند کلمات مومن بندے کے لیے وہ چند ہتھیار ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل ہو جاتی ہے اور اللہ اپنے بندے کو معاف فرماتا ہے۔ اے گناہ گار! اور بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھنے والے! تیرے آنے میں دیر ہو سکتی ہے مگر رحمٰن و رحیم کے بخشنے میں دیر نہیں۔ وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے: ؎

آتے ہوئے اذان ہوئی جاتے ہوئے نماز
اتنے قلیل وقت میں آئے اور چلے بھی گئے

آدمی زندگی کا یہ انجام یاد رکھے تو وہ کبھی غفلت کا شکار نہیں ہو سکتا۔ آخرت سے غفلت کی وجہ ہمارا ماحول ہے۔ جس معاشرے میں بے پردگی عام ہو جائے، گھر گھر ٹیلی ویژن چل رہا ہو، دن رات بے ہودہ فلموں کی نمائش ہو رہی ہو، لچر ڈرامے دکھائے جا رہے ہوں، آوارہ گیتوں اور گمراہ کن قوالیوں سے فضا گونج رہی ہو، قدم قدم پر کفر، شرک اور بدعتوں کی گرم بازاری ہو، رشوت کا راج ہو، سود کا کاروبار معیشت کے رگ و ریشے میں پھیل گیا ہو۔ جہاں اونچی بلڈنگیں، چمکیلی گاڑیاں اور بھاری بینک بیلنس ہی معیارِ حیات (symbol of life) بن گیا ہو، وہاں آخرت کا خیال کیسے آئے گا؟ اسی غفلت، خود فراموشی، مادی عیش کی ہوس اور اللہ رب العزت سے روگردانی کا نتیجہ ہے کہ آج ہر شخص پریشان ہے۔ امیر، کبیر، وزیر، مشیر، مدیر، سفیر اور غنی و فقیر، سب بے چین ہیں۔ امیر آدمی اپنی نوعیت کے مسائل میں گھرا ہوا ہے اور غریب آدمی اپنی سطح کے مصائب میں گرفتار ہے۔ ایک سرے سے دوسرے سرے تک قریب قریب پورے عالم اسلام کی یہی حالت ہے، جب کہ طاغوتی طاقتیں ہماری بستیوں میں گھس آئی ہیں جن کے خوفناک مظالم کے آگے ہم بے بس ہو چکے ہیں۔ اس روح فرسا صورتِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حال کا ایک ہی علاج ہے کہ ہم اپنی غفلت اور بے حسی کے کیپسول سے باہر نکل آئیں اور اپنی زندگی میں بنیادی تبدیلی لانے کا فیصلہ کر لیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کریں۔

۲۔ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں،

۳۔ کفر، شرک اور بدعت کی غلاظتیں دور کریں،

۴۔ بری عادتوں کے ٹیلے توڑیں۔

۵۔ اور اپنے ماحول کو بدلنے کی جدو جہد کریں۔

جب ہم سب اپنی ذات، اپنے گھروں، اپنے محلوں اور بستیوں میں دینی تعلیمات و روایات عام کریں گے تو آس پاس کی فضا آپنے آپ ہی بدلنے لگے گی، یوں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہمارا سارا ماحول تبدیل ہو جائے گا۔

میری بہنو! یہ دنیا کبھی کسی کے لیے نہیں بدلتی۔ اگر ہم خود بدل جائیں تو یہ دنیا بھی اپنی رفتار بدلنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔لیکن اس حقیقت کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اپنی ذات اور اپنے ماحول میں تبدیلی لانے کی پہلی شرط سچی توبہ ہے۔ کیوں کہ بندہ مومن کو توبہ سے کبھی چھٹکارہ حاصل نہیں ہوتا حتیٰ کہ موت تک اس سے وابستگی رہتی ہے، اگر بندہ ایک منزل سے دوسری منزل تک سفر کرتا ہے تو توبہ بھی اس کی رفیقِ سفر ہوتی ہے اور اس کے ساتھ قیام کرتی ہے، پس توبہ بندۂ مومن کے لیے آغاز بھی ہے اور انتہا بھی۔

توبہ دل کی مساعی جمیلہ یعنی اچھی کوششوں میں سے ایک بہترین کوشش ہے، اور اس کوشش کو ہونا بھی ضروری ہے تاکہ دل صالح یعنی تقویٰ والا اور مستقیم یعنی راہِ الٰہی پر ٹھیک چلنے والا ہو جائے، یا درکھیئے کہ کثرتِ توبہ اور بار بار توبہ کا اعادہ کرنا اور ہمیشہ استغفار کرتے رہنا، یہ ان امور میں سے ہے جن سے دل صالح اور پاکیزہ بنتا ہے، اور اسے اعمالِ خیر کی طرف لے جاتا ہے، کیوں کہ اللہ کا بندہ جب گناہوں سے تائب ہو جاتا ہے تو اس نے جو اچھے اور برے اعمال کی آمیزش کر رکھی تھی وہ اپنے دل سے اس آمیزش و ملاوٹ کو باہر نکال دیتا ہے۔ اور جب وہ جملہ گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے، تو دل کی قوت اور اس کا ارادہ اعمالِ صالحہ کے لیے بالکل فارغ ہو جاتا ہے، اور اس طرح سے اس کا دل ان تمام فاسد حوادث و مشاغل سے جو اس میں موجود تھے راحت و سکون محسوس کرتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ﴾ [الأنعام: ۱۲۲]

''ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لیے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے، کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے؟ جوتا ریکیوں سے نکل ہی نہیں پاتا۔''

اللہ تعالیٰ نے یہ اس شخص کی مثال بیان کی ہے جو کفر اور جہالت کی وجہ سے مردہ دل تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے اُس سے توبہ کرنے کی ہدایت بخشی اور اسے ایمان کی دولت دے کر زندگی عطا فرمائی، اور اسے ایسے نور سے نوازا جس سے وہ روشنی حاصل کرتا ہے اور لوگوں کے درمیان اس نور کو لیے چلتا پھرتا ہے۔ غرض فلاح کی امید صرف تائب لوگ ہی کر سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی تائبین میں سے بنا دے۔ آمین

غیر تائبین یعنی توبہ نہ کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾ [الحجرات: ۱۱]

''اور جو کوئی توبہ نہ کرے تو وہی ظالم لوگ ہیں۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴾ [الحجر: ۵۰]

''اور یقیناً میرا عذاب بھی نہایت دردناک ہے۔''

قرآنِ کریم کی اس آیت سے پتا چلتا ہے کہ لوگوں کی دو ہی قسمیں ہیں، ایک تائب، دوسری ظالم اور تیسری کوئی قسم نہیں، قرآنِ کریم نے غیر تائب کو ظالم کے نام سے یاد کیا ہے، کیوں کہ جو اپنے رب اور اس کے حقوق اور اپنے نفس کے عیوب اور اپنی آفاتِ اعمال سے ناواقف رہے تو اس سے بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے؟ صحیحین میں نبیِ رحمت ﷺ نے کا ارشادِ گرامی ہے:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ تُوبُوا اِلَى اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَأَتُوبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً)) [1]

[1] مسند أحمد، رقم الحديث (۱۸۰۰۲)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو، اللہ کی قسم! میں دن میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ اللہ سے توبہ کرتا ہوں۔“

جبکہ آپ ﷺ کے تو اللہ رب العزت نے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دیے ہیں۔ پھر ہماری کیا حالت ہونی چاہیے؟ ہمارے کندھے تو گناہوں سے بوجھل ہیں، اور ہر وقت ہر لمحہ گناہوں اور نافرمانیوں کی بھرمار اور کثرت ہے۔ کیا ہمیں بکثرت استغفار کی ضرورت نہیں؟ کیوں نہیں، اللہ کی قسم! ہم سب اس کے شدید محتاج ہیں۔

توبہ کی اقسام:

جہاں تک توبہ کی اقسام کا تعلق ہے تو وہ دو ہیں:

ا۔ توبۂ انابت۔ 2 توبۂ استجابت۔

توبہ انابت کا مطلب یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے اس لیے ڈرو کہ اسے تم پر مکمل قدرت حاصل ہے اور توبہ استجابت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس لیے حیا کرو کہ وہ تمھارے قریب ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ﴾ [قٓ: ١٦]

”اور ہم (اس کی) شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔“

اس کی ایک تیسری قسم بھی بیان کی گئی ہے جس کا نام ہے توبہ نصوح یا سچی و صحیح توبہ اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب آدمی سے کسی گناہ کا ارتکاب ہو جائے تو وہ صدقِ دل سے فوراً توبہ کر لے۔ یاد رہے صحیح توبہ، توبۃ النصوح ہی ہے جب کہ فاسد توبہ یہ ہے کہ انسان زبان سے توبہ کرے مگر دل میں گناہ کی لذت باقی ہو۔

توبہ، انابت اور اَوْبہ میں فرق:

جو شخص عذاب الٰہی سے ڈرے، اسے صاحبِ توبہ کہا جاتا ہے اور جو ثواب کے لالچ میں توبہ کرے، اسے صاحبِ انابت کہا جاتا ہے اور جو محض اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت میں توبہ کرے، اسے صاحب اَوْبہ کہا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ توبہ عام مومنوں کی صفت ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ ﴾ [النور:۳۱]

''اے مومنو! تم سب اللہ کے حضور توبہ کرو۔''

اور انابت اولیائے مقربینِ بارگاہ الٰہی کی صفت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ ﴾ [قٓ: ۳۳] ''اور وہ رجوع کرنے والا دل لے کر آیا۔''

اور ''أوبہ'' حضرات انبیاء ومرسلین علیہم السلام کی صفت ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴾ [صٓ: ۳۰]

''(وہ) بہت خوب بندے تھے، بلاشبہہ وہ (اللہ کی طرف) بہت رجوع کرنے والے تھے۔''

مصادر ومراجع

- تفسیر ابن کثیر
- تفسیر حافظ صلاح الدین یوسف
- تزکیۃ النفوس، تالیف: علامہ ابن رجب حنبلی، علامہ ابن القیم الجوزی ابو حامد الامام الغزالی رحمہم اللہ۔ ترجمہ: مولانا محبوب احمد قمر الزمان اعظمی
- توبہ: فضائل واحکام وسچے واقعات تالیف: مولانا محمد خالد سیف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توبہ کی اہمیت وفضیلت اور اس کے دنیا و آخرت میں فوائد وثمرات

(2)

خطبہ مسنونہ کے بعد:

سورۃ النور (آیت: ۳۱) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَتُوبُوٓا إِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

''اے ایمان والو! تم سب اللہ کے حضور توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

توبہ کی شرائط:

توبہ کی تین شرائط ہیں:

۱۔ پہلے گناہ سے مکمل طور پر باز آ جائے۔

۲۔ اور گناہ کے سرزد ہونے پر ندامت کا اظہار کرے۔

۳۔ اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہو۔

اگر ان میں سے کوئی ایک شرط بھی پوری نہ کی تو توبہ کرنے والے کی توبہ صحیح نہیں ہوگی۔ توبہ کی پہلی شرط ندامت وشرمساری کا ہونا اس لیے ہے کہ اس کے بغیر توبہ کا وجود ممکن نہیں۔ امام راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شریعت میں توبہ کا مفہوم یہ ہے کہ برا ہونے کی وجہ سے گناہ کو ترک کر دیا جائے، ماضی میں جو گناہ کا ارتکاب ہوا، اس پر ندامت کا اظہار کیا جائے۔ مسند احمد و ابن ماجہ کی حدیث میں ہے:

((اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ))[1] ''ندامت وشرم ساری ہی توبہ ہے۔''

[1] مسند أحمد (١/ ٣٧٦) سنن ابن ماجه، الزهد، باب ذكر توبه، رقم الحديث (٤٢٥٢)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر ندامت وپشیمانی نہیں ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ اس گناہ میں اس کی رضا مندی اور خوشی شامل ہے، اگر ایسا ہے تو پھر توبہ نہیں ہو سکتی، کیوں کہ دونوں میں منافات ہے۔ لہٰذا دل سے گناہوں پر اصرار کی گرہ کھولنے اور اپنے گناہ کا اعتراف کرنے اور اس پر ندامت کا اظہار کرنے اور آئندہ ان سے باز رہنے کا نام توبہ ہے، یہ تو تھا اللہ کے حق کا معاملہ کہ جب اللہ تعالیٰ کے حق میں گناہ سرزد ہوا ہو۔

اگر گناہ کا تعلق کسی انسان کے حق کے ساتھ وابستہ ہو تو اس تائب یعنی توبہ کرنے والے پر ضروری ہے کہ وہ پہلے حق دار کے حق سے بریٔ ہو جائے۔ اگر حق مال وغیرہ کی صورت میں ہو تو اسے سے ادا کر دے اور اگر اس کے حق میں اس سے غلطی یا ظلم و زیادتی ہوئی ہے تو اس کو راضی اور خوش کر لے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے کسی مسلمان بھائی پر ظلم وزیادتی کی ہو چاہے وہ ظلم مال کے سلسلہ سے ہو یا عزت کے متعلق ہو یا کسی کی غیبت یا تہمت لگا کر اس کو مجروح کیا گیا ہو، اس صورت میں اس کو چاہیے کہ اسے معاف کر والے، قبل اس کے کہ اس کے پاس نہ دینار ہوگا اور نہ درہم سوائے اچھائیوں اور برائیوں کے۔''[1]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ سچ ہے کہ بعض توبہ کرنے والے اپنے پہلے درجہ کو واپس نہیں لوٹتے ہیں، لیکن بعض تو اس سے بھی اعلیٰ اور افضل رتبہ کو پہنچ جاتے ہیں اور گناہ سے پہلے والی حالت سے بھی اچھی حالت ہو جاتی ہے۔

مثلاً ایک مسافر اطمینان سے اور امن وچین سے راستے پر چل رہا ہے، وہ کبھی دوڑتا ہے کبھی چلتا ہے، کبھی آرام کرتا ہے، کبھی سوتا ہے، وہ ایسے ہی چلا جا رہا تھا کہ اسے راستے میں سایہ دار جگہ ملی، جہاں ٹھنڈا پانی بھی تھا، اور قیلولے کی جگہ بھی اور نہایت سرسبز وشاداب باغ بھی تھا، اس کے نفس نے اسے وہاں ٹھہرنے کے لیے اکسایا، تو وہ وہاں اتر پڑا، اچانک ایک دشمن نے، اسے پکڑ لیا اور قید کر دیا، اور آگے چلنے سے روک دیا۔

جب اس مسافر نے اپنی ہلاکت آنکھوں سے دیکھ لی اور اسے یقین ہو گیا کہ اب یہاں سے اس کا سفر ختم ہو چکا ہے۔ اور اب وہ درندوں اور وحشی جانوروں کی خوراک بننے والا ہے، اور اب اس کے مقصدِ سفر کے درمیان یہ مصیبت حائل ہو چکی ہے۔ ابھی وہ انھیں خیالات میں سرگرداں تھا کہ

[1] ریاض الصالحین، باب توبه، رقم الحدیث (۱۳) مدارج السالکین (۱/ ۳۰۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اچانک اس کے پاس اس کے والد محترم آ کر کھڑے ہوگئے جو مہربان بھی تھے اور اس کے خطرات دور کرنے کی طاقت بھی رکھتے تھے، اور انھوں نے اس کی رسیاں اور بیڑیاں کھول دیں اور کہا چل پڑو، اور اس دشمن سے ڈرتے رہنا، کیوں کہ یہ تمھاری تمام منزلوں میں گھات لگا کر تمھارا انتظار کر رہا ہے۔ اور تم یہ سمجھ لو کہ جب تک اس سے ڈرتے رہو گے اور اس کی طرف سے چوکنا رہو گے وہ تم پر قابو نہیں پا سکتا، اور میں تمھارے آگے چل رہا ہوں اور راستے میں تمھارا انتظار کروں گا، بس تم میرے پیچھے پیچھے آؤ۔

اگر یہ مسافر چالاک اور ہوشیار عقلمند اور حاضر دماغ اور سوجھ والا ہوگا، تو پھر اپنا راستہ پہلے سے زیادہ اچھی طرح طے کرے گا۔ اور اپنے اس دشمن کے اچانک حملے اور مقابلے کے لیے پوری طرح تیار رہے گا۔ اور اب اس کا سفر پہلے سے زیادہ مضبوط ومحفوظ رہے گا۔ اور پہلے سے جلدی یہ منزل پر پہنچ جائے گا۔ لیکن اگر یہ دشمن سے غافل ہوگیا، اور پہلے ہی کی طرح لا پرواہ ہو کر چلنے لگا نہ کم کیا نہ زیادہ اور نہ کسی طرح کی تیاری کی، تو وہ اسی طرح پھر پہلے جیسی مصیبت میں پھنسے گا لیکن اگر اس نے اپنے سفر میں اپنی رفتار کا توازن باقی رکھا، اور اپنی سستی کو بھی باقی رکھا اور اپنے لیے اچھے کھانے کی خوشبو اور اس باغ کی خوبصورتی اور وہاں کے میٹھے پانی کے متعلق سوچتا رہا تو پھر اپنا سفر پہلے کی طرح نہیں کر سکے گا اور جو کچھ اس کے پاس ہوگا سب برباد ہو جائے گا۔ اس مثال میں ہمارے لیے بہت سبق ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

توبۃ النصوح کا مفہوم:

توبۃ النصوح کیا ہے؟ اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں یوں کیا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا﴾ [التحریم: ۸]

''اے مومنو! اللہ کے حضور صاف دل سے توبہ کرو۔''

توبۂ نصوح کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر نقص وکمی اور ہر عیب و فساد سے پاک ہو، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: توبۂ نصوح کی تعریف یہ ہے کہ بندے کو اپنے ماضی پر ندامت ہو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم وارادہ ہو، امام کلبی رحمہ اللہ نے فرمایا: توبۂ نصوح ہے یہ کہ زبان پر استغفار و توبہ ہو، دل میں احساسِ ندامت ہو اور اعضاء پر مکمل پابندی ہو، مطلب یہ کہ توبہ کرنے والا پوشیدہ یا اعلانیہ طور پر اپنے عمل پر اس گناہ کا کوئی تاثر باقی نہ رہنے دے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بہنو! توبۂ نصوح کا ان بیماریوں اور عیبوں سے پاک ہونا ضروری ہے جو تائب کے اخلاص وصدق کو مجروح کرنے کا ذریعہ ثابت ہوں، اور اس کے وقوع سے محض اللہ کی خشیت وخوف سے حفاظت اور اس کے ثواب اور سزا سے ترغیب اور ترہیب مقصود ہو نہ کہ اس شخص کی طرح جو اپنی ضرورت، اپنی عزت، اپنے منصب اور اپنی ریاست کو بچانے کی خاطر توبہ کرے، اور نہ اس کی طرح جو اپنی قوت، اپنے مال، یا لوگوں سے مدح وتعریف چاہنے یا ان کی مذمتوں سے راہِ فرار اختیار کرنے کے لیے توبہ کا طریق اختیار کرے، یا اس لیے کہ اس پر بیوقوفوں کا تسلط واقتدار نہ ہو جائے۔ یا اپنی کسی دنیاوی ضرورت کو پورا کرنے یا اپنی مفلسی وعاجزی کی وجہ سے توبہ کرے اور اسی طرح بہت سی بیماریاں اور عیوب ہیں جو اس کے اخلاص وصحت اور صدق فی اللہ تعالیٰ کو مجروح اور داغ دار کر دیتے ہیں۔

پہلی بات جس چیز سے توبہ کرتے ہیں اس کے متعلق ہوتی ہے، اور دوسری تائب کی ذات کے متعلق ہوتی ہے، اور تیسری جس کی طرف توبہ کرتے ہیں اس سے متعلق ہوتی ہے، توبۂ نصوح کے لیے صدق، اخلاص اور تمام معاصی کو ترک کرنا ناگزیر ہوتا ہے، اس کے لیے استغفار بھی بہت ضروری ہے، اور یہ توبہ تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ اور یہی سب سے افضل اور کامل ترین توبہ ہے۔

بندے کی توبہ کا مطلب اس کے راہِ فرار اختیار کرنے کے بعد اپنے مالک کی طرف لوٹ کر واپس آنا ہے، توبہ کے لیے آغاز اور ابتدا بھی ہے اور اس کے لیے غایت وانتہا بھی، توبہ کی ابتدا یہ ہے کہ بندہ صحیح ودرست راستہ پر گامزن ہو کر اللہ کے حکم کی طرف رجوع اختیار کرلے جس پر چلنے کا اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی سورۃ الانعام (آیت:۱۵۳) میں حکم فرمایا ہے:

﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾

”اور یہ کہ یہ (دین) میرا سیدھا راستہ ہے۔ سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو، کہیں وہ تم کو اللہ کے راستہ سے جدا نہ کر دیں، اس کا حکم تم کو اللہ نے دیا ہے تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔“

توبہ کی انتہا اور غایت یہ ہے کہ آخرت میں اللہ کی طرف سب کو لوٹنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مومنین کے لیے جنت کا جو راستہ متعین فرمایا ہے، ہمیں اس کی طرف پہنچنے کی کوشش کرنا ہے، لہٰذا جس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے دنیا میں توبہ کا راستہ اختیار کر لیا اور اس راہ کی طرف چل پڑا، تو آخرت میں وہی اللہ تعالیٰ کے اجر وثواب سے فیض یاب اور مالا مال ہو گا۔ توبہ تو غسل کی طرح ہے، جتنی بار کی جائے روح میں نکھار آئے گا۔ کیا خیال ہے؟ نکھار آئے گا یا نہیں۔

توبہ کے اسرار اور اس کی باریکیاں:

جب کسی سے کوئی غلطی یا گناہ صادر ہو جائے تو اُسے ان امور پر غور کرنا چاہیے:

۱۔ ان میں سے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر اور نواہی پر خوب غور کرے، اس طرح اسے اپنی غلطی اور گناہ کا اعتراف کرنا آسان ہو جائے گا۔

۲۔ دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے وعید کے متعلق غور کرے، اس سے اس کے دل میں خوفِ الٰہی پیدا ہو گا، جو اسے توبہ پر آمادہ کرنے کا ذریعہ ثابت ہوگا۔

۳۔ تیسرا یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اس سے گناہ بھی سرزد نہ ہوتا تو اس سے اس کے اندر اللہ اور اس کے اسماء وصفات، اس کی حکمتِ رحمت، اس کی بردباری اور اس کی عزت و بزرگی کی معرفت کی اقسام وانواع پیدا ہوں گی اور یہ چیز اس کے لیے اللہ کے اسمائے حُسنیٰ کی بندگی کو متقاضی اور موجب ہوگی جو بغیر اس کے لوازم اور ضروریات کے حاصل نہیں ہوسکتی۔ اللہ کے خلق اور امر اور وعید کی وابستگی کو اس کے اسماء و صفات کی ساتھ جاننے کی کوشش کرے اور یہ طریقہ غور وفکرِ کائنات میں اسماء وصفات اور اس کے اثرات کو ایک ضروری چیز قرار دے گا، اور یہ مشاہدہ اسے ایک ایسے دبستان سے متعارف کرائے گا جو علم و ایمان، تقدیر اور حکمت کا سنگم ہو گا۔ اور زبان اس کی حکمت بیان کرنے میں تنگ داماں ہے۔

۴۔ انھیں میں سے یہ بھی ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں میں اس کی قوت اور طاقت کو پہچاننے کی کوشش کرے اور وہ یہ ہے کہ وہی سبحانہ العزیز ہے جو اپنے کمالِ قوت و طاقت سے جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے، اور بندے پر اپنے احکام اور فیصلوں کا نفاذ کرتا ہے اور اس کے دل اور ارادہ کو جس طرح چاہتا ہے پھیر دیتا ہے اور بندے اور اس کے دل کے درمیان حائل رہتا ہے۔ اس کے فیصلوں میں اس کی قوت وطاقت کی معرفت میں سے یہ ہے کہ وہ جانے کہ وہ مغلوب اور مجبور ہے، اس کی پیشانی اس کے مالک کے قبضہ میں ہے اور یہ کہ کوئی حفاظت اور بچاؤ اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حفاظت کے سوا نہیں ہے، ہر مدد وامداد اسی کی توفیق سے میسر ہوتی ہے، نیز اس کے فیصلوں میں اس کی قوت کے مشاہد میں سے یہ ہے کہ تمام کمال، ساری تعریف اور عزت وہ اللہ کے لیے دیکھے۔

۵۔ اور یہ کہ بندہ بذاتِ خود تمام کوتاہی، عیب، ظلم اور ضرورت وحاجت کا زیادہ مستحق اور سزا وار ہے، اور جس قدر بندہ کے اندر اپنی ذلت، کوتاہی، عیب اور ضرورت مندی کا مشاہدہ ترقی کرے گا، اسی قدر اس میں اللہ کی عزت، اس کے اجلال وکمال اور اس کی بے نیازی کا مشاہدہ ترقی پائے گا۔

۶۔ ان میں سے ہی ایک یہ بھی ہے کہ ارتکابِ معصیت کے وقت اللہ کی ستر پوشی کرنے کی بھلائی مانے کہ وہ اسے کمال درجہ کے ساتھ دیکھ رہا ہے ستر پوشی کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے تمام لوگوں کے سامنے ذلیل ورسوا کر سکتا ہے۔

۷۔ اور انہی میں سے یہ بھی ہے کہ گناہ گار کو مہلت دینے کے سلسلہ میں اس کے حلم وبردباری کا مشاہدہ کرتا ہے، اگر وہ چاہے تو اسی وقت اسے سزا وعذاب دے سکتا ہے، اس سے اس کے اندر اللہ عزوجل کے اسم مبارک ''حلیم'' کی معرفت وآشنائی پیدا ہوگی۔

۸۔ ان ہی میں سے اللہ کی معرفت کے سلسلے میں اس کے فضل کی معرفت ہے، کیوں کہ اس کی مغفرت سراپا اس کا فضل واحسان ہے، ورنہ اگر وہ صرف اپنے حق کی بنیاد پر تم کو پکڑے اور محاسبہ کرے تو وہ ایک عادلِ محمود ہوگا، لیکن اس کا عفو ومعافی تو اس کے فضل کی بنیاد پر ہوتا ہے نہ کہ تمھارے استحقاق کی بنیاد پر، پس اس کے اسم مبارک ''غفّار'' سے بندے کے لیے اس کا شکر، اس سے محبت، اس کی طرف انابت اور اس کی معرفت واجب اور ضروری ہو جاتی ہے۔

۹۔ انہی میں سے ایک اللہ کی بندے کے لیے تذلّل، تواضع، انکساری اور ضرورت مندی کے مراتب کا مکمل ہو جانا ہے اور یہ مراتب چار ہیں، جن کی ترتیب یہ ہے:

پہلا مرتبہ: حاجت اور ضرورت کی ذلت، اور یہ مرتبہ عام طور پر تمام لوگوں میں موجود ہے۔

دوسرا مرتبہ: عبادت اور بندگی کی ذلت، یہ مرتبہ اربابِ عبادت کے لیے خاص ہے۔

تیسرا مرتبہ: محبت کی ذلت، محبت کرنے والا ذلیل بالذات ہوتا ہے اور اس کی محبت کے اعتبار سے اس کی ذلت ہوتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوتھا مرتبہ: معصیت اور جرم کی ذلت: اس کی حقیقت فقر وضرورت ہے اور جب یہ چاروں مراتب جمع ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کے لیے اس کی ذلت اور تواضع تکمیل وکمال کو پہنچ گئیں۔

اور ان ہی میں سے اسم مبارک، ''رزّاق'' ہے جو مرزوق کا مقتضی ہے، اور سمیع وبصیر ہیں جو مسموع اور مبصر کے مقتضی ہیں، اور اسی طرح اس کے اسماء مبارکہ غفور، عفو، توّاب ہیں، اور یہ کسی کی مغفرت کرنے، توبہ قبول کرنے اور معاف کرنے کے متقاضی ہیں، اور ان اسماء کو معطل (بیکار از عمل) قرار دینا محال اور ناممکن ہے۔ اسی طرح ساری مخلوق میں سے سب سے بلند مقام امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُونَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ)) [1]

''اگر تم لوگ گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمھیں ختم کر کے ایک ایسی قوم کو تخلیق فرمائے جو گناہ کرے، پھر اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے، اور اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔''

اسرارِ توبہ میں سے ہی یہ بھی ہے کہ صحیحین میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس مسافر آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے، (جو اثنائے سفر میں) کسی ایسی غیر آباد اور سنسان زمین پر اتر گیا ہو جو سامانِ حیات سے خالی اور اسبابِ ہلاکت سے بھرپور ہو اور اس کے ساتھ بس اس کی سواری اونٹنی ہو، اسی پر اس کے کھانے پینے کا سامان ہو، پھر وہ آرام کرنے کے لیے سر رکھ کر لیٹ جائے اور اسے نیند آجائے پھر اس کی آنکھ کھلے تو دیکھے کہ اس کی اونٹنی (پورے سامان سمیت) غائب ہے۔ پھر وہ اس کی تلاش میں نکلے مگر نہ ملنے پر وہ اسی ارادہ سے وہاں اپنے بازو پر سر رکھ کر لیٹ جائے اس حال میں کہ وہ اپنی اونٹنی سے مایوس ہو چکا ہو پھر اس کی آنکھ کھلے تو وہ دیکھے کہ اس کی اونٹنی اس کے پاس موجود ہے تو وہ اس کی لگام کو پکڑے اور مارے خوشی کے کہے کہ اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں، تو جتنا

[1] صحيح مسلم في الذكر و الدعاء.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خوش یہ مسافر اپنی اونٹنی کے ملنے سے ہوگا اللہ کی قسم! مومن بندے کی توبہ سے اللہ اس سے کہیں زیادہ خوش ہوتا ہے۔''[1]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے متکلم فیہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جنت کے آٹھ دروازے ہیں، ان میں سے سات بند ہیں اور ایک بابِ توبہ، سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک کھلا ہے۔''[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے پہلے توبہ کر لے تو اس کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرمالے گا۔''[3]

توبہ ہی دین کی حقیقت ہے:

میری بہنو! توبہ ایک جامع لفظ ہے جو تمام مراتبِ دین، اسلام، ایمان اور احسان پر مشتمل ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ توبہ ہی دینِ اسلام کی حقیقت ہے اور سارے کا سارا دین توبہ میں داخل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ توبہ کرنے والا اس بات کا مستحق ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کا دوست قرار دیا جائے کیوں کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں سے محبت رکھتا ہے جو اس کام کو بجا لائیں جس کا اس نے حکم دیا ہے اور اسے ترک کر دیں جس سے اس نے منع فرمایا ہے تو گویا توبہ کا مفہوم یہ ہے کہ جن کاموں کو اللہ تعالیٰ ظاہری و باطنی طور پر ناپسند فرماتا ہے، انسان ان سے رجوع کرتے ہوئے ایسے کاموں کو اختیار کر لے جنھیں اللہ تعالیٰ ظاہری و باطنی طور پر پسند فرماتا ہے، اس اعتبار سے توبہ ایک جامع لفظ ہے اور اسلام، ایمان اور احسان اس کے مسمّٰی میں داخل ہیں اور یہ تمام مقامات کا احاطہ کیے ہوئے ہے، اسی لیے یہ ہر مومن کے مقصود کی ابتدا بھی ہے، انتہا اور خاتمہ بھی، اسی مقصود کی خاطر مخلوق کو وجود بخشا گیا ہے اور توحید اسی کا ایک جز بلکہ جزوِ اعظم ہے۔ اکثر لوگ توبہ کی قدر ومنزلت اور اس کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں، علم،

---

[1] صحیح البخاري، باب التوبة، رقم الحدیث (٦٣٠٨)

[2] مسند أبي یعلیٰ، معجم الطبراني کبیر، مستدرك حاکم، السلسله الضعیفة، رقم الحدیث (٤٣٢٩) ضعیف الجامع، رقم الحدیث (٤٧٤٢)

[3] صحیح مسلم، رقم الحدیث (٢٧٠٣)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمل اور حال کے اعتبار سے توبہ کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے اسی لیے محبت رکھتا ہے کہ ساری مخلوق میں وہی اس کے خواص ہیں۔ اگر توبہ اسلام کے تمام احکام اور ایمان کے کامل حقائق کی جامع نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس قدر مسرت کا اعلان واظہار نہ فرماتے۔ تمام مقامات واحوال جن کے بارے میں لوگ گفتگو کرتے ہیں، وہ سب توبہ ہی کی تفصیلات اور آثار ونتائج ہیں۔[1]

آج ہماری حالت اس قابل ہوچکی ہے کہ ہم از سرِ نو اس کا مراجعہ کریں۔ یقیناً یہ بربادی اور پستی جو آج ہمارا مقدر بن چکی ہے، اس کا اصلی سبب اللہ تعالیٰ سے دوری ہے، اگر ہم اپنی حالت کو بدلنا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے لولگاتے ہوئے سچے دل سے توبہ واستغفار کریں، اور پھر اللہ تعالیٰ سے تعلق استوار کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ کیوں کہ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو تمناؤں اور آرزوؤں کی پوٹلی لیے پھرتے ہیں اور ایک وقت ایسا بھی آجاتا ہے جب وہ بسترِ مرگ پر اپنی ایڑیاں رگڑتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں اور انھیں توبہ نصیب نہیں ہوتی، اِس وقت توبہ و استغفار کا دروازہ کھلا ہے تو پھر تاخیر کیوں؟

سچی توبہ کرنے والے:

سچی توبہ کرنے والوں کے واقعات تو بہت ہیں مگر ان میں سے دو آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں:

1- ایک اعرابی کی توبہ:

پہلا واقعہ ایک اعرابی کا ہے جس نے قرآنِ کریم کی ایک آیت سن کر توبہ کی۔ واقعہ امام اصمعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں بصرہ کی جامع مسجد سے آرہا تھا کہ راستے میں ایک گلی میں ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی، جو بہت اکھڑ اُجڈ قسم کا انسان تھا، اونٹ پر سوار، گلے میں تلوار لٹکائے اور ساتھ میں کمان پکڑے ہوئے تھا، میرے قریب آکر اس نے سلام کیا اور پوچھا: آپ کا تعلق کس خاندان سے ہے؟ میں نے جواب دیا: میں بنو اصمع سے ہوں۔ اس نے کہا: آپ اصمعی ہیں؟ میں نے جواب دیا: ہاں! اس نے پوچھا: آپ اس وقت کہاں سے آرہے ہیں؟ میں نے جواب دیا: ایک ایسی جگہ سے آرہا ہوں جہاں رحمان کے کلام کی تلاوت ہوتی ہے۔ اس نے تعجب سے پوچھا: رحمان کا کلام

[1] مدارج السالکین (١/ ٣٠٦)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی ہے اور اس کی آدمی تلاوت کرتے ہیں؟ میں نے جواب دیا: ہاں! اس نے کہا: اچھا مجھے بھی کچھ تلاوت سناؤ میں نے کہا: اونٹ سے نیچے اترو، وہ نیچے اتر آیا تو میں نے سورۃ الذاریات کی تلاوت شروع کر دی اور جب اس آیتِ کریمہ پر پہنچا:

﴿ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ﴾ [الذاریات: ۲۲]

''اور تمھارا رزق اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے، آسمان میں ہے۔''

یعنی بارش بھی آسمان سے ہوتی ہے جس سے تمھارا رزق پیدا ہوتا ہے اور جنت وجہنم، ثواب وعقاب بھی آسمانوں میں ہے جن کا وعدہ کیا جاتا ہے۔ اس نے پوچھا: اصمعی یہ رحمان کا کلام ہے؟ میں نے کہا: ہاں، اس ذاتِ اقدس کی قسم! جس نے حضرت محمد ﷺ کو حق کے ساتھ معبوث فرمایا ہے، یہ رحمان ہی کا کلام ہے اور اسے اس نے اپنے نبی محمد ﷺ پر نازل فرمایا ہے۔ مجھ سے کہنے لگا: بس اتنی تلاوت ہی کافی ہے۔ یہ کہہ کر اس نے اپنا اونٹ نحر کر دیا، گوشت کے ٹکڑے کر دیے اور مجھ سے کہنے لگا کہ آؤ اسے تقسیم کرنے میں میری مدد کرو، پھر وہاں سے گزرنے والے لوگوں میں وہ سارا گوشت تقسیم کر دیا۔ پھر اس نے تلوار اور کمان بھی توڑ دی اور اس آیتِ کریمہ کو پڑھتے ہوئے جنگل کی طرف روانہ ہو گیا:

﴿ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ﴾ [الذاریات: ۲۲]

''اور تمھارا رزق اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے، آسمان میں ہے۔''

یہ منظر دیکھ کر میں اپنے آپ کو ملامت کرنے لگا کہ تم اس بات کو اخذ نہ کر سکے جسے ایک اعرابی نے اخذ کر لیا ہے۔ میں ہارون الرشید کے ساتھ حج کے ارادے سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوا اور کعبۃ اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ کسی شخص نے مجھے بہت آہستہ سے آواز دی، میں نے دیکھا تو یہ وہی اعرابی تھا جو بہت نحیف ونزار ہو گیا تھا اور اس کا رنگ پیلا پڑ چکا تھا، اس نے مجھے سلام کیا، میرا ہاتھ تھام لیا اور مجھے مقام ابراہیم کے پیچھے بٹھا لیا اور کہنے لگا: مجھے رحمان کے کلام کی تلاوت سناؤ، میں نے پھر سورۃ الذاریات پڑھنا شروع کر دی اور جب میں اسی آیتِ کریمہ پر پہنچا:

﴿ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ﴾ [الذاریات: ۲۲]

''اور تمھارا رزق اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے، آسمان میں ہے۔''

اعرابی نے چیخ ماری اور کہا کہ ہمارے رب تعالیٰ نے ہم سے جو وعدہ فرمایا ہے، ہم نے اسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سچ پایا ہے۔ پھر اس نے کہا: اس کے علاوہ کچھ اور بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے؟ میں نے کہا: ہاں! آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ﴾ [الذاريات: ٢٣]

''آسمانوں اور زمین کے پروردگار کی قسم! یہ بالکل برحق ہے، ایسے ہی جیسے کہ تم بات کرتے ہو۔''

یہ سن کر اعرابی نے چیخ ماری اور کہا: سبحان اللہ! ربِ جلیل کو کس نے ناراض کیا ہے کہ اس نے یہ قسم کر بیان فرمایا ہے؛ کیا لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کو سچ نہ جانا حتیٰ کہ اسے قسم کھانا پڑی؟ اس نے یہ بات تین بار کہی اور پھر اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔[1]

2- ایک گناہ گار نوجوان کی توبہ:

ایک شخص حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: اے ابو اسحاق! میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا، مجھے کوئی ایسی بات بتایئے جو دل پر اثر کرے اور میں گناہوں سے باز آجاؤں۔ آپ نے فرمایا: اگر تم پانچ باتیں قبول کر لو اور ان پر قادر ہو جاؤ تو پھر تمھیں نہ کوئی گناہ نقصان پہنچا سکے گا اور نہ کوئی دنیوی لذت تمھیں ہلاک کر سکے گی۔ اس نے پوچھا: ابو اسحاق! وہ پانچ باتیں کون کون سی ہیں؟ آپ نے فرمایا:

۱۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا چاہتے ہو تو پھر اس کا رزق نہ کھاؤ۔ اس نے کہا: پھر کیا کھاؤں، زمین میں جو کچھ بھی ہے، وہ سارا اسی کا رزق ہے؟ آپ نے فرمایا: پھر تم ہی بتاؤ کیا یہ اچھی بات ہے کہ اس کا رزق بھی کھاؤ اور اس کی نافرمانی بھی کرو؟ اس نے جواب دیا: نہیں، یہ اچھی بات نہیں۔

۲۔ پھر اس شخص نے کہا کہ اب آپ دوسری بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: اگر تم اس کی نافرمانی کرنا چاہو تو پھر اس کے علاقے میں نہ رہو۔ اس نے جواب دیا: یہ تو پہلی سے بھی زیادہ مشکل بات ہے، مشرق و مغرب اور ان کے درمیان کا سارا علاقہ اسی کا ہے، تو پھر میں کہاں رہ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: کیا یہ اچھی بات ہے کہ رزق بھی اسی کا کھاؤ، اسی کے علاقے میں رہو

[1] الكشاف للزمخشري (٤/ ٤٠٠) دار الكتاب العربي، بيروت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور پھر اس کی نافرمانی بھی کرو؟

۳۔ پھر اس نے کہا: تیسری بات فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: اگر اس کا رزق کھانے اور اس کے علاقے میں رہنے کے باوجود اس کی نافرمانی کرنا چاہو تو ایسی جگہ کرو جہاں وہ تمھیں نہ دیکھے۔ اس نے جواب دیا: ابراہیم! یہ کیسے ممکن ہے، وہ تو تمام خفیہ اور پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے، اس سے کوئی انسان کس طرح چھپ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا یہ اچھی بات ہے کہ رزق بھی اس کا کھاؤ، رہو بھی اسی کے علاقے میں اور جب نافرمانی کرو تو وہ تمھیں دیکھ بھی رہا ہو؟ یہ اچھی بات ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔

۴۔ اب آپ چوتھی بات بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: جب تمھاری روح قبض کرنے کے لیے ملک الموت تمھارے پاس آئے تو اس سے یہ کہو کہ مجھے تھوڑی سی مہلت دے دو تاکہ میں سچی توبہ کرلوں اور کچھ نیک عمل کرلوں تو کیا وہ تمھیں مہلت دے گا؟ اس نے جواب دیا: ہرگز نہیں، آپ نے فرمایا: جب تمھیں اس بات کی قدرت نہیں ہے کہ ملک الموت کو ٹال کر توبہ کرلو اور تم خوب جانتے ہو کہ آئی ہوئی موت کو ہرگز ٹالا نہیں جاسکتا تو پھر نجات کیسے ممکن ہے؟

۵۔ اس نے کہا: پانچویں بات ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: جب قیامت کے دن دوزخ کے فرشتے تمھارے پاس آئیں تاکہ گھسیٹ کر تمھیں دوزخ میں لے جائیں تو کیا تم ان کے ساتھ جانے سے انکار کرسکو گے؟ اس نے جواب دیا: نہیں، وہ مجھے نہیں چھوڑیں گے، میری کوئی معذرت قبول نہیں کریں گے۔ آپ نے فرمایا: پھر نجات کی امید کیسے کر سکتے ہو؟

اس نے کہا: ابراہیم! یہ وعظ و نصیحت میرے لیے کافی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور صدقِ دل سے توبہ و استغفار کرتا ہوں۔ پھر اس نے صبح و شام آپ کی رفاقت کو اختیار کرلیا اور باقی ساری زندگی آپ کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں بسر کی حتیٰ کہ موت نے ہی ان دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کیا۔[1]

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''میرے نزدیک سب سے بڑی خود فریبی اور دھوکہ یہ ہے کہ: بغیر کسی شرم وحیا کے گناہوں پر معافی کی امید کرتے ہوئے ان پر ڈھیل اور اصرار کرنا، بغیر کسی

[1] کتاب التوابین لابن قدامۃ المقدسي (ص: ۲۸۷۔ ۲۸۸)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اطاعت وعبادت کے اللہ سے قرب کی توقع کرنا، آگ کا تخم بو کر جنت کی کھیتی کا انتظار کرنا، ارتکابِ معاصی کر کے فرمانبرداروں کے گھر کو طلب کرنا، بغیر عمل کیے ہوئے اس کے جزاء واجر کا انتظار کرنا اور اللہ سے حد سے زیادہ تمنا و آرزو کرنا۔تم نجات کی امید رکھتے ہو حالانکہ نجات کے راستوں پر چلتے نہیں ہو بیشک کشتی خشکی پر نہیں چلا کرتی ہے۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں توبہ واستغفار کی توفیق عطا فرمائے ہمارے اندر صدق و اخلاص اور یقین پیدا فرما دے۔اے ہمارے رب! اے اللہ! تو ہمیں سچی توبہ کی توفیق عنایت فرما دے، ہمیں اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما دے اللہ! تیری رحمتوں سے ہماری امیدیں وابستہ ہیں۔ہمیں ان لوگوں میں داخل فرما لیجئے جن کی آخری دعا یہ تھی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِكَ أَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ. رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْم. (آمین)

مصادر و مراجع

- تفسیر ابن کثیر
- تفسیر حافظ صلاح الدین یوسف
- صحیح بخاری
- صحیح مسلم
- تزکیۃ النفوس تالیف: علامہ ابن رجب حنبلی، علامہ ابن قیم الجوزیہ، ابو حامد الامام الغزالی رحمہ اللہ، ترجمہ: مولانا محبوب احمد قمر الزمان اعظمی
- توبہ...فضائل و احکام و سچے واقعات تالیف: مولانا محمد خالد سیف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دل کی اقسام

(1)

خطبہ مسنونہ کے بعد:

سورت بنی اسرائیل (آیت: ۳۶) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾

''جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑو کیوں کہ کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔''

قرآنِ کریم کی یہ آیت ہمیں صاف لفظوں میں بتا رہی ہے کہ تم جس چیز کے پیچھے پڑو گے، اس کے متعلق تم سے سوال کیا جائے گا۔ کان سے سوال ہوگا کہ کیا اس نے سنا تھا، آنکھ سے سوال ہوگا کیا تم نے دیکھا تھا؟ پھر دل سے سوال ہوگا، کیا تم نے جانا تھا کیوں کہ یہی تینوں اعضائے علم کا ذریعہ ہیں اور انھیں کو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن قوتِ گویائی عطا فرمائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا۔ دل، آنکھ اور کان، یہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے اس لیے دی ہیں کہ انسان ان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے پروردگار کو سمجھے، اس کی آیات کا مشاہدہ کرے اور حق کی بات کو غور سے سنے۔ لیکن جو شخص ان مشاعر حواس سے یہ کام نہیں لیتا، ان سے فائدہ نہیں اٹھاتا تو اس کی مثال چوپایوں کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ کی ہے، کیوں کہ چوپائے تو پھر بھی اپنے نفع نقصان اور اپنے مالک کے حقوق کا کچھ شعور رکھتے ہیں۔

میری بہنو! وقتِ حاضر میں اکثر لوگوں کے حالات پر نظر ڈالی جائے تو ایک تعجب خیز اور حیرت انگیز چیز دیکھی جاتی ہے، وہ یہ کہ انواع واقسام کی تزئین وآرائش کی چیزوں کے ذریعے ظاہری حسن و جمال کو سنوارنے اور اسے خوشنما و دیدہ زیب بنانے کا زبردست اہتمام ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھتی ہوں کہ باطنی امور (دلوں) کو سنوارنے اور ان کی اصلاح کرنے میں انتہائی غفلت کا مظاہرہ کیا جاتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ظاہر کو سنوارنے اور دلکش بنانے کے لیے کتنے ہی اوقات،کوششیں اور طاقتیں صرف کی جاتی ہیں جبکہ دلوں اور باطنی امور کی اصلاح سے کھل کر غفلت برتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بہت سارے لوگوں کرتو صرف اپنی شکل وصورت کو سنوانے اور پر کشش بنانے کے سوا اور کوئی کام ہی نہیں، چنانچہ ایسے لوگوں پر اللہ عزوجل کا وہ فرمان صادق آتا ہے جو منافقین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ۖ وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ﴾ [المنافقون: ٤]

''جب آپ انھیں دیکھ لیں تو ان کے جسم آپ کو خوشنما معلوم ہوں گے، یہ جب باتیں کرنے لگیں تو آپ ان کی باتوں پر (اپنا) کان لگا کر سنیں گے۔''

یہ اس قوم کی صورتِ حال ہے جس کی ظاہری شکل بڑی خوبصورت اور اس کی باتیں دلکش تھیں، لیکن یہ چیز انہیں دیوار کے سہارے لگی ہوئی بے سود لکڑیوں کے دائرے سے باہر نہیں نکال سکی، چنانچہ یہ محض مناظر (ظاہری اور دکھاوٹی چیزیں) ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں، ذرا بھی عقل اور سمجھ بوجھ رکھنے والا بندۂ مومن اس ظاہری خوبصورتی کو اپنے لیے پسند نہیں کرے گا کیوں کہ بندۂ مومن کا ایمان اس وقت تک مکمل اور درست نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے باطن کی اصلاح نہ کر لے اور اپنے دل کو پاکیزہ وطاہر نہ بنا لے۔لہٰذا ظاہری حسن و جمال بندے کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا، اگر اس کا باطن اور قلب فاسد اور قبیح ہے۔

دل کی حیثیت:

آج بات دل کے متعلق ہوگی کیوں کہ دل کی حیثیت اعضاء میں سے وہی ہے جو ایک بادشاہ کی اپنی فوج اور لشکر میں ہوتی ہے اور تمام امور اور معاملات اسی کے حکم سے صادر ہوتے ہیں، یوں ہی دل بھی جس طرح چاہتا ہے اعضاء سے کام لیتا ہے، اور سب اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں لگے رہتے ہیں اور دل ہی سے اعضاء کو استقامت اور گمراہی دونوں کا راستہ ملتا ہے، اور تمام امور و معاملات کا حل وعقد دل کی اتباع و پیروی کرنے سے طے ہوتے ہیں۔

دل کا معاملہ بڑا عظیم ہے اور اس کی شان بہت بلند ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اسی کی اصلاح کے لیے کتابوں کا نزول فرمایا اور اسی کو پاک و صاف، عمدہ وطیب اور طاہر بنانے کے لیے رسولوں کو معبوث کیا، جیسا کہ سورت یونس (آیت: ۵۷) میں رب العالمین کا ارشاد ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿يَآيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾

''اے لوگو! تمھارے پاس تمھارے رب کے طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے، اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لیے شفاء ہے، اور راہنمائی کرنے والی ہے ایمان والوں کے لیے۔''

بخاری و مسلم کی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''یاد رکھو! بے شک جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، جب وہ صحیح و سالم ہوتا ہے تو پورا جسم صحیح وسالم رہتا ہے، اور اگر وہ خراب وفاسد ہو جاتا ہے تو پورا جسم خراب وفاسد ہو جاتا ہے، ((أَلَا وَهُوَ الْقَلْبُ)) خبردار! وہ دل ہے۔''[1]

دلوں کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت اس لیے بھی ہے کہ یہی وہ لطیف وحساس گوشت کا لوتھڑا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت اور اپنے علم سے چن لیا ہے اور اسے اپنے نور کے لیے محل اور اپنی ہدایت کے لیے مرکز قرار دیا ہے۔ دل کے متعلق زیادہ اہتمام پر زور دینے والی چیزوں میں سے یہ بھی ہے کہ یہ دل حقیقت میں وہ سواری ہے جس پر بندہ آخرت کا سفر طے کرتا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سفر دراصل دلوں کا سفر ہے نہ کہ جسموں کا۔ جیسا کہ امام بخاری کی حدیث میں ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم غزوہ تبوک سے نبی ﷺ کے ساتھ واپس لوٹے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک کچھ لوگ ایسے ہیں جو ہمارے پیچھے مدینہ میں رہ گئے ہیں، ہم نے کوئی پہاڑی گھاٹی اور کوئی وادی سفر میں ایسی طے نہیں کی جس میں وہ ہمارے ساتھ ساتھ نہ ہوں، انھیں عذر نے روک رکھا ہے۔''[2]

یہ لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت میں سے تھے جو جسمانی مرض کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس غزوہ میں نہ نکل سکے، لیکن وہ اپنے دلوں اور اپنی روحوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٥٩٩)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٨٣٩)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ اور یہ قلبی جہاد کہلاتا ہے۔ یعنی دل ہی نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اٹکا ہوا تھا۔

ثابت ہوا کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو مرض یا کسی عذر کی وجہ سے مدینہ سے نہیں نکلے اور وہ جو اپنی جان و مال کے ساتھ نکلے، سب لوگ اجر و ثواب میں برابر ہیں اور یہ اللہ کا فضل وکرم ہے، وہ جسے چاہتا ہے نوازتا ہے۔ حقیقی معنوں میں تقویٰ دلوں کا ہے۔ کیوں کہ جسم میں دل ہی سارے اعضاء کا بادشاہ ہے اور جو حکم اعضاء کو کرتا ہے فوراً وہ اسے نافذ کرتے ہیں اور اس کی طرف سے آنے والے ہر ہدیہ اور تحفہ کو قبول کرتے ہیں، اور اعضاء کو اپنے عمل میں دل ہی کی توجہ اور اردہ سے استقامت اور صحیح راہ ملتی ہے، اس لیے دل ہی دین کا مسئول اور ذمہ دار ہے۔ اسی وجہ سے دل کی درستگی اور اصلاح کی جانب اہتمام اور خیال کرنے کو سب سے افضل کام سمجھا گیا ہے، اور عبادت وریاضت کرنے والوں نے اس کی بیماری اور علاج کے متعلق غور وفکر کرنے کو بہت اہمیت دی ہے۔

دل کے حوالہ سے حضرت لقمان کا ایک واقعہ بہت مشہور ہے۔ حضرت لقمان اللہ تعالیٰ کے نیک بندے تھے، انھیں اللہ تعالیٰ نے حکمت، عقل وفہم اور دینی بصیرت میں ممتاز مقام عطا فرمایا تھا۔ ان سے کسی نے پوچھا: انھیں یہ فہم وشعور کس طرح حاصل ہوا؟ انھوں نے فرمایا: راست بازی، امانت کے اختیار کرنے اور بے فائدہ باتوں سے اجتناب اور خاموشی کی وجہ سے۔ ان کا حکمت ودانش پر مبنی ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ یہ غلام تھے، ان کے آقا نے انھیں کہا کہ بکری ذبح کر کے اس کے سب سے بہترین دو حصے لاؤ، چنانچہ وہ زبان اور دل نکال کر لے گئے۔ پھر کسی دوسرے موقع پر ان کے آقا نے کہا کہ بکری ذبح کر کے اس کے سب سے بدترین دو حصے لاؤ۔

حضرت لقمان پھر وہی زبان اور دل لے کر چلے گئے۔ ان سے پوچھا گیا یہ تو وہی دل اور زبان ہے انھوں نے بتلایا کہ زبان اور دل اگر صحیح ہوں تو یہ سب سے بہتر ہیں اور اگر یہ بگڑ جائیں تو ان سے برتر کوئی چیز نہیں۔[1]

دل کی تین قسمیں:

میری بہنو! دل کی تین اقسام ہیں: قلبِ صحیح وسلیم یعنی صاف و بے روگ دل، مردہ دل اور بیمار دل۔

[1] تفسیر ابن کثیر.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۔ **صحیح وسلیم دل:** یہ وہ ہے جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ قیامت کے دن صرف اسی شخص کو نجات ملے گی جو بے روگ دل لے کر اللہ تعالیٰ کے حضور آئے گا، جیسا کہ اللہ عزوجل نے سورۃ الشعراء (آیت: ۸۸، ۸۹) میں فرمایا ہے:

﴿ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ إِلَّا مَنْ أَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴾

''جس دن کوئی مال اور اولاد کچھ کام نہ آئیں گے، لیکن (فائدہ والا وہی ہوگا) جو اللہ کے سامنے بے عیب دل لے کر آئے گا۔''

قلبِ سلیم یا بے عیب دل سے مراد وہ دل ہے جو شرک سے پاک ہو، یعنی قلبِ مومن، کیوں کہ کافر اور منافق کا دل مریض ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں: بدعت سے خالی اور سنت پر مطمئن دل، بعض کے نزدیک دنیا کے مال ومتاع کی محبت سے پاک دل اور بعض کے نزدیک، جہالت کی تاریکیوں اور اخلاقی غلاظتوں سے پاک دل۔ یہ سارے مفہوم بھی صحیح ہو سکتے ہیں، کیوں کہ قلبِ مومن ان تمام ہی برائیوں سے پاک ہوتا ہے۔ اتنی ہی باتیں کافی نہیں بلکہ آپ کا دل پورے عزم وارادہ کے ساتھ صرف دینِ اسلام پر عمل پیرا ہونے اور اس کی اقتداء کرنے پر تیار ہو گیا ہو، اور دوسروں کے اقوال واعمال کو پسِ پشت ڈال دیا ہو: اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے آگے کسی عقیدہ اور قول وعمل کو آگے کرنے کی رغبت وخواہش نہ ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحجرات (آیت: ۱) میں فرمایا ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو، یقیناً اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ دین کے معاملے میں اپنے طور پر کوئی فیصلہ نہ کرو، نہ اپنی سمجھ اور رائے کو ترجیح دو بلکہ اللہ اور رسول ﷺ کی طاعت کرو۔ اپنی طرف سے دین میں اضافہ یا بدعات کی ایجاد، اللہ اور رسول ﷺ سے آگے بڑھنے کی ناپاک جسارت ہے جو کسی بھی صاحبِ ایمان کے لائق نہیں۔ اسی طرح ہی کوئی فتویٰ قرآن وحدیث میں غور وفکر کے بغیر نہ دیا جائے اور دینے کے بعد اگر اس کا نصِ شرعی کے خلاف ہونا واضح ہو جائے تو اس پر اصرار بھی اس آیت میں دیے گئے حکم کے منافی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ مومن کی شان تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے سامنے سرِ تسلیم واطاعت خم کر دینا ہے نہ کہ آپ ﷺ کے مقابلے میں اپنی بات پر یا کسی امام کی رائے پر اڑے رہنا۔

۲۔ **مردہ دل:** یہ قلبِ سلیم کے سراسر برعکس اور ضد ہے، یہ اپنے پروردگار کی معرفت سے ناآشنا ہوتا ہے، اس کے حکم کے باوجود اس کی عبادت سے دور رہتا ہے، اسے اللہ کی محبت ورضا سے کوئی مطلب اور سروکار نہیں ہوتا، اپنے پروردگار کے غصہ اور ناراضی کے باوجود ہر وقت دنیا کی لذتوں اور راحتوں میں غرق اور ڈوبا رہتا ہے، ادنیٰ دنیوی منافع کی خاطر اللہ کے حکم کی پرواہ نہیں کرتا چاہے اس کا پروردگار راضی ہو یا نہ ہو، اور اللہ کے علاوہ غیروں کی بندگی میں مصروف رہتا ہے، اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو اپنے نفس کے لیے کرتا ہے، اور اگر کسی سے بغض رکھتا ہے تو اپنے نفس کے لیے رکھتا ہے اور کسی کو دیتا ہے تو بھی اپنے نفس کے لیے دیتا ہے اور اگر کسی کو دینے سے اپنے ہاتھ کو روکتا ہے تو اپنے نفس کی خاطر روکتا ہے، نفس ہی اس کے نزدیک سب سے زیادہ باعثِ فضیلت چیز ہو جاتی ہے اور اس کے نزدیک نفس کی محبت اللہ کی محبت سے زیادہ ہوتی ہے، پس نفس اس کا امام، نفسانی خواہش اس کی گائیڈ، جہالت اس کا ڈرائیور اور غفلت اس کی سواری ہوتی ہے، اور جان و دل اور فکر کے ساتھ دنیوی اغراض کی تحصیل میں مستغرق اور خواہشِ نفس کے نشہ اور زوال پذیر متاعِ دنیا کی محبت میں دیوانہ اور مست رہتا ہے، ہر قریب وبعید جگہوں سے اس کو آواز دے کر اللہ اور دارِ آخرت کی طرف دعوت دی جاتی ہے لیکن وہ اپنے کسی خیر خواہ کی آواز پر کان نہیں دھرتا، بلکہ ہر سرکش شیطان کی اتّباع وپیروی کرتا ہے اور دنیا ہی اس کے نزدیک رضا مندی اور ناراضی کا معیار ہوتی ہے اور نفسانی خواہش اس کو باطل کے علاوہ کی چیزوں سے بہرا اور اندھا کر دیتی ہے، لہٰذا ایسے لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنا اور معاشرت اختیار کرنا بیماری کا سبب، زہر نوش کرنے کے مترادف اور ہلاکت وتباہی کے اسباب میں سے ہے۔

۳۔ **مریض دل:** مریض یا بیمار دل ایسا ہے کہ اس میں زندگی اور بیماری دونوں عناصر ہوتے ہیں، اگر ایک عنصر اپنی طرف کھینچتا ہے تو دوسرا عنصر اپنی طرف، ان دونوں میں سے ایک کے غلبہ سے اس میں اللہ تعالیٰ کی محبت، اس پر ایمان ویقین، اس کے لیے اخلاص اور اس پر توکّل جیسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صفات پیدا ہوتی ہیں تو یہ اس کی زندگی کے اسباب میں سے ہیں، اور دوسرا عنصر اس میں شہوتوں سے محبت، دنیا کو آخرت پر فوقیت، دنیا کے حصول کے لیے حرص، حسد، تکبر اور خود پسندی کی صفات پیدا ہوتی ہیں، جو کہ اس کی ہلاکت وتباہی کے اسباب میں سے ہیں۔ اس طرح وہ دو ایسے داعیوں اور جذبوں کے درمیان گھرا رہتا ہے کہ ان میں سے ایک اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور دارِ آخرت کی طرف بلاتا ہے، اور دوسرا دنیا اور ختم ہو جانے والی زندگی کی طرف دعوت دیتا ہے، وہ اپنے ذوق اور طبیعت کی مناسبت کے لحاظ سے ان دونوں میں سے ایک کی دعوت کو قبول کرتا ہے۔ پہلا دل زندگی سے لبریز، متواضع، نرم وگداز اور باشعور ہوتا ہے، اور دوسرا زندگی سے خالی اور انتہائی خشک و بے جان ہوتا ہے اور تیسرا مریض دل ہے اور وہ یا تو امن وسلامتی سے قریب ہوتا ہے یا ہلاکت وتباہی کی راہ پر۔

مریض دل کی نشانیاں:

یہ تھیں دلوں کی اقسام اور اب آیئے دل کے امراض اور اس کی صحت کی نشانیاں دیکھتے ہیں۔
چنانچہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کا دل بیمار ہوتا ہے اور بیماری بھی بہت سخت درجہ کی، لیکن اسے اپنی اس بیماری کا احساس وشعور نہیں ہوتا ہے یہاں تک کہ مر جاتا ہے، پھر بھی اپنی موت کے سبب کو بیمار دل والا سمجھ نہیں پاتا، اس کی بیماری یا اس کی موت کی نشانی یہ ہے کہ اسے معاصی اور گناہوں سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور اسے حق بات کی جہالت اور اپنے باطل عقائد سے دکھ ودرد نہیں ہوتا، کیوں کہ اس کے دل میں اگر ایمان کی زندگی ہوتی تو اسے یقیناً اپنے دل کی زندگی کے اعتبار سے برائیوں کے ارتکاب اور حق بات کے نہ جاننے سے بہت تکلیف پیدا ہوتی، اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسے اپنی بیماری کا علم تو ہوتا ہے لیکن اس پر جب دوا کی تلخی بہت زیادہ ہوتی ہے تو پھر وہ اپنی تکلیف کے باقی رہنے کو دوا کی تلخی پر ترجیح دیتا ہے۔

اس کی ایک مثال اس طرح بھی ہے کہ ایک شخص بیمار ہے، اسے آپ اس کا پسندیدہ کھانا لا کر دو گے تو وہ نہیں کھائے گا، اور اگر کھا بھی لے گا تو وہ کہے گا کہ اس کھانے میں لذت نہیں ہے، جب کہ کھانے میں لذت ہے، بلکہ کھانا وہی ہے جو اسے بہت پسند تھا مگر اس وقت اس کا معدہ بیمار ہے ...اسی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

طرح عبادت میں سکون رکھا گیا ہے لیکن جس کو نہیں ملتا اسے سمجھ جانا چاہیے کہ اس کا دل بیمار ہے۔

دل کے بیماروں کی نشانیوں میں سے ایک تو یہ ہے کہ وہ نفع بخش غذا کو چھوڑ کر مضر اشیاء کی طرف مائل ہو جائے اور اسی طرح ہی وہ نفع بخش دوا کو ترک کر کے نقصان دہ چیزوں کے استعمال کی طرف مائل ہونے لگتا ہے، اور اس کے برعکس صحت مند دل نافع اور شفا بخش اور اچھی چیزوں کو نقصان دہ اور موذی چیزوں پر ترجیح دیتا ہے، لہٰذا مسلمانوں کے دلوں کے لیے سب سے نفع بخش غذا ایمان کی غذا ہے اور سب سے نافع اور مفید دواء قرآن کی دوا ہے۔ کیوں کہ اس میں مومنوں کے ہر مرض کی دواء موجود ہے۔

صحت مند دل کی علامات:

۱۔ صحت مند دل کی ایک علامت تو یہ ہے کہ وہ دنیا سے رختِ سفر باندھ کر دارِ آخرت میں نزول کرے اور وہ وہاں اس طرح قیام کرے جیسے وہاں کے لوگوں کا ایک فرد ہو، پھر وہاں سے مسافرت کے عالم میں دنیا کی طرف واپس آئے، اپنی ضرورت کے مطابق سامان لے کر پھر وہیں لوٹ جائے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''اے ابن عمر! ''دنیا میں ایک مسافر یا راستہ پار کرنے والے کی طرح زندگی گزارو۔''[1]

۲۔ صحت مند دل کی دوسری علامت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ انسان کو متنبہ اور ہوشیار کرتا رہتا ہے کہ اسے اپنے رب کی طرف انابت ورجوع نصیب ہو اور اس کے دل میں اللہ کی طرف جھکاؤ پیدا ہو اور اسے اپنے رب سے اس عاشقِ زار کی طرح تعلق پیدا ہو جائے جسے اپنے محبوب سے ایک والہانہ تعلق ہوتا ہے، اور وہ اللہ کی محبت پا کر دوسری تمام محبتوں سے اور اس کو یاد کر کے تمام دوسری یادوں سے اور اس کی خدمت کر کے تمام دوسری خدمتوں سے مستغنی اور بے نیاز ہو جائے۔

۳۔ صحت مند دل کی تیسری علامت یہ ہے کہ اس کا کوئی وظیفہ یا کوئی عبادت چھوٹ جائے تو اسے اس بات سے اتنا رنج وغم ہو کہ جتنا ایک مال ودولت کے حریص آدمی کو اس کے مال کے ضائع ہونے سے بھی نہ ہو۔

۴۔ صحت مند دل کی چوتھی علامت یہ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا اس قدر شوق اور

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث (..........)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رغبت ہو جس قدر ایک بھوکے آدمی کو کھانے اور پینے کی چیزوں میں ہوتی ہے۔

۵۔ صحت مند دل کی پانچویں علامت یہ ہے کہ وہ جب نماز میں داخل ہو تو اس سے اس کا سارا غم ورنج کافور ہو جائے اور اسے راحت وسکون ملنے لگے اور نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اپنے دل کا سامانِ سرور محسوس کرنے لگے۔

۶۔ صحت مند دل کی چھٹی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے اوقات کو ضائع کرنے میں اس قدر بخیل ہو جتنا ایک بخیل شخص کو اپنے مال پر بھی بخل نہ ہو۔

۷۔ صحت مند دل کی ساتویں علامت یہ کہ وہ اپنے رب کی یاد سے کبھی سست نہ پڑے اور نہ اس کی عبادت سے گھبرائے اور نہ اس کے علاوہ کسی غیر سے اسے انس ملے، ہاں سوائے اس شخص کے جو اس کو اس کے رب کی طرف نشاندہی کرے اور اس کی یاد دلائے۔ اس کی تمام فکریں کٹ کر ایک فکر میں سمٹ جائیں یعنی وہ صرف اللہ کی عبادت کے لیے خاص ہو جائیں۔

۸۔ آٹھویں علامت یہ بھی ہے کہ اسے اپنی خالص نیت کا خیال وپاس اس کے اپنے عمل سے کہیں زیادہ ہو اور اخلاص وسچائی اور لوگوں کی خیر خواہی کا خوگر ہو اور مداومتِ عمل، تزکیۂ نفس واحسان کا غایت درجہ خیال رکھتا ہو، اس کے باوجود ان باتوں کو اللہ تعالیٰ کا وہ فضل واحسان سمجھتا رہے اور اپنے آپ کو ہمیشہ خطا کار سمجھتا رہے۔

میری بہنو! یہ تھیں چند ایک صحت مند دل کی علامتیں جو میں نے آپ کے گوش گزار کی ہیں، اب دل کی بیماریوں کے اسباب تلاش کرتے ہیں:

دل کی بیماریوں کے اسباب:

اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ جو فتنے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں وہی اس کی بیماری کا سبب ہوتے ہیں جن میں سے:

۱۔ خواہشات۔

۲۔ شبہات خاص فتنے ہیں، خواہشات کے فتنے سے برے عزائم وارادے پیدا ہوتے ہیں اور شبہات کے فتنے سے علم اور عقیدے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"فتنے دل پر چٹائی کی ایک لکڑی کی طرح پیش ہوتے ہیں اور جو دل اسے قبول کرلیتا ہے اس دل پر ایک سیاہ نقطہ کی طرح چھپ جاتا ہے، اور جو دل اس سے انکار کر دیتا ہے اس پر سفید نقطہ چھپ جاتا ہے۔ اس طرح دل دو حصوں میں بٹ جاتے ہیں، ایک دل تو انتہائی کالے رنگ کے پیالے کی شکل اختیار کرلیتا ہے جس میں کسی بھی بھلی بات کو قبول کرنے کی صلاحیت باقی نہیں رہتی ہے اور نہ ہی وہ کسی بری بات کو برا سمجھتا ہے، بس وہ اس چیز کو قبول کرتا ہے جو اسے اس کا نفس عطا کرے، اور دوسرا سفید دل ہے جسے کبھی بھی کوئی فتنہ نقصان نہیں پہنچا سکتا، جب تک آسمان وزمین قائم ہیں۔"[1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دلوں کو دو حصوں میں تقسیم فرما دیا ہے، ایک وہ دل جب اس پر کوئی فتنہ طاری ہوتا ہے تو وہ اسے ایسے جذب کرلیتا ہے جیسے روئی پانی کو جذب کرلیتی ہے جس کی وجہ سے اس پر سیاہ داغ پڑ جاتا ہے، اس طرح جتنے فتنے دل پر طاری ہوتے ہیں وہ سب کو جذب کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا رنگ انتہائی کالے سیاہ رنگ میں ڈوبے ہوئے پیالے کی طرح ہو جاتا ہے تو پھر اس پر دو خطرات اور بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں جو اسے تباہ و برباد کر ڈالتی ہیں۔

پہلی بیماری یہ کہ نیکی کے کام اس کے لیے بہت بھیانک اور بوجھل ہوتے ہیں، اس طرح وہ نہ کسی نیکی کو نیکی سمجھتا ہے نہ کسی برائی کو برائی سمجھتا ہے، اور بسا اوقات یہ بیماری اس پر ایسی جم جاتی ہے کہ وہ بھلائی کو برائی سمجھنے لگتا ہے، اور برائی کو بھلائی اور سنت کو بدعت اور بدعت کو سنت، اور حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھتا ہے اور دوسری یہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کو اپنی خواہش کے فیصلے کے تابع کر دیتا ہے اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور پھر خواہش کا تابعدار بن جاتا ہے۔

چنانچہ برائیاں ہر طرف سے اس کے دل کو گھیر لیتی ہیں اور وہ گناہ پر گناہ کرتا رہتا ہے اور ان سے توبہ نہیں کرتا تو اس دل پر ظلمات اور تاریکیوں کی یکے بعد دیگرے تہہ جمع ہو جاتی ہے تو اس طریقہ سے اس کی حیرت وگھبراہٹ بڑھ جاتی ہے، اور اس کی شقاوت وبدبختی زور پکڑ لیتی ہے یہاں تک وہ ہلاکتوں اور تباہیوں کا شکار ہو جاتا ہے، اور اسے اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔ جب دل کی سیاہی وتاریکی قوی

[1] رواه مسلم، باب الإيمان (٢/ ١٧٠)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتی ہے تو مرتکبِ گناہ کے چہرے پر اس کا اثر نمایاں ہو جاتا ہے اور اس کا چہرا سیاہ ہو جاتا ہے جسے ہر فردِ بشر اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ گرامی ہے:

''گناہ سے دل میں تاریکی، چہرے پر سیاہی، جسم میں کمزوری اور مخلوق کے دلوں میں بغض ونفرت پیدا ہوتی ہے۔''

جب کہ اس کے برعکس سفید وروشن دل میں ایمان کی روشنی چمکتی رہتی ہے اور ایمان کا چراغ اس میں ہمیشہ روشن رہتا ہے، لہٰذا جب بھی کوئی فتنہ اس پر طاری ہوتا ہے تو وہ اسے برا لگتا ہے اور اسے دور کر دیتا ہے۔ اس طرح اس کا نور اس کی چمک کے ساتھ مسلسل بڑھتا رہتا ہے۔

مصادر و مآخذ

- تفسیر ابن کثیر
- تفسیر حافظ صلاح الدین یوسف
- صحیح بخاری
- صحیح مسلم
- تزکیۃ النفوس: تالیف: علامۃ ابن رجب حنبلی، علامۃ ابن قیم الجوزی ابو حامد الامام الغزالی رحمہ اللہ
- دلوں کی اصلاح تالیف: خالد بن عبداللہ بن محمد المصلح۔ ترجمہ: ابو فیصل سمیع اللہ
- کتاب علاج الامراض بالقرآن والسنہ: تالیف عبدالمجید بن عبدالعزیز الزاحم ترجمہ: محمد عالم بن نذیر احمد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دل کے لیے زہر آلود چیزیں
(2)

حمد وثناء باری تعالیٰ کے بعد:

سورہ بنی اسرائیل (آیت:۳۶) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾

’’جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ و کیوں کہ کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔‘‘

دل کے لیے چار مضر چیزیں:

اس سے پہلے ہمارا درس دل کے تعارف اور اس کی اقسام کے متعلق تھا۔ آج کا درس بھی دل کے حوالہ سے ہی ہے لیکن آج ہم بات کریں گے ان چیزوں کے بارے میں جو دل کے لیے زہر آلود ہیں:

اس سلسلے میں پہلی بات یہ ہے کہ ایک مسلمان کو معلوم ہونا چاہیے کہ تمام معاصی یعنی ہر قسم کے گناہ دل کے لیے زہر کی مانند اس کی ہلاکت وتباہی کے اسباب میں سے ہیں، گناہوں سے دل کی تمام بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور گناہ ہی دل کے مرض کو بڑھاتا ہے اور اسے غیر اللہ کی جانب پھیر دیتا ہے، جیسا کہ حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ نے بعض اشعار میں فرمایا ہے:

’’میں نے گناہوں کو دیکھا ہے کہ ان سے قلوب یعنی دل مردہ ہو جاتے ہیں اور ان کے ارتکاب سے آدمی لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل وخوار ہو جاتا ہے اور گناہوں کے چھوڑ دینے میں دلوں کی زندگی ہے اور ان کی نافرمانی میں تمھارے لیے بھلائی ہے۔‘‘

لہٰذا جو شخص اپنے دل کے لیے امن وسکون والی زندگی چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ اپنے دل کو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

گناہوں کے زہر آلود اثرات سے پاک اور دور رکھے اور اپنے دل کی مستقل نگرانی بھی کرتا رہے، اگر کسی سے خدانخواستہ اس قسم کے گناہ ہو گئے ہیں تو اسے چاہیے کہ توبہ و استغفار اور اچھائیوں پر عمل کر کے گناہوں کے زہر آلود اثرات کو دھونے اور مٹانے میں جلدی کرے۔

ا۔ زیادتی کلام (بسیار گوئی):

اب ہم ان چار چیزوں کے متعلق بات کریں گے جو کہ ایک مسلمان کے لیے زہر سے بھی زیادہ نقصان دہ ہیں اور وہ زہر آلود چیزیں کیا ہیں؟:

(1) زیادتی کلام، بسیار گوئی۔ (2) زیادتی نگاہ، بدنگاہی۔ (3) زیادتی اکل و شرب، بسیار خوری۔ (4) اور زیادتی اختلاط۔ (یعنی مکس میل جول رکھنا) یہ زہر بڑی سرعت کے ساتھ پھیلتا ہے اور دل کی زندگی میں بڑی تیزی سے اثر انداز ہوتا ہے۔ یعنی بہت زیادہ باتیں کرنا زہر کی مانند ہے کیوں کہ جو جتنی زیادہ گفتگو کرے گا اس کی اتنی ہی زیادہ لغزشیں بھی ہونگی جو کہ گناہ کے اسباب میں سے ہوتی ہیں لہٰذا اس سے نجات کے لیے حدیثِ رسول ﷺ ہے! جسے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: ''میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! نجات کس چیز میں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

> ''اپنی زبان کو قابو میں رکھو، (یعنی وہ بے جا نہ چلے) اور چاہیے کہ تمھارے گھر میں تمھاری گنجایش ہو (یعنی بلا ضرورت گھر سے باہر نہ رہیے) اور اپنے گناہوں پر اللہ کے حضور رویا کرو۔'' [1]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

> ''اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، سب سے زیادہ قید کرنے کی ضرورت میری زبان کو ہے۔''

نیز آپ فرماتے تھے:

> ''اے زبان! بھلی بات کہہ کر فائدہ حاصل کر اور برائی سے خاموش رہ کر شرمندگی اٹھانے سے پہلے محفوظ رہ۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

[1] صحیح البخاري (۳۰۸/ ۱۱) صحیح مسلم، رقم الحدیث (۱۱۷/ ۱۸) سنن الترمذي، کتاب الزھد (۸۷/ ۷)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''انسان کو قیامت کے دن اپنے اعضاء میں سے سب سے زیادہ غیض وغصہ اپنی زبان پر ہوگا، مگر جس نے اس سے کوئی اچھی بات کہی ہو یا کوئی اچھی بات لکھوائی ہو۔''

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''جو اپنی زبان کی حفاظت نہ کرسکا وہ اپنے دین کو محفوظ نہ کرسکا۔''

زبان کی سب سے معمولی آفتوں میں نقصان کے اعتبار سے غیر مفید کلام ہے اور اس آفت کی سنگینی کی وضاحت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''آدمی کی اسلامیت کے حسن وکمال میں اتنی بات ہی کافی ہے کہ جو بات اس کے لیے ضروری اور مفید نہ ہو اس کو چھوڑ دے۔''

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

''آدمی کسے لا یعنی و غیر ضروری امور میں مشغول رہنے کی بدولت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو ذلیل کر کے اس کا تعلق منقطع کر دیا جاتا ہے۔''

حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''جو غیر مفید کلام کرتا ہے وہ صدق وسچائی سے محروم ہو جاتا ہے۔''

زبان کی آفات اور نقصان کے متعلق جو باتیں میں نے آپ کے سامنے بیان کی ہیں یہ معمولی اور خفیف درجہ کی تھیں، ان کے علاوہ غیبت، چغلی، فحش کلامی، دورخی بات، باطل بحث ومباحثہ، گانے، جھوٹ، مبالغہ پر مبنی مدح وتعریف، مذاق، استہزاء، اور غلط بیانی وغیرہ تو زبان کی ایسی آفات وامراض ہیں جو انسان کے دل کو فاسد تو کرتی ہی ہیں مگر اس کی دنیا کے چین وسکون کو بھی ختم کر دیتی ہیں اور اس کی آخرت کی کامیابی کو ضائع کر دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

۲۔ بدنگاہی کے مفاسد:

ا۔ مسند احمد حلیۃ الاولیاء اور طبرانی وغیرہ میں ایک ضعیف روایت ہے، جس کا مفہوم یہ ہے:

''نظر ابلیس کے زہر آلود تیروں میں سے ایک تیر ہے۔''[1]

[1] السلسلة الضعيفة، رقم الحديث (١٠٦٥- ٥٩٧٠) ضعيف الترغيب، رقم الحديث (١١٩٦) مسند أحمد (٣٦/ ٦١١) و ضعفه الأرناؤوط.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا اپنی نظروں کو غلط استعمال کرنے سے روکنے کی کوشش کریں کیوں کہ بدنگاہی سے انسان کے اندر جمال پرستی اور عاشق مزاجی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور اس راستہ سے اس کے دل میں محبوب کی شکل وصورت بیٹھ جاتی ہے، اس کے بعد اس سے مختلف النوع خرابیاں اور مفاسد جنم لیتے ہیں۔

۲۔ بدنگاہی کی ایک خرابی یہ بھی ہے کہ نگاہ کے ساتھ ہی شیطان بھی داخل ہوتا ہے اور اپنے کام کو اس قدر جلد انجام دیتا ہے جس طرح کسی ویران اور خالی جگہ میں ایک تیز وتند آندھی اپنے اثرات کو چھوڑتی ہے، اور شیطان کا کام یہ ہے کہ اس دیکھی ہوئی صورت کو خوب آراستہ ومزین کر کے اس کے لیے پیش کرتا ہے اور اسے اس کے سامنے ایک خوبصورت بت بنا دیتا ہے تاکہ دن رات اس کا دل اسی کے گرد گھومتا اور چکر لگاتا رہے، اور پھر اسے شیطان شہوت کی آگ میں جلاتا اور گناہوں کی خشک لکڑیوں میں تپاتا رہتا ہے اور خام آرزوؤں وتمناؤں میں الجھائے رکھتا ہے، اور شیطان اس عظیم کام کو بغیر اس محبوب کی صورت کے انجام نہیں دے سکتا تھا۔ لہٰذا شہوت انسان کے دل کو فاسد اور ہلاک وبرباد کرنے کے عظیم ترین اسباب میں سے ہے۔

۳۔ بدنگاہی کی تیسری خرابی یہ ہے کہ اس کی وجہ سے آدمی کا دل ودماغ متفرق چیزوں میں بٹ جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ اپنے مصالح ومنافع کو بھول جاتا ہے اور یہی بدنگاہی اس کے درمیان حائل ہو کر اس کے معاملہ کو خراب کر دیتی ہے اور اس کو خواہشِ نفس اور غفلت کا مطیع اور پیروکار بنا دیتی ہے، جیسا کہ اللہ نے سورۃ الجاثیہ (آیت: ۲۳) میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴾

''کیا آپ نے اسے بھی دیکھا؟ جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا، اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر بھی پردہ ڈال دیا ہے، اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے؟ کیا اب بھی تم نصیحت نہیں پکڑتے۔''

اب آپ ذرا غور وفکر کریں! کہ کس طرح شہوت دل پر مہر لگنے کا سبب بن گئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہنو! یہ تینوں مفاسد بدنگاہی اور کثرتِ نظر کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اطباء و ماہرینِ قلوب کا کہنا ہے کہ آنکھ اور دل کے درمیان ایک راستہ ہوتا ہے، اگر آنکھ خراب اور فاسد ہو چکی ہے تو اس کا اثر دل پر بھی بالضرور پڑے گا۔ اگر دل گندگیوں اور نجاستوں کا مرکز بن گیا ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی معرفت و محبت اور اس کی طرف انابت اور اس سے انس اور اس کے قرب سے سرور و مسرت حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ اس دل میں ان کے خلاف چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ بدنگاہی اور نظر کی آزادی اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی صریحاً خلاف ورزی ہے، اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور (آیت: ۳۰) میں فرمایا ہے۔

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۚ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾

''مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے لیے بڑی پاکیزگی ہے جو کام یہ لوگ کرتے ہیں اللہ ان سے خبردار ہے۔''

یہی حکم عورتوں کو بھی ہے، جیسا کہ اگلی ہی آیت میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾

''اور (اے پیغمبر) مسلمان عورتوں سے کہہ دے اپنی نگاہ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہ تھامے رہیں)۔''

نظر کا پردہ:

اس آیت میں ان لوگوں کے لیے وعید ہے جو دوسروں کے گھروں میں داخل ہوتے وقت آداب کا خیال نہیں رکھتے۔ یعنی جب کسی کے گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت لینے کو ضروری قرار دیا تو اس کے ساتھ آنکھوں کو پست رکھنے کا حکم دے دیا تاکہ اجازت طلب کرنے والا بھی بالخصوص اپنی نگاہوں پر کنٹرول کرے یعنی ناجائز استعمال سے انھیں بچائیں کیوں کہ ان کی بے احتیاطی کی وجہ سے انسان اپنی شرمگاہوں کی حفاظت نہیں کر پاتا اور یہ حکم کہ جس طرح مردوں کے لیے عورتوں کو دیکھنا ممنوع ہے اسی طرح عورتوں کے لیے مردوں کو دیکھنا بھی مطلقاً ممنوع ہے۔

میری بہنو! میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ بری نظر شیطان کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو انسان کے دل میں اتر جاتا ہے، جسم اور چہرے کا پردہ کرنا تو بہت آسان ہے مگر نظر کا پردہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنا مشکل ہے۔ اور اگر ہم نظر کا پردہ نہ کریں گے تو ہماری نگاہ پاک نہیں رہتی ... جب نگاہ پاک نہیں رہتی تو سوچ بھی پاک نہیں رہتی، جب سوچ خراب ہو تو نیت خراب ہو جاتی ہے اور اعمال کا دار و مدار تو ہے ہی نیتوں پر آپ کو پتا ہے؟ انسان جو دیکھتا ہے سوچتا ہے، جو سنتا ہے وہ اس کے دل پر اثر رکھتا ہے۔ ہم کیا دیکھتے ہیں، کیا سنتے ہیں، کیا بات کرتے ہیں، کبھی سوچا ہے؟ کہ آپ خود تو پردہ میں ہوں مگر وہ نامحرم جو تمھاری نظر کو اچھا لگے، اسے پہلی نظر کے بعد اپنے نفس کی تسکین کے لیے کتنی بار دیکھتی ہیں کہ کس قدر خوبصورت ہے؟ اس طرح تنہائی کے عالم میں فیس بک کی دنیا میں آپ غیر مناسب تصوریں، یا کوئی ویڈیو دیکھتی ہیں تو کیا ایک دفع اس پر رکتی ہو؟ ایسے ہی کبھی فلم، یا کوئی گانا جس میں نامحرم تو خیر چھوڑو ہماری اپنی صنف کا بھی پردہ پورا نہیں ہوتا، بے خیالی میں ان کو دیکھ لیتی ہو؟ ؟ اور پھر نامحرم تو کیا بلکہ ہمارے اردگرد کے مرد اور ٹیلی ویژن پر آنے والے ایکٹرز، ماڈلز، جن کی غائبانہ محبت میں مسلمان لڑکیاں گرفتار ہوتی ہیں، انھیں غور سے دیکھتی ہیں، ان کی باڈی، ڈریسنگ اور لُکس کی تعریف کرنا یہ سب نظر کا پردہ ختم ہونے کے بعد ہی ہو پا تا ہے۔ آپ سوچیں، اپنا تجزیہ کریں کہ کیا ہماری نگاہیں پاک ہیں؟ سوال کا جواب آپ کے دل کو ضرور ملے گا۔ اگر جواب ہاں میں نہیں ملا تو سمجھ جاؤ کہ یہ نظر کی خیانت ہے جس سے ہماری عبادت کی لذت چھن رہی ہے اور دل کو سیاہ کر رہی ہے، کیوں کہ زنا صرف ایک ہی طرح کا نہیں ہوتا، اگر ہاتھ سے کچھ غلط چھوا تو وہ ہاتھ کا زنا، زبان سے فحش بات کہی تو زبان کا زنا ہے، آنکھوں سے کچھ حرام دیکھا تو وہ آنکھوں کا زنا ہے نظر کی بے پردگی دل میں ایسا سوراخ کر دیتی ہے کہ جس سے ہمارے دل کا نور بہتا جاتا ہے اور پھر جو لوگ نظر کا پردہ نہیں کرتے، ان کی نمازیں ان پر بھاری ہو جاتی ہیں، اگر وہ نماز پڑھ بھی لیں تو بے دلی سے پڑھتے ہیں، بلکہ نماز میں ان کا دل نہیں لگتا بوجھ سا رہتا ہے دل پر۔

بد نگاہی اور آزاد نظری سے دل میلا ہو جاتا ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنی نگاہ کو نیچے رکھتے ہیں ان کا دل نور سے منور ہو جاتا ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾ کے بعد ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ﴾ [النور: ۳۵] فرمایا ہے، یعنی ''اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے، اس کے نور کی مثال ایسی ہے گویا ایک طاق ہے جس میں چراغ ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب دل اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری اور اس کے امتثالِ امر سے روشن ہو جاتا ہے تو اس پر ہر جانب سے بھلائیوں کا سیلاب امنڈ پڑتا ہے اور اگر کسی نے اپنی نظروں کو آزاد چھوڑ دیا تو پھر نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ معاصی سے تاریک اور گندا ہوگیا ہے، اس پر ہر طرف سے مصائب وآفات کی یلغار ہوتی ہے۔ بدنگاہی سے ہی دل حق و باطل اور سنت وبدعت کے درمیان تمیز وفرق کرنے سے معطل ہو جاتا ہے یعنی اس کی قوتِ بصارت ختم ہو جاتی ہے۔ بعض سلف صالحین نے فرمایا ہے:

''جس نے اپنے ظاہر کو سنت کی اتّباع سے اور اپنے باطن کو دوامِ مراقبہ سے معمور کیا اور اپنی نگاہ کو محارم سے روکا اور اپنے نفس کو شکوک وشبہات سے دور رکھا اور حلال روزی کا استعمال کیا تو اس کی فراست کبھی خطا اور غلطی نہیں کرسکتی ہے۔''

میری بہنو! تاریخ گواہ ہے کہ دنیا میں جسے بھی حقیقی سعادت اور سچی مسرت حاصل ہوئی ہے اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے حکموں پر چل کر ہی حاصل ہوئی ہے اور آخرت میں بھی بندے کو اللہ عزوجل کے اوامر کو مان کر ہی نجات ملے گی۔ ان شاء اللہ

جب کبھی غلطی سے کچھ غلط دیکھ لو، اور تمھارا نفس تمھارے ایمان پر حاوی آجائے تو فوراً استغفار کرلیا کرو، اللہ کی طرف رجورع کرو، پھر تم دیکھنا نمازوں کا لطف، عبادت کی لذت اور دل کا سکون سب تمھیں عطا کر دیا جائے گا۔

۳۔ زیادہ کھانے (بسیارخوری) کے نقصانات:

اسی طرح ہی کھانے کے متعلق بھی کہا گیا ہے کہ کم کھانے سے آدمی کے دل میں رقّت ونرمی، سریع الفہمی اور منکسر مزاجی پیدا ہوتی ہے اور نفسانی خواہش اور غصہ میں کمی واقع ہوتی ہے۔ اور زیادہ کھانا اس کے برعکس عمل ہے۔ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

''انسان نے پیٹ سے زیادہ بدتر کوئی تھیلی نہیں بھری، جبکہ کافی ہیں ابن آدم کو چند لقمے کہ سیدھا رکھیں اس کی پیٹھ کو پھر اگر ضرورت ہو اس سے زیادہ کھانے کی تو ایک تہائی پیٹ کھانے کے لیے اور ایک تہائی پانی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس لینے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے خالی رکھے۔“[1]

شکم سیری بہت سی برائیاں اور خرابیاں پیدا کرنے کا باعث اور سبب ہوتی ہے اور اسی کے نتیجہ میں آدمی کے اندر معاصی کی طرف رغبت و خواہش پیدا ہوتی ہے اور عبادات وطاعات سے طبیعت بوجھل ہو جاتی ہے، یہی دو برائیاں ایسی ہیں جو آدمی کے برے اور خراب ہونے کے لیے کافی ہیں، اسی سے نہ جانے کتنی معصیت وجود میں آتی ہے اور کتنی عبادت کرنے سے رہ جاتی ہے۔ جو اپنے پیٹ کے شر و برائی سے نجات پا گیا، وہ ایک بڑے شر و برائی سے نجات پا گیا، درحقیقت شیطان کا داؤ اور حکم انسان پر اُسی وقت خوب تیز چلتا ہے جب اُس کا پیٹ کھانے سے بھرا ہوا ہوتا ہے، اسی لیے بعض آثار میں آیا ہے:

”روزے کے ذریعے اپنے اُوپر شیطان کے دوڑنے کی جگہ کو تنگ کردو۔“

بعض سلف صالحین نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں کچھ ایسے نوجوان تھے جو صرف اللہ کی عبادت وریاضت کیا کرتے تھے، جب ان کے لیے کھانا لگایا جاتا تو ایک شخص ان کے سامنے کھڑا ہو کر کہتا: ”تم لوگ زیادہ کھانا مت کھانا، ورنہ تم پانی زیادہ پیو گے، پھر تم زیادہ سوؤ گے، اور پھر بہت گھاٹا اٹھاؤ گے۔“

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحابِ کرام رضی اللہ عنہم اکثر بھوکے رہتے تھے، اگر چہ یہ بھوک کھانا میسر نہ ہونے کی بنا پر تھی، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کے لیے وہی حالت پسند اور اختیار فرمائے گا جو سب سے اعلیٰ اور افضل حالت ہوگی، اسی وجہ سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کھانے پر قدرت ہونے کے باوجود بھوک میں آپ ﷺ کی مشابہت اختیار کرتے تھے اور یہی معمول ان کے والد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بھی تھا، صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

’آلِ محمد ﷺ کو مدینہ منورہ آنے کے بعد تین دن متواتر جو کی روٹی پیٹ بھر کھانے کو نصیب نہیں ہوئی یہاں تک کہ آپ ﷺ انتقال فرما گئے۔“[2]

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ نے فرمایا:

”جسے اپنے پیٹ پر قابو حاصل ہو گیا اسے اپنے دین پر قابو حاصل ہو گیا، اور جس نے اپنی بھوک پر غلبہ پالیا اسے اخلاقِ عالی حاصل ہو گئے۔“

1۔ سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٣٨٠) سنن نسائی الکبریٰ (٦٧٦٩) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٣٣٤٩) مسند أحمد (١٧١٨٦) وحسنه الحافظ ابن حجر في تخريج المشكاة (٥/ ١٥)

2۔ صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٤٢٣، ٦٤٥٤) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٩٧٠)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۴۔لوگوں سے زیادہ میل جول:

چوتھی اور آخری چیز ہے لوگوں سے بے محابا میل جول رکھنا، لوگوں سے ملنا جلنا اچھا کام ہے بلکہ یہ صلہ رحمی ہے کہ ایک دوسرے کا خیال رکھا جائے۔ ہاں ایک بات ذہن میں ضرور رکھیں کہ اس دوران اللہ کے احکامات اور پردے کی پابندی اور غیر محرم کا خیال رکھیں کیوں کہ یہ ایک ایسی خطرناک بیماری ہے جس سے بہت سی برائیاں وجود میں آتی ہیں۔ اسی کثرتِ اختلاط سے نہ جانے کتنی نعمتیں خاک میں مل جاتی ہیں، نہ جانے کتنی دشمنیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور اس سے دلوں میں ایسے زبردست شگاف پڑ جاتے ہیں کہ جو کبھی دور نہیں ہوتے، دین اور دنیا کا نقصان الگ ہوتا ہے، لیکن لوگوں کے ساتھ اختلاط اور میل جول رکھنا ضروری بھی ہے، لہٰذا اس کا حل یہ ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ اختلاط رکھا جائے ان کی چار قسمیں کر لی جائیں۔ لیکن اگر ان میں باہم گڑمڈ کر دیا جائے اور ان کے درمیان فرق و امتیاز قائم نہ رکھا جاسکے تو پھر خرابی اور برائی کا پیدا ہونا ضروری ہے۔

پہلی قسم:

ان چار قسموں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے ساتھ میل جول رکھنا بالکل غذا کی مانند ہے کہ کوئی آدمی کبھی بھی رات اور دن میں ان سے مستغنی اور بے نیاز نہیں ہوسکتا ہے، جب ان سے ضرورت پوری ہو جائے تو ان کے ساتھ اختلاط کو ترک کر دے اور ضرورت پڑنے پر پھر دوبارہ اختیار کر لے، اور ہمیشہ ایسا ہی کرتا رہے۔

یہ علماء کی جماعت ہے جو اللہ کے امر و نہی، اس کے دشمنوں کے مکر و فریب سے واقف کار، امراضِ قلوب اور ان کی دواؤں کے جاننے والے اور اللہ، اس کی کتاب، اس کے رسول ﷺ اور اس کی مخلوق کے خیر خواہ ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کے ساتھ میل جول قائم رکھنے میں فائدے ہی فائدے ہیں، کوئی نقصان نہیں ہے۔

دوسری قسم:

ان کے ساتھ اختلاط رکھنا دوا کی مانند ہے، آدمی کو دوا کی ضرورت صرف بیماری کے وقت پڑتی ہے، اسی طرح اگر تم صحیح و سالم ہو تو ان کے ساتھ اختلاط کی کوئی ضرورت نہیں یہ قسم ایسی ہے کہ معاشی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصلحتوں، دنیوی مختلف معاملات اور مشورہ وغیرہ میں جن کی تمھیں ضرورت پڑتی رہتی ہے، ان سے مستغنی اور بے نیاز نہیں ہوسکتے۔ اور اگر اس سے آپ کا میل جول زیادہ ہی مضبوط ہو جائے تو وہ ایک خوفزدہ کرنے والی موت کی بیماری کی طرح ہے اور ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ وہ ایسی اچھی گفتگو نہیں کریں گے جو آپ کو فائدہ پہنچائے اور نہ ہی خاموش رہیں گے کہ آپ کو فائدہ پہنچے اور نہ اپنے نفس کو پہچانیں گے کہ وہ اس کو اس کی جگہ پر رکھیں، بلکہ جب وہ گفتگو کریں گے تو ان کے الفاظ لاٹھی کی طرح برسیں گے آپ کے دلوں پر، جب اس سے بات کرو تو بولے گا اور گمان کریگا کہ وہ مجلس کو معطر کر رہا ہے۔ اور جب خاموش ہوگا تو چکی کے اس عظیم نصف حصے سے زیادہ بوجھل ہوگا جس کا اٹھانا اور جاری ہونا دونوں ممکن نہیں ہیں۔

تیسری قسم:

تیسری قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ ان کے ساتھ میل جول رکھنا، ان کے فرقِ مراتب، ان کی قوت وضعف اور ان کی اقسام وانواع کے لحاظ سے وہ مرض وبیماری کی مانند ہیں، ان میں سے بعض کے ساتھ اختلاط اور میل جول رکھنا ایک خطرناک اور لا علاج قدیم بیماری کی مانند ہے، اور ان کی ذات سے آپ کو نہ تو دین کا فائدہ ہوسکتا ہے اور نہ دنیا کا، لیکن اس کے باوجود ان کو برداشت کرنا آپ کے لیے ضروری بھی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہر مخالف روح کے ساتھ اختلاط رکھنا ایک عارضی و وقتی اور ضروری چیز ہوتی ہے، اس لیے اگر اس قسم کے لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنے کا اتفاق ہو جائے تو چاہیے کہ خوش اخلاقی اور بہتر طریق سے ان کے ساتھ اختلاط رکھا جائے، یعنی ظاہری طور پر ان کے ساتھ معاملہ کیا جائے، لیکن دل کو ان سے دور رکھا جائے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس سے اس کے لیے نکلنے کا کوئی راستہ نکال دے، اور اس کے معاملہ میں کشادگی پیدا فرمائے۔ یہ غیر مسلم لوگ ہیں۔

چوتھی قسم:

چوتھی اور آخری قسم یہ ہے کہ ان کے ساتھ اختلاط پیدا کرنے اور میل جول قائم رکھنے میں ہلاکت وبربادی کے سوا کچھ نہیں بلکہ زہر تناول کرنے کے مانند ہے، اگر زہر کھانے والے کے پاس تریاق موجود ہے تو ٹھیک ورنہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے حال پر رحم فرمائے، مگر افسوس کہ یہی طبقہ لوگوں میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ ان کی کثرت کو زیادہ نہ کرے۔ آمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ بدعتی اور گمراہ لوگوں کا طبقہ ہے جو سنتِ رسول اللہ ﷺ سے ہٹ کر اس کے خلاف دعوت دیتے ہیں، سنت کو بدعت اور بدعت کو سنت کرنا ان کا کام ہوتا ہے، عقلمند اور دور اندیش لوگوں کے لیے مناسب نہیں کہ ان کے ساتھ میل جول اور اختلاط رکھیں۔

میری بہنو! یہ تھیں دل کے لیے چار زہر آلود چیزیں جو میں نے آپ کو بتانے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ پاک ذات ہمیں ہر قسم کے مضر لوگوں سے محفوظ رکھے اور ہمیں اپنی عافیت و رحمت سے ہم کنار رکھے۔ آمین

مصادر و مراجع

- تفسیر ابن کثیر
- تفسیر حافظ صلاح الدین یوسف
- صحیح بخاری
- صحیح مسلم
- تزکیۃ النفوس: تالیف: علامۃ ابن رجب حنبلی، علامۃ ابن قیم الجوزی ابو حامد الامام الغزالی رحمہ اللہ
- دلوں کی اصلاح تالیف: خالد بن عبداللہ بن محمد المصلح۔ ترجمہ: ابو فیصل سمیع اللہ
- کتاب علاج الامراض بالقرآن والسنہ: تالیف عبدالمجید بن عبدالعزیز الزاحم ترجمہ: محمد عالم بن نذیر احمد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلوں کی زندگی

(3)

حمد وثناء باری تعالیٰ کے بعد:

اس سے پہلے درس میں ہم نے ان چار چیزوں کا ذکر کیا تھا جو دل کی زندگی کے لیے زہر آلود ہوسکتی ہیں، اسی طرح امور واعمال میں دل کے لیے نفع بخش غذا بھی ہے، اور آج ہم آپ کے سامنے ان چیزوں کا ذکر کریں گے جن سے ایک مسلمان کا دل زندہ رہ سکتا ہے۔

اس سلسلے میں پہلی بات یہ ہے کہ جس طرح انسان کے جسم کی زندگی کو قائم رکھنے کے لیے کھانا پینا ضروری ہے، اس طرح مومن کے دل کو زندہ رکھنے کے لیے بھی ایک غذا کی ضرورت ہے، اور وہ غذا اللہ رب العزت کی عبادت ہے، کیوں کہ تمام معاصی مومن کے دل کے لیے زہر الوشی کی مانند ہیں جو بندے کے دل کو خراب اور برباد کر دیتے ہیں۔

اللہ کی عبادت سے بندے کے لیے کوئی چھٹکارا نہیں ہے، جس طرح انسان اپنے جسم کی زندگی کے لیے وقتاً فوقتاً نفع بخش غذا پابندی سے لیتا ہے، لیکن اگر اسے یہ معلوم ہو جائے کہ اس نے غلطی سے زہر کھا لیا ہے تو خراب مادے کو اپنے جسم سے باہر نکالنے میں جلدی کرتا ہے، اسی طرح ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ اس کے دل کی زندگی کے لیے اسے اہتمام وخیال کرنے کی ضرورت ہے، کیوں کہ اگر انسان کو جسم کی زندگی کے اہتمام سے دنیا میں ایک خوشگوار اور بیماریوں سے پاک صاف زندگی ملتی ہے، تو دل کی زندگی سنوارنے سے آپ کو دنیا میں بھی بہت عمدہ زندگی ملے گی اور آخرت میں بھی ایک لامحدود اور سعادت بخش زندگی نصیب ہوگی، اسی طرح ہی جسمانی موت سے انسان کا رشتہ دنیا سے کٹ جاتا ہے، اور اگر اس کے دل کی موت واقع ہو جائے تو اس کا رنج وغم ہمیشہ باقی رہ جاتا ہے۔

اس کے لیے ایک صالح آدمی کا قول ہے کہ: ''لوگوں پر انتہائی تعجب ہوتا ہے کہ وہ اپنے مرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والے کے جسم پر تو روتے ہیں لیکن جس کے دل کی موت ہو جاتی ہے اس پر نہیں روتے، حالانکہ دل کی موت زیادہ خطرناک ہے، اور دل ہی کی زندگی سے انسان کی زندگی میں بالیدگی اور اس کی روح میں تابندگی پیدا ہوتی ہے لہٰذا دل کی زندگی کے لیے ذکرِ الٰہی بہت ضروری چیز ہے، اللہ کے ذکر سے مراد عبادت مثلاً: نماز، روزہ، تلاوتِ قرآن، نوافل، استغفار، دعا و مناجات اور صلوٰۃ اللیل وغیرہ بھی ہے۔''

ذکرِ الٰہی دلوں کی خوراک ہے:

قرآن خود کہتا ہے:

﴿ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴾ [الرعد: ۲۸]

''بے شک اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلوں کو سکون حاصل ہوتا ہے۔''

خاص نماز سے دل کو بہت سکون ملتا ہے کیوں کہ نماز مسلمانوں کے لیے معراج ہے۔ جب دنیوی مفادات اور انسانی شہوات انسان کو پستی کی طرف دھکیلتے ہیں تو نماز انسانوں کو اللہ تعالیٰ سے ہم کلام کر کے بلندی کی انتہا پر پہنچا دیتی ہے۔ ذکر الٰہی کے بے شمار فضائل و فوائد، ثمرات و برکات ہیں:

ذکرِ الٰہی اہلِ ایمان کے دلوں کی خوراک ہے جس کے بغیر اہلِ ایمان اور تقویٰ والے بے قرار رہتے ہیں، ذکر کے متعلق امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ذکرِ الٰہی کی ضرورت دل کے لیے ایسے ہی ہے جیسے مچھلی کے لیے پانی، آپ جانتے ہیں کہ مچھلی کی حالت اس وقت کیا ہوتی ہے جب اسے پانی سے باہر نکال دیا جائے، امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الوابل الصیّب'' میں ذکر کے تقریباً اسی (۸۰) فوائد بیان فرمائے ہیں۔ ان میں سے کچھ فوائد آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں، مثلاً:

۱۔ ذکر دلوں اور روحوں کے لیے باعثِ قوت ہے، جب کہ بغیر ذکر الٰہی کے آدمی بغیر قوت و توانائی والے جسم کی مانند ہوتا ہے۔

۲۔ ذکرِ الٰہی سے شیطان دور بھاگتا ہے، اور ذکرِ الٰہی سے اس کی قوت و طاقت سلب ہو جاتی ہے، اور اس کی کمر ٹوٹ جاتی ہے۔

۳۔ ذکر سے اللہ عزوجل خوش ہوتا ہے۔

۴۔ ذکر الٰہی دلوں کے رنج و غم دور کر دیتا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

۵۔ ذکر ہی سے سچی خوشی ومسرت اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

۶۔ ذکرِ الٰہی سے دل اور چہرہ منور و روشن جاتے ہیں۔

۷۔ ذکر سے چہرے پر وقار، شیرینی اور تروتازگی آتی ہے۔

۸۔ ذکر ہی سے اللہ کی محبت، اس کا تقویٰ اور اس کی طرف انابت وتوجہ پیدا ہوتی ہے۔

۹۔ ذکر ایک ایسا عمل ہے جو بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کو جنم دیتا ہے۔ اللہ کے نگران ہونے کا یقین پیدا کرتا ہے۔ اس کی معرفت حاصل کرنے پر ابھارتا ہے۔ اس کی طرف رجوع کرنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کی رغبت دلاتا ہے۔ بندے اور پروردگار کے درمیان بیگانگی کا خاتمہ کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:

﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾ [البقرۃ: ۱۵۲] ''تم مجھے یاد کرو تو میں تمھیں یاد کروں گا۔''

اس سے بات واضح ہو جاتی ہے کہ جب بھی آپ اپنے رب کو یاد کرو گی، آپ کا رب بھی آپ کو یاد کرے گا، یوں آپ اپنے رب کا قرب حاصل کر لو گی۔

۱۰۔ اللہ رب العزت ذکر کرنے والوں کا تذکرہ اپنے فرشتوں کے سامنے کرتا ہے اور اپنے بندوں پر فخر کرتا ہے۔

۱۱۔ ذکر سے غفلت دور ہو جاتی ہے اور خطائیں مٹ جاتی ہیں۔

۱۲۔ اس ذکر کی وجہ سے انسان کو غیبت وچغلی اور فحش گوئی وغیرہ سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔

۱۳ ذکر انسان کو نفاق سے بچاتا ہے۔

۱۴۔ ذکرِ الٰہی دل کو غنی کرتا اور حاجت برآوری کرتا ہے۔

۱۵۔ ذکر کے یہ فوائد بھی ہیں کہ وہ جنت میں شجر کاری کا باعث ہے۔

۱۶۔ بندے کے دل میں عزم وارادہ کو جمع کرتا ہے۔

۱۷۔ دل پر یلغار کرنے والے دکھوں، غموں، پریشانیوں اور تکلیفوں کو زائل کرتا ہے۔

۱۸۔ شیطان کے لشکر جو بندے کے دل پر حملہ آور ہونے کے لیے جمع ہوتے ہیں، وہ انھیں بھگا دیتا ہے۔

۱۹۔ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو ہر وقت ذکرِ الٰہی میں رطب اللسان رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۰۔ مشکلات کو آسان کرتا ہے۔

۲۱۔ ذکرِ الٰہی سے وقت میں برکت ہوتی ہے۔

۲۲۔ راستوں میں، گھر میں، سفر میں، حضر میں اور مختلف مقامات پر ذکر کرنے سے بندہ قیامت کے دن اپنے حق میں گواہوں کی کثرت پیدا کر لیتا ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''ہر چیز کو جلا بخشنے والی کوئی نہ کوئی چیز ضرور موجود ہے اور دلوں کو جلا بخشنے والی چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔''

۲۳۔ ذکرِ الٰہی دلوں کی سختی دور کرنے کے لیے دواء ہے، جیسا کہ ایک شخص نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے عرض کیا: ابو سعید میں آپ سے اپنے دل کی سختی کی شکایت کرتا ہوں کہ میرا دل بہت سخت ہے تو انھوں نے فرمایا: ''تم اس دل کو ذکرِ الٰہی سے پگھلا دو کیوں کہ دلوں کی سختی و قساوت کو پگھلانے کے لیے ذکرِ الٰہی جیسی کوئی اور چیز نہیں ہے۔''

۲۴۔ اعمالِ صالحہ میں سے ذکرِ الٰہی میں جو لذت و حلاوت پائی جاتی ہے وہ کسی دوسرے کام میں نہیں ملتی۔ حضرت مکحول رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اللہ کا ذکر باعثِ شفا ہے، اور لوگوں کا ذکر باعث بیماری ہے۔''

صحیح بخاری میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس شخص کی مثال جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اور وہ جو اپنے رب کا ذکر نہیں کرتا ایسی ہی ہے جیسے زندہ اور مردہ کی مثال ہے۔''[1]

یہ حقیقت ہے کہ جب دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی ہو تو پھر وہ پتھر کے جیسا سخت اور تاریک ہو جاتا ہے، جیسا کہ سورۃ الزمر (آیت: ۲۲) والے اس فرمانِ الٰہی سے پتا چلتا ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللَّهِ﴾

''اور ہلاکت ہے ان کے لیے جن کے دل یادِ الٰہی سے (اثر نہیں لیتے بلکہ) سخت ہو گئے ہیں۔''

تمام اعمال سے مقصود صرف اللہ کے لیے دلوں کا تقویٰ اور پرہیز گاری ہے، اور وہ دلوں کا محبت و تعظیم کے ساتھ اللہ کے ماسوا کو چھوڑ کر تنہا اسی کی عبادت کرنا ہے، ایک شاعر کہتا ہے:

''اللہ کے نزدیک فضل و شرف کا معیار اعمال کی شکل و صورت نہیں ہے بلکہ فضل و شرف کی

[1] صحيح البخاري (۱۱/ ۳۵۸)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بنیاد ایمان کے حقائق ہیں۔ اعمال کی فضیلت وبرتری صاحبِ عمل کے دل میں قائم دلیل وبرہان کے تابع ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ عمل کرنے والے بظاہر ایک رتبہ میں دکھائی دیتے ہیں، لیکن فضیلت وبرتری اور وزن میں ان دونوں کے مابین زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔''

ان سب باتوں کے باوجود ذکر سب سے آسان عبادت ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ذکر پر اپنے فضل وبخشش کا جو وعدہ فرمایا ہے وہ کسی دیگر چیز پر نہیں فرمایا ہے۔ کیوں کہ ذکرِ الٰہی، شکر کی چوٹی ہے اور جس نے ذکر نہیں کیا اس نے اللہ کا شکر نہیں کیا۔

بہنو! آدمی کی زبان یا تو اللہ کا ذکر کرتی ہے یا پھر دروغ گوئی وغیبت میں مصروف رہتی ہے، اور جس پر اللہ کے ذکر کا دروازہ کھل گیا، حقیقتاً اس پر اللہ عزوجل کا دروازہ کھل گیا، لہٰذا اللہ کے یہاں وہ ہر چیز پائے گا جس کا وہ ارادہ کرے گا کیوں کہ جسے اللہ رب العزت کی محبت مل گئی اسے ہر چیز مل گئی۔

ذکر کی اقسام:

ذکر کی بہت ساری اقسام ہیں: کبھی ذکر اللہ کے اسماء وصفات اور اس کی مدح وتعریف کا ہوتا ہے جیسے: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهَ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ'' اور کبھی اللہ کے اسماء و صفات کے احکام کے بارے میں خبر دے کر کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اللہ عزوجل اپنے بندوں کی آوازوں کو سنتا ہے اور ان کی حرکتوں کو دیکھتا ہے، اور ذکر میں سے اس کے امر اور نہی کا ذکر ہے، جیسے آپ کسی سے کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کام کا حکم دیا ہے اور اس کے کرنے سے منع کیا ہے، مثلاً دن میں پانچ نمازوں کو وقت پر ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور ان کو بغیر عذر کے بے وقت پڑھنے سے منع کیا ہے، اور اگر کسی کو دکھ یا تکلیف کی حالت میں دیکھو تو اس کی حوصلہ افزائی کریں، اسے صبر کی تلقین کریں۔ اور یہ کہ حلال کیا ہے؟ اور حرم کیا ہے؟ یہ شرک ہے اور یہ کہ بدعت والے کون کون سے کام ہیں اور کن کاموں میں تیرے رب کی رضا ہے اور کس سے وہ ناراض ہوتا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح ہی اس کے ذکر میں سے اس کی نعمتوں اور اس کے احسان وفضل کو یاد کرنا بھی ہے، اور مختلف اذکار میں سے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' کے بعد سب سے افضل ذکر قرآن مجید کا پڑھنا ہے، کیوں کہ قرآن میں دل کی ساری بیماریوں کا مکمل علاج اور شفا کا سامان موجود ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورت یونس (آیت: ۵۷) میں فرمایا ہے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿ يَآيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ﴾

”اے لوگو! تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے نصیحت آئی ہے اوراس میں دلوں کے روگ کی شفا ہے۔“

امراض القلوب:

امراضِ قلوب میں سے دوایسی چیزیں ہیں جوتمام بیماریوں پر حاوی اورشامل ہیں:

۱۔ شبہات ۲۔شہوات

قرآنِ مجید میں ان دونوں بیماریوں کے لیےمکمل طور پر سامانِ شفا یعنی علاج موجود ہے، قرآنِ مجید میں ایسے زبردست دلائل اورقطعی براہین موجود ہیں جن سےحق اور باطل کے درمیان واضح فرق ہو جاتا ہے، اورحقائق پوری طرح اجاگر ہو جاتے ہیں، اورشکوک کی بیماریاں جوعلم،تصوّر اور ادارک کو فاسد کر دیتی ہیں،قرآنِ کریم ان کا قلع قمع کر دیتا ہے۔کیوں کہ قرآنِ کریم کو جوبھی غورفکر سے پڑھے گا تو اسے حق و باطل دن اور رات کی مانند واضح نظر آئے گا۔قرآن شہوتوں کی بیماری کے لیے باعثِ شفا ہے، یہ اس لیے ہے کہ اس میں دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی ترغیب کی زبردست حکمت اور دانائی کی باتیں موجود ہیں۔

قرآنِ کریم بندے کے لیے اللہ کےقرب کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، جیسا کہ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:”تم سے جہاں تک ہو سکے اللہ کا قرب تلاش کرو، اور یہ جان لو کہ تمھیں اللہ تعالیٰ کا قرب جتنا اس کےمحبوب کلام (قرآن) سے مل سکتا ہے، اس کے سوا دوسری کسی چیزوں سے ہرگزنہیں مل سکتا۔“ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:”جس نے قرآنِ مجید سے محبت رکھی، اس نے درحقیقت اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کی ہے۔“ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:”اگرتمھارے قلوب پاک اورصاف ہوتے تو یقیناً تمھیں تمھارے پروردگار کے کلام سے کبھی سیرابی نہ ہوتی۔“

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴾

[الرعد: ۲۸]

”جولوگ ایمان لائے، ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں، یادرکھو!

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اللہ ہی کی یاد سے دلوں کو سکون ملتا ہے۔‘‘

ایک مسلمان کے لیے سب سے زیادہ نفع اور فائدے کی چیز صرف اللہ کا ذکر ہے۔ اللہ کا ذکر ایمان والوں کے لیے راحت وسکون اور مشرکین کے دلوں میں اس سے انقباض پیدا ہوتا ہے۔ میری بہنو! یہ وہ اسباب ووسائل ہیں جنہیں نفسیاتی امراض کے علاج کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، یہ نفسیاتی قلق وبے چینی کا سب سے بڑا علاج ہے، اگر کوئی اس پر صدق و اخلاص کے ساتھ عمل کرے تو یہ شرعی نسخے ہیں، ان کے ذریعے اہلِ علم نے بہت سے نفسیاتی امراض کا علاج کیا ہے، جس سے بے شمار لوگوں کو فائدہ پہنچا ہے۔ یہاں ہم بہت ہی اختصار کے ساتھ آپ کی خدمت میں یہ شرعی نسخے پیش کرنا چاہتے ہیں:

1- علم وتوحید: جیسا کہ سورۃ الزمر (آیت: ۲۲) میں ارشاد الٰہی ہے:

﴿اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ﴾

’’جس شخص کا دل اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہو اور وہ اللہ کی نازل کردہ نورانی ہدایت پر گامزن ہو (وہ دوسرے لوگوں کی مثل نہیں ہوسکتا)۔‘‘

یعنی جس کو قبولِ حق اور خیر کا راستہ اپنانے کی توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے مل جائے، پس وہ اس شرحِ صدر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ روشنی پر ہو، کیا یہ اس جیسا ہوسکتا ہے جس کا دل اسلام کے لیے سخت اور اس کا سینہ تنگ ہو اور وہ گمراہی کی تاریکیوں میں بھٹک رہا ہو۔

وہ ان وعیدوں کو اور تخویف وتہدید کو سمجھتے ہیں جو نافرمانوں کے لیے اس میں ہے۔

جب اللہ کی رحمت اور اس کے لطف وکرم کی امید ان کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے تو ان کے اندر سوز وگداز پیدا ہوجاتا ہے اور وہ اللہ کے ذکر میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اس میں اولیاء اللہ کی صفت بیان کی گئی ہے کہ اللہ کے خوف سے ان کے دل کانپ اٹھتے، ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوجاتے ہیں اور ان کے دلوں کو اللہ کے ذکر سے اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

2- ایمان وعملِ صالح کی روشنی سے دل کو منور کرنا: جیسا کہ سورۃ النحل (آیت: ۹۷) میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''جو شخص نیک عمل کرے گا، مرد ہو یا عورت لیکن با ایمان ہو تو ہم اس کو (یقیناً نہایت) بہتر زندگی عطا فرمائیں گے، اور آخرت میں ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انھیں ضرور ضرور دیں گے۔''

﴿حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾ ''بہتر زندگی'' مراد دنیا کی زندگی ہے، اللہ تعالیٰ اسے اس کے بدلے میں پاکیزہ زندگی عطا فرما دیتا ہے، پاک زندگی میں حلال روزی، قناعت، سچی عزت، سکون واطمینان، دل کی تونگری، اللہ کی محبت اور لذت سبھی چیزیں شامل ہیں، یعنی ایمان اور عملِ صالح سے اخروی زندگی ہی نہیں بلکہ دنیوی زندگی بھی نہایت سکھ اور چین سے گزرے گی جو ایک کافر اور نافرمان کو دنیا بھر کی آسائشوں اور سہولتوں کے باوجود میسر نہیں آتی، بلکہ وہ مسلسل ایک گونہ قلق و اضطراب کا شکار ہی رہتا ہے۔ جیسا کہ سورت طٰہٰ (آیت:۱۲۴) میں فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى﴾

''جس نے میری یاد سے اعراض کیا، اس کی زندگی تنگی میں رہے گی، اور ہم اسے بروزِ قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے۔''

3- **توبہ و رجوع و انابت الی اللہ:** توبہ و استغفار کیے رکھیں اور اللہ کے ساتھ محبت کریں، کیوں کہ اللہ کی محبت ہر چیز پر فوقیت رکھتی ہے۔

4- اپنے قول وفعل سے مخلوق پر احسان کرنا۔

5- **شجاعت و بہادری:** یہ اس لیے کہ شجاعت کا کردار اہم پہلو اور وسعتِ قلبی کا سبب ہے۔

6- **اپنے خانہ دل کو مذموم صفات سے پاک کرنا:** مثلاً حسد، دھوکا دہی، کینہ وعداوت جیسی بیماریوں سے بچنے کی کوشش کرنا اور ہدایاتِ رسول ﷺ کی اتباع کرنا، جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے۔ یعنی ہر کام کو نبیِ کریم ﷺ کی بتائی ہوئی تعلیم کی مطابق کرنا، کسی قسم کا ردو بدل نہ کرنا ہر قسم کی بدعت اور شرک سے بچنے کی کوشش کرنا، اور قبولِ عمل کی دعا بھی کرتے رہیں۔

7- جو آپ سے کمتر ہے اسے کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔

8- **فضول کاموں سے اعراض کرنا:** مثلاً فضول نظر، فضول باتیں کرنا، فضول باتیں سننا، فضول کھانا پینا، فضول سونا اور ناجائز اختلاط ومیل جول سے بچنے کی کوشش کریں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

9- **دل کا تعلق اللہ سے جوڑیں:** اور اسی پر بھروسا رکھیں، غلط خیالات اور سوچوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں، ان کے سامنے سرنگوں نہ ہونا۔

10- اللہ تعالیٰ کی ظاہری و باطنی نعمتوں کا اعتراف کریں۔

11- اور خود کو کسی کام یا علمِ نافع میں مشغول رکھیں۔

12- **حسنِ اخلاق:** گھر والوں، قرابت داروں اور دوست و احباب کے ساتھ حسنِ سلوک اور اچھا معاملہ کریں۔ حسنِ سلوک کے حوالہ سے عورتوں کے لیے نبی ﷺ کا فرمان ہے:

''مومن مرد کو چاہیے کہ وہ مومنہ عورت سے بغض نہ رکھے، اگر اس کی کسی عادت کو تم ناپسند کرتے ہو تو اس کی کوئی دوسری خوبی تمھاری رضا مندی اور خوشی کا سبب ہو سکتی ہے۔''[1]

13- **اپنے دل کو مضبوط رکھیں:** ایسے خیالات سے پرہیز کریں جو غلط اور برے افکار کی پیداوار ہوں، جن سے دل متاثر ہوتا ہو۔

14- **صدمات اور پریشانیوں پر صبر:** ان چیزوں کو معمولی اور ہلکا سمجھنے کی کوشش کریں اور یہ صبر و حوصلہ سے ہی ممکن ہے۔ ان شاء اللہ۔

15- **ماضی کی تلخیاں:** جو تلخیاں گزر چکی ہوں انھیں بھلا دیا جائے۔

16- یہ کہ موجودہ اور حالیہ ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونے کی فکر کی جائے، مستقبل کی غیر ضروری فکر اور ماضی پر پچھتاوا نہ کریں، غم میں خود کو مبتلا نہ رکھا جائے کیوں کہ اسطرح وقت اور صلاحتیں ضائع ہو جائیں گی۔

17- **اپنی سوچ وفکر، اور ترجیحات کا معیار بلند کریں:** اور توجہ ان چیزوں پر دیں جو تمھارے دین و دنیا کے لیے فائدہ مند ہوں۔

18- **دعاؤں کا اہتمام:** اس کے ساتھ ہی دعاوں کا بھی اہتمام کیا جائے کیوں کہ دعا تمام کاموں کے لیے کارگر ہتھیار ہے، قرآن وحدیث کی بہت سی دعائیں ہیں، انھیں میں سے صبح و شام کے اذکار بھی ہیں، انھیں کو پڑھا کریں اور قرآنِ کریم کی تلاوت بھی کیا کریں۔

[1] صحیح مسلم (۲/ ۱۰۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورت یونس (آیت: ۵۷) میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾

''اے لوگو! تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے، اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لیے شفا ہے، اور راہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے۔''

قرآنِ کریم کی اس آیت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جو شخص قرآن کو دل کی توجہ سے پڑھے گا اور اس کے معانی و مطالب پر غور کرے گا، اس کے لیے قرآن نصیحت، اور دلوں کے لیے شفایابی ہے۔ وعظ و نصیحت کے اصل معنی ہیں: عواقب و نتائج کی یاد دہانی، چاہے ترغیب کے ذریعے ہو یا ترہیب سے اور وعظ کی مثال ایک ڈاکٹر کی طرح ہے جو مریض کو ان چیزوں سے روکتا ہے جو اس کے جسم و صحت کے لیے نقصان دہ ہوں اور ان کاموں کا کہتا ہے جو فائدہ مند ہوں۔

اسی طرح قرآن بھی ترغیب و ترہیب دونوں طریقوں سے وعظ و نصیحت کرتا ہے اور ان نتائج سے آگاہ کرتا ہے جن سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی صورت میں دو چار ہونا پڑے اور ان کاموں سے بھی روکتا ہے جن سے انسان کی اخروی زندگی برباد ہوسکتی ہے۔ یعنی وہ کام جن سے دلوں میں توحید و رسالت اور عقائدِ حق کے بارے میں جو شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں، ان کا ازالہ اور کفر و نفاق کی جو گندگی ہوتی ہے، اسے صاف کرتا ہے۔

اسی لیے یہ قرآن مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت کا ذریعہ ہے، ویسے تو یہ قرآن سارے جہاں والوں کے لیے ہی ہدایت و رحمت کا ذریعہ ہے لیکن اس سے فیض یاب صرف اہلِ ایمان ہی ہوتے ہیں، اسی لیے یہاں انھی کے لیے ہدایت و رحمت قرار دیا گیا ہے۔ اگر کسی کے دل کو تکلیف ہے تو اسے اپنے دل کا علاج دواؤں کے ذریعے کرنا چاہیے، جس طرح جسم کا علاج مذکورہ سابقہ دعاؤں سے کرتے ہو تو نتیجتاً دونوں جہان دنیا اور آخرت میں مکمل عافیت سے رہو گے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ کچھ اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں جن کے دل ایمان سے لبریز اور اعضاء اطاعتِ الٰہی میں مشغول اور وہ حسنِ خلق میں بے مثال ہیں اور یہ ہمیشہ بلکہ سب سے زیادہ خوش رہتے ہیں، کیوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ ان کے دلوں میں اطمینان کی کیفیت چھائی رہتی ہے۔جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴾ [الرعد:۲۸]

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب صبح وشام بندے کی توجہ صرف اللہ وحدہ لا شریک کی طرف ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی تمام ذمہ داریوں کو اور حاجات وضرورتوں کو پورا کرتا ہے اور اپنی محبت سے اس کے دل کے نہاں خانہ کو آباد کرتا ہے اور اس کی زبان کو اپنے ذکر سے تازہ اور اعضاء کو اپنی خدمت اور اطاعت پر مامور و گامزن کر دیتا ہے۔ اور جب کوئی شخص شب و روز دنیا کی فکر میں لگ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا کے غم و پریشانیوں، اور ذہنی تناؤ میں مبتلا کر دیتا ہے، اور اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔ اور اس کا دل اپنی بجائے مخلوق کی محبت میں لگا دیتا ہے، اور ان کی زبان اللہ کے ذکر کی بجائے لوگوں کے ذکر سے تر رہتی ہے اور اعضاء اللہ کی فرمانبرداری کی بجائے لوگوں کے اعمال و اشغال اور خدمت میں لگے رہتے ہیں۔ ان کی مثال جانوروں کی طرح ہے جو دوسروں کی خدمت میں لگے رہتے ہیں، ایسے لوگوں کے متعلق سورۃ الزخرف (آیت: ۳۶) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴾

”جو کوئی میری یاد سے آنکھیں بند کر لے، ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں، اور وہ اس کا ساتھی ہو جاتا ہے۔“

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ اپنے دل کو تین مقامات پر تلاش کرو:

۱۔ جب آپ قرآنِ کریم کی تلاوت سنتے ہیں۔

۲۔ دوسرا مقام جب آپ دینی مجالس میں ہوں، جہاں پر اللہ اور رسول ﷺ کا ذکر ہو رہا ہو۔

۳۔ تیسرا جب آپ تنہائی کے اوقات میں ہوں۔ اور اگر ان جگہوں پر آپ کو اپنا دل نہ ملے تو پھر اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے دل مانگو، کیوں کہ آپ کا سینہ دل سے خالی ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”دلوں کی جملہ بیماریوں اور روگوں کا نچوڑ دراصل شبہات اور شہوات کی بیماریاں ہیں، اور قرآنِ کریم میں دونوں قسم کی بیماریوں کے لیے مکمل طور پر سامانِ شفا اور علاج موجود ہے، اس میں ایسی روشن دلیلیں اور قطعی براہین موجود ہیں جن سے حق اور باطل کے درمیان فرق واضح ہو جاتا ہے جن سے شبہات کے تمام روگ اور مرض ختم ہو جاتے ہیں، اور رہی بات

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

شہوات وخواہشاتِ نفس کے روگ اور مرض کے لیے شفا وعلاج کامل ہونے کی، تو وہ اس طرح کہ اس میں حکمت اور دانائی کی باتیں موجود ہیں یعنی دل نصیحت پذیر ہے اور اس میں دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی ترغیب کی چیزیں بدرجہ اتم موجود ہیں۔''

ہر وہ شخص جو اپنے دل کی اصلاح کی رغبت رکھتا ہے، اس کے لیے اس بات کی آگاہی حاصل کرنا نہایت اہم ہے کہ قرآنِ کریم سے شفا حاصل کرنا صرف اس کی تلاوت سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآن میں تفکر کرے اور جو قرآنی خبریں ہیں ان سے نصیحت اور عبرت حاصل کرے اور ساتھ ہی ساتھ اس کے احکام کی مکمل پابندی وتابعداری کرے۔

میری بہنو! امام ابن جریر رحمہ اللہ نے قرآنِ کریم کی سورۃ الانفال (آیت: ۲۴) کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور جب چاہتا ہے ان کے دلوں کے درمیان حائل ہو جاتا ہے حتیٰ کہ انسان اس کی معصیت کے بغیر کسی چیز کو نہیں پا سکتا اور اس مفہوم کی تائید نبی ﷺ کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں نبی نے فرمایا ہے کہ:

''بنی آدم کے دل، ایک دل کی طرح رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں، اور انھیں جس طرح وہ چاہتا ہے پھیرتا رہتا ہے۔''

پھر آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی:

((اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ)) [1]

''اے دلوں کے پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔''

بعض روایات میں ہے: ((يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ)) [2]

''اے دلوں کے پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔''

اے عرشِ عظیم کے رب! ام عدنان آپ سے سوال کرتی ہے کہ مجھے اور تمام اہلِ ایمان کو ان لوگوں میں شمار کر لے جو قیامت والے دن تیرے پاس قلبِ سلیم لے کر حاضر ہوں گے۔

﴿ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ إِلَّا مَنْ أَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴾ [الشعراء: ۸۸۔ ۸۹]

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٦٥٦)

[2] جامع الترمذي، رقم الحديث (٢١٦٠)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی۔ لیکن فائدہ والا وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بے عیب دل لے کر آئے گا۔''

اے اللہ! قرآن کریم کو ہمارے دلوں کی بہار بنادے، ہمارے سینوں کو شفا دینے والا اور ہمارے حزن وملال اور رنج وغم کو ختم کر دینے والا بنا دے۔ آمین

میری بہنو! ہر قسم کی پریشانی اور غم کے لیے صبح وشام یہ دعا پڑھا کریں:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَ الْكَسَلِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَ الْبُخْلِ وَ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَ قَهْرِ الرِّجَالِ))[1]

''اے اللہ! میں فکر اور غم سے، اور عاجزی وسستی سے اور بخل و بزدلی سے اور قرض چڑھ جانے سے اور مردوں یعنی (لوگوں) کے غلبے سے تیری پناہ چاہتا چاہتی ہوں۔''

((اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَأَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ))[2]

''اے اللہ: میں تیری رحمت کی امید وار ہوں، مجھے تو ایک لمحہ بھر بھی میری ذات کے سپرد نہ کر اور تو میرے تمام معاملات کی اصلاح فرما، تیرے سوا کوئی بھی مستحقِ عبادت ومعبودِ برحق نہیں۔''

اے اللہ! ہمیں دینِ اسلام پر استقامت اور ثابت قدمی عطا فرما اور ہمارے نفسوں کو تقویٰ کی دولت سے نواز اور انھیں پاک وصاف کردے، یا رب اللہ العالمین! ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے! اے میرے رب! ساری تعریفیں صرف تیری ذات کے لیے ہیں اور بے شمار صلاۃ وسلام نازل ہوں بشیر ونذیر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل واصحاب رضی اللہ عنہم پر۔ آمین

---

[1] أخرجه أبو داود (٢/ ١٩٥) الترمذي (٥/ ٥٢٠)

[2] سنن أبي داود (٤/ ٣٣٤) مسند أحمد (٥/ ٤٢)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصادر ومراجع

❁ تفسیر ابن کثیر

❁ تفسیر حافظ صلاح الدین یوسف

❁ صحیح بخاری

❁ صحیح مسلم

❁ تزکیۃ النفوس: تالیف: علامۃ ابن رجب حنبلی، علامۃ ابن قیم الجوزی
ابو حامد الامام الغزالی رحمہ اللہ

❁ دلوں کی اصلاح تالیف: خالد بن عبداللہ بن محمد المصلح۔ ترجمہ: ابو فیصل سمیع اللہ

❁ کتاب علاج الامراض بالقرآن والسنہ: تالیف عبدالمجید بن عبدالعزیز الزاحم
ترجمہ: محمد عالم بن نذیر احمد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈیپریشن وٹینشن کا علاج

(4)

حمد وثناء اور مسنون خطبہ کے بعد:

ڈیپریشن وٹینشن دورِ حاضر کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ہر گھر کے ہر فرد کی سب سے بڑی بیماری ذہنی پریشانی، بےقراری، اضطراب وٹینشن ہے مگر اس سے بچنے کے لیے کیا کیا جائے؟ بعض لوگ اس کا علاج موسیقی اور گانے بجانے میں تلاش کرتے ہیں، بعض شراب میں اس کا علاج تلاش کرتے ہیں جبکہ یہ سب حرام ہیں اور اللہ کے حرام کردہ کام یا حرام چیزوں سے علاج نہیں ہوتے اور نہ ہی اس سے دل کو سکون ملتا ہے اور نہ ہی اس کا علاج دنیا کے کسی ڈاکٹر کے پاس ہے بلکہ یہ تو وہ نعمت ہے جو صرف آسمانوں سے نازل ہوتی ہے، اس کی دلیل اللہ کے قرآن میں موجود ہے۔ سورۃ الرعد (آیت: ۲۸) میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴾

[الرعد: ۲۸]

''جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں، یاد رکھو! اللہ ہی کی یاد سے دلوں کو سکون ملتا ہے۔''

جب تک اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہمارا ایمان مضبوط نہ ہوگا تب تک نہ ہمیں اطمینان حاصل ہوگا اور نہ ہمارے دلوں کو سکون ملے گا۔ اور اگر یہ بات دل ودماغ میں راسخ نہ ہوئی تو ڈیپریشن وٹینشن سے جان نہیں چھوٹے گی لہٰذا توکّل علی اللہ اپنائیں۔ کس طرح اور کیسے؟؟ ہاں ایک نسخہ ہے، وہ یہ کہ:

۱۔ اللہ کی ذات پر مکمل توکّل کو اپنا شعار بنالیں۔

۲۔ ہر معاملے میں اس پر بھروسا کیا جائے۔

میری عزیز بہنو! ذرا آپ اپنے بڑوں کے اس منظر کو یاد کیجیے، جب شعب ابی طالب کی بستی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

والوں نے خاندانِ نبوت ﷺ اور ان کے ساتھیوں کا بائیکاٹ کر دیا تھا، بچے بھوک سے بلکتے تھے اور ماؤں کی مامتا تڑپتی تھی، جو ان درختوں کے پتے اور جانوروں کا چمڑا کھانے پر مجبور تھے۔ مگر ان کا اپنے رب پر توکّل تھا۔ ایسی حالت میں اللہ رب العزت نے ان کی صداقت کے پروانے آسمان سے نازل فرما دیے اور انھیں رہائی مل گئی۔ کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ ان حالات میں کوئی بچہ، بڑا، بوڑھا، جوان تھا جو ٹینشن یا ڈیپریشن کا شکار ہوا ہو؟ ہرگز نہیں۔

مصائب و مشکلات درحقیقت امتحان اور کامیابی کا زینہ ہیں اور قانونِ الٰہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سنگین بحرانوں میں اچھے برے کا امتیاز سب کے سامنے رکھ دیتا ہے۔ آپ ذرا ماضی بعید میں جائیں اور دیکھیں کہ اسلام کے لیے ہمارے بڑوں نے بہت تکلیف اٹھائی لیکن دین میں ذرہ برابر کمی نہیں آئی، جیسا کہ آپ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا واقعہ جانتے ہیں کہ انھوں نے کیسی کیسی مشکلات جھیلیں، مکہ کی تپتی دھوپ میں گرم ریت پر انھیں لٹایا جاتا، پھر بھاری پتھر سینے پر رکھ دیے جاتے، طرح طرح کی اذیتیں دی جاتیں مگر ان کے ایمان میں ذرا بھی کمی نہ آئی اور جس کلمہ کی بنا پر انھیں تکالیف دی جاتی تھیں وہی کلمہ انھوں نے فتح مکہ کے موقع پر کعبہ کی چھت پر چڑھ کر بلند آواز سے کہا اور ان کے یہ کلمات مشرکوں کا سینہ چیر گئے، پھر انہی لوگوں کو جنگِ بدر میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھوں داستانِ ماضی بنا دیا، اللہ رب العزت نے اتنا مقام عطا فرمایا کہ ان کی آواز میں آذان سننے کے لیے مسلمان بے تاب رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ایک اور اعزاز بخشا، وہ یہ کہ معراج کی رات حضرت بلال رضی اللہ عنہ زمین پر چل رہے تھے، اور ان کے قدموں کی آہٹ رسول اللہ ﷺ نے جنت میں سنی اور انھیں دنیا میں ہی جنت کی خوش خبری سنا دی۔[1]

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اتنا مقام کیوں ملا؟ اس لیے کہ انھیں اپنے رب کی ذات پر یقین تھا نبی ﷺ کے ساتھ اپنی جان سے بڑھ کر پیار تھا، ان کی بتائی ہوئی باتوں کو ایمان کے ساتھ قبول کر لیا تھا، ان کے ساتھ سچی محبت کرتے تھے۔ دینِ اسلام کے لیے انھوں نے بہت قربانیاں دیں، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر دکھ برداشت کیا مگر ٹینشن کو قریب نہیں آنے دیا، اسی لیے تو کامیابی ان کا مقدّر بن گئی، اور رب کی رضا حاصل ہوئی، اور رہتی دنیا تک رضی اللہ عنہم میں سے ہوگئے۔ ہم تو وہ امت ہیں جو

---

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث (..........)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈیپریشن سے واقف ہی نہ تھی! یہ تو اللہ سے بے بہرہ لوگوں کا مقدر رہوا کرتی تھی۔ یہ ہمارے گلے کی زنجیر کیوں اور کس لیے بنی؟ یقیناً اللہ کی ذات پر کامل ایمان ویقین اور توکّل کی کمی ہے، ہم کیسے اس عظیم جذبے سے اپنے دلوں کو معطر کر کے اللہ کریم کے ہاں سرخرو ہوں گے؟ ایک بات یاد رکھیے گا! جب لبوں پر یہ لفظ آتا ہے۔ ﴿اٰمَنَّا﴾ ''ہم ایمان لائے۔'' تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم نے بھروسا کیا اللہ تعالیٰ کی ذات پر، اللہ کی باتوں پر، اللہ کی محبت پر، اللہ کی وفا پر اس کے بھیجے ہوئے انبیاء و رسولوں اور ان پر نازل کی گئی کتابوں پر۔

اور پھر یہ کہ ان کتابوں کے ذریعے ہمیں زندگی گزارنے کا جو ضابطہ بتایا گیا ہے ہم اسی طریقے کے مطابق اللہ کی بندگی اور اطاعت کریں۔ کیوں کہ ان پر عمل کرنے میں ہماری سعادت مندی ہے اور یہ کہ ہمارا رب ہم سے بہت پیار کرتا ہے، اس پیار کی واضح دلیل نبی ﷺ کے اس فرمان سے ملتی ہے، جسے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ رسول ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے، ان قیدیوں میں سے ایک عورت کسی کو تلاش کر رہی تھی، اچانک قیدیوں میں سے اس کو ایک بچہ مل گیا، اس نے بچے کو اٹھا کر پیٹ سے چمٹا لیا اور اس کو دودھ پلانے لگی، نبی ﷺ یہ منظر دیکھ رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے مجھے فرمایا:

> ''کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال دے گی۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے کہا: اللہ کی قسم! اگر اس کے بس میں ہو تو اس کو ہرگز آگ میں نہیں پھینکے گی، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے جتنا اس عورت کو اپنے بچے پر ہے۔''[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''اگر مومن کو یہ علم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سزا کیا ہے تو کوئی شخص اس کی جنت کی امید ہی نہ رکھے، اور اگر کافر کو یہ پتا چل جائے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس رحمت کس قدر ہے تو کوئی ایک بھی اس کی جنت سے مایوس نہ ہو۔''[2]

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (٦٩٧٨/ ٢٢_ ٢٧٥٤)

[2] صحیح مسلم، رقم الحدیث (٦٩٧٩)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں سے پیار کرنے کی ایک اور دلیل سورۃ البقرہ کی وہ آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾

''اللہ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔''

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ﴾ میں اللہ کی رحمت وشفقت اور اس کے فضل وکرم کا تذکرہ ہے کہ اس نے انسانوں کو کسی ایسی بات کا مکلّف نہیں کیا جو ان کی طاقت سے بالا ہو۔ سورۃ البقرہ کی آخری دونوں آیات کی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتیں رات کو پڑھ لیتا ہے تو یہ اس کو کافی ہو جاتی ہیں۔''[1]

یعنی اس عمل کی بدولت اللہ تعالیٰ اس کے پڑھنے والے کی حفاظت فرماتا ہے۔ اور بعض کے نزدیک اس کا مطلب رات کے قیام سے کافی ہو جاتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے: نبی ﷺ کو معراج کی رات جو تین چیزیں ملیں، ان میں سے ایک سورۃ البقرہ کی یہ آخری دو آیات بھی ہیں۔[2]

اس پر عمل کرنا ہماری استطاعت سے باہر نہیں۔ ہم بات ٹینشن کے حوالہ سے کر رہے تھے کہ اس سے جان کیسے چھوٹے؟ اس کے لیے ایک کیمیائی نسخہ ہے جو میرے اور آپ کے محبوب نبی حضرت محمد ﷺ کا دیا ہوا ہے، نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ جو بندۂ مومن صبح وشام سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات (اور تین تین دفعہ قرآن کریم کی آخری تین سورتیں) پڑھ لیتا ہے وہ ہر چیز سے تمھیں کافی ہو جائیں گی۔[3]

یعنی دنیا کے ہر معاملہ بلکہ ہر قسم کی ٹینشن کے لیے کافی ہیں۔

اگر آپ مسلمان ہیں تو اپنے اللہ سے اعلیٰ حسنِ ظن رکھا کریں، اُس عربی کی طرح جسے ڈاکٹروں نے کہا تھا کہ بابا جی اب آپ کی زندگی ختم ہونے والی ہے یعنی اب آپ جلدی ہی اس دنیا سے چلے جاؤ گے۔ بابا جی نے کہا تو پھر کہاں جاؤں گا؟ جواب میں اسے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس، اس کے جواب میں پتا ہے اس نے کیا کہا؟ بابا جی کہتے ہیں کہ آج تک میں نے جو بھی خیر پائی

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٠٠٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٥٥/ ٨٠٧)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٧٩ / ١٧٣)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (٨٠٨) سنن أبي داود، رقم الحديث (١٣٩٧) سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٨٨١) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (١١٣٥)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اللہ کے ہاں سے پائی ہے تو پھر اس کی ملاقات سے ڈرنا کیا۔ دیکھیے کس قدر اعلیٰ حسنِ ظن ہے اسے اپنے رب سے، لہٰذا آپ بھی اللہ کی ذات پر توکّل اور یقین کریں کہ ہمارا رب ہمارے ساتھ ہے، ہر معاملہ میں ہماری وکالت کرے گا۔ ان شاء اللہ۔ وہ ہمارا دوست ہے، اور وہ ہمارے لیے کافی ہے۔ جو بھی ٹینشن ڈیپریشن ہے وہ اپنی رحمتِ خاص سے دور کرے گا۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اس عمل کی پابندی کریں۔ اپنی طاقت کے مطابق، اور اپنے معاملات کو اپنے رب پر چھوڑ دیں کہ وہ ہمیں کافی ہے۔ ایک مسلمان کے لیے سب سے زیادہ نفع اور فائدے کی چیز صرف اللہ کا ذکر ہے۔ اللہ کا ذکر ایمان والوں کے لیے راحت وسکون اور مشرکین کے دلوں میں اس سے انقباض پیدا ہو جاتا ہے۔

میری بہنو! یہ وہ اسباب ووسائل ہیں جنہیں نفسیاتی امراض کے علاج کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، یہ نفسیاتی قلق وبے چینی کا سب سے بڑا علاج ہے، اگر کوئی اس پر صدق واخلاص کے ساتھ عمل کرے تو یہ شرعی نسخے ہیں جس سے بے شمار لوگوں کو فائدہ پہنچا ہے۔ سورۃ النحل (آیت: ۹۷) میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

"جو شخص نیک عمل کرے گا، مرد ہو یا عورت لیکن با ایمان ہو تو ہم اس کو (یقیناً نہایت) بہتر زندگی عطا فرمائیں گے اور آخرت میں ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انھیں ضرور ضرور دیں گے۔"

﴿حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾ بہتر زندگی سے مراد دنیا کی زندگی ہے، اللہ تعالیٰ اسے اس کے بدلے میں پاکیزہ زندگی عطا فرما دیتا ہے، پاک زندگی میں حلال روزی، قناعت، سچی عزت، سکون واطمینان، دل کی تونگری، اللہ کی محبت اور لذت سبھی چیزیں شامل ہیں، یعنی ایمان اور عملِ صالح سے اخروی زندگی ہی نہیں بلکہ دنیوی زندگی بھی نہایت سکھ اور چین سے گزرے گی جو ایک کافر اور نافرمان کو دنیا بھر کی آسائشوں اور سہولتوں کے باوجود میسر نہیں آتی، بلکہ وہ ایک گونہ قلق واضطراب کا شکار رہتا ہے۔ جیسا کہ سورت طٰہٰ (آیت: ۱۲۴) میں فرمایا:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”جس نے میری یاد سے اعراض کیا، اس کی زندگی تنگی میں رہے گی، اور ہم اسے بروزِ قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے۔“

یہاں میں اللہ کی ذات پر ایمان اور یقین کے حوالہ سے ایک بات کہنا چاہتی ہوں کہ جو لوگ ٹینشن مصیبت پریشانیوں کو دور کرنے کے لیے تعویذ گلوں، آستینوں اور ہاتھوں پر دھاگا باندھے ہوئے ہیں ان کے متعلق اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

”جو شخص کسی نجومی، کاہن کے پاس گیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا، تو چالیس دن تک اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی۔“ [1]

ایک حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

”جو شخص کسی نجومی یا قیافہ شناس کے پاس گیا، پھر اس کی باتوں کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل کیے گئے دین سے کفر کیا۔“ [2]

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

”جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔“ [3]

آپ کو اس بات پر یقین کرنا ہے کہ یہ تعویذ توکّل کے راستے میں رکاوٹ ہیں۔ کیوں کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین رکھتے ہیں تو پھر تعویذ کس لیے؟ انھیں کاٹ کر پھینک دیجیے کیوں کہ ایمان رکھنا ہے تو نبی ﷺ کی بتائی ہوئی ہر بات پر ہو۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس دس آمیوں کا ایک وفد آیا، آپ ﷺ نے ان میں سے نو افراد سے بیعت لی اور ایک کو چھوڑ دیا، انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے نو لوگوں سے بیعت لی اور ایک کو چھوڑ دیا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس لیے کہ اس نے گلے میں تعویذ لٹکا رکھا ہے۔ اس شخص نے فوراً تعویذ کاٹ کر پھینک دیا، پھر آپ ﷺ نے اس سے بیعت لی۔ [4]

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٣٠)

[2] مسند أحمد (٢/ ٤٢٩)

[3] تخريج المسند للأرناؤوط، رقم الحديث (١٧٤٢٢) صحيح ابن حبان، رقم الحديث (٦٠٨٦) السلسلة الصحيحة (١/ ٨٨٩)

[4] مسند أحمد، رقم الحديث (٥٦/ ٤) و الصحيحة للألباني، رقم الحديث (٤٩٢)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے دینِ اسلام کی خاطر بہت کچھ برداشت کیا گھر بار، مال اولاد حتیٰ کہ ملک شہر چھوڑنے پڑے، رشتہ داروں کی دھمکیاں، تشدد اور طعنے گالیاں برداشت کیں مگر ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی جو کہ ہر مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے۔ ان فرشتہ صفت لوگوں نے ہر قسم کی مصیبت کی پرواہ نہ کی، اللہ کی رضا کی خاطر صبر کے ساتھ برداشت کرتے رہے۔ کیوں کہ مومن اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کے رب نے اسے اس کو یونہی بیکار پیدا نہیں کیا اور نہ ہی ہم بے لگام چھوڑ دیے گئے ہیں؟ اللہ کے نیک بندے قرآنِ کریم کی سورۃ المومنون (آیت: ۱۱۵) کو اچھی طرح جان گئے تھے کہ ان کا رب انھیں کیا کہہ رہا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴾

''کیا تم یہ گمان کیے ہوئے ہو کہ ہم نے تمھیں یونہی بیکار پیدا کیا ہے، اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤ گے۔''

مصائب و مشکلات:

سورۃ البقرہ (آیت: ۱۵۵) میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴾

''اور ہم کسی نہ کسی طرح تمھاری آزمایش ضرور کریں گے، (دشمن کے) ڈر سے، بھوک سے، مال وجان اور پھلوں کی کمی سے، صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دیں۔''

قرآنِ کریم کی اس آیت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے انسان کی دو ہی حالتیں ہوتی ہیں: آرام وراحت یا تکلیف و پریشانی۔ دنیوی مشکلات چونکہ زندگی کا ناگزیر حصہ اور اللہ کی طرف سے آزمایش ہیں۔ ان کا سلسلہ معمولی مسائل سے لے کر جان لیوا بیماریوں اور عزیزوں کی جدائی (موت) تک پھیلا ہوا ہے۔ اور ان مشکلات میں بھی مومن کی بھلائی موجود ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

''مومن کا معاملہ بھی تعجب انگیز ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کے حق میں کوئی فیصلہ نہیں فرماتا مگر اس کی بھلائی کے لیے اور یہ اعزاز سوائے مومن کے کسی اور کو حاصل نہیں ہے....''[1]

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٩٩٩)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حکمتِ الٰہی کو پوری طرح سمجھنا کہ ان ساری مصیبتوں کے پیچھے کیا راز ہے؟ یہ انسان کی طاقت سے باہر ہے، کیوں کہ ہمارا علم فقط ظاہری معاملات کی حد تک محدود ہے۔ اس کا علم صرف اللہ ہی کو ہے کہ آخر میں حالات کیسے بدلیں گے؟ اور بندے کو اس سے کیسے فائدہ پہنچے گا؟

۱۔ بعض مصیبتیں بظاہر بری لگتی ہیں، جیسے محرمات اور معاصی کا ترک کرنا، ان سے بچنے پر لذتوں کو قربان کرنا، اور عارضی فائدوں کے نقصان پر صبر کرنا۔

۲۔ احکامِ الٰہی کے بجالانے میں جو مشقتیں اور تکلیفیں آئیں، انھیں صبر سے برداشت کرنا، چاہے وہ نفس و بدن پر کتنی ہی گراں ہوں۔

۳۔ اسی طرح اللہ کی ناپسندیدہ باتوں سے بچنا، چاہے خواہشات و لذات آپ کو اس کی طرف کتنا ہی کھینچیں۔[1]

مصیبتیں مومنوں کے لیے سختیوں کے علاوہ بہت کچھ فائدے بھی لاتی ہیں:

۱۔ سختیاں مومن کو صبر کرنا سکھلاتی ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور صابرین کو بے حساب انعامات دیتا ہے۔

۲۔ تکالیف گناہ گار بندے کو اِس زندگی کی سب سے بڑی مصیبت کی یاد دلاتی ہیں، جیسے موت، جو اُس کو کبھی بھی آسکتی ہے، یہ اس کو سخت سزاؤں کی یاد دلاتی ہے، جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے نتیجے میں آسکتی ہیں۔ جب کوئی انحراف کرجائے تو وہ شاذ و نادر ہی کسی چیز کی طرف توجہ کرتا ہے، مگر جب کوئی بڑی مصیبت اس پر حملہ آور ہو جاتی ہے تو وہ اس کو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے سخت ترین عذاب کی یاد دلاتی ہے۔ سورۃ السجدہ (آیت: ۲۱) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾

''اور ہم ان کو (قیامت کے) بڑے عذاب کے سوا دنیا کے چھوٹے چھوٹے عذاب بھی چکھائیں گے شاید کہ (ہماری طرف) لوٹ آئیں۔''

چھوٹے عذاب سے مراد دُنیا کی مصیبتیں اور بیماریاں وغیرہ ہیں۔اسی طرح مصیبتیں، اپنے

[1] تفسیر ابن کثیر.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گناہوں اور اُن سے پیدا ہونے والے ہیبت ناک انجام پر غور وفکر کرنے کی دعوت دیتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں، وہ اپنی غلطیوں کو تسلیم کرے گا اور توبہ کرتے ہوئے اللہ کی طرف لوٹے گا۔ یوں، دنیوی مشکلات گناہگار کے لیے رحمت کا کام کرتی ہیں۔

۳۔ مومن کے اذیتیں سہنے سے اس کے گناہوں کا بوجھ کم ہو جاتا ہے اور وہ آخرت کے سخت ترین اور ناقابلِ برداشت عذاب سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَ الْمُؤْمِنَةِ فِيْ نَفْسِهِ، وَوَ لَدِهِ وَمَالِهِ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيْئَةٌ))[1]

''مصیبتوں کا نزول مومن مرد وعورت کے جان ومال اور عیال پر اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہوکر اپنے اللہ سے نہ مل جائیں۔''

اس دنیا کی مصیبتیں (یا اذیتیں) جھیلنا آخرت کے سخت عذاب کے مقابلے میں بہت ہی کم اور غیر اہم ہے۔ مزید برآں جب انسان مر جاتا ہے تو اس دنیا کی اذیتیں ختم ہو جاتی ہیں، مگر آخرت کی سزا دائمی ہے!! تاہم اللہ تعالیٰ جو انتہائی مہربان ہے، بہت سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

کچھ گناہ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ یوں ہی معاف فرما دیتا ہے اور اللہ کی ذات بڑی کریم ہے، معاف کرنے کے بعد آخرت میں اس پر مؤاخذہ نہیں فرمائے گا۔ اگر ہمیں اللہ تعالیٰ ہماری ہر برائی اور بدعملی پر سزا دیتا، تو ہر چیز جو اس زمین پر ہے وہ ساری کی ساری برباد ہو جاتی۔ سورۃ الفاطر (آیت: ۴۵) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ لَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ﴾

''اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کے کرتوتوں پر فوراً مؤاخذہ شروع فرما دے تو روئے زمین پر کوئی چلنے والا ہی باقی نہ رہے۔''

۴۔ مصیبتیں مومن کے اندر اطاعت وانکساری پیدا کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر جب مومن بیمار ہو جاتا ہے تو وہ اپنی کمزوری اور اللہ کی طرف اپنی ضرورت کو محسوس کرتا ہے، اور اس سے اپنی صحت کی دعا کرتا ہے اور جب اللہ اسے صحت عطا کرتا ہے، تو وہ اس کے لیے آسانی پیدا کرنے پر اللہ کا شکر

[1] سنن الترمذي، مسند أحمد، مسند أبي يعلى، الصحيحة (٥/ ٣٤٩، رقم الحديث: ٢٢٨٠)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادا کرتا ہے اور ساتھ ہی وہ زیادہ سے زیادہ اس کی عبادت گزاری کرنے لگتا ہے۔ اگر وہ ہمیشہ کے لیے صحت مندر ہتا تو ہوسکتا تھا کہ وہ مغرور ہو جاتا۔ اسے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا موقعہ ہی نہ ملتا۔

دنیوی مشکلات ومصائب کے باعث ملنے والی دوسری بہت ساری بھلائیاں سب مل کر مومن کے لیے اللہ کی بے حساب رحمتیں بن جاتی ہیں۔

۵۔ اس کے علاوہ دنیوی مصائب ومشکلات مومن کی روحانی ترقی کے لیے بھی ضروری ہیں، کیوں کہ اسے گناہوں سے پاک کرتی ہیں، پرخلوص طریقہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں مدد کرتی ہیں، اور اسے دین کو قائم کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبر علیہم السلام اور ان کے ماننے والے مصیبتوں پر بھی راضی رہتے تھے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں:

''سب سے زیادہ مصیبتیں پیغمبروں کو پہنچائی گئیں، پھر صالحین کو، اور پھر دوسرے اچھے لوگوں کو، اور پھر ان سے کم اچھے لوگوں کو۔ ہر کسی کو اس کی اپنی دینی استطاعت و برداشت کے مطابق اذیتیں دی گئیں۔ اگر کسی کا دین پختہ ومضبوط ہے تو پھر اذیتیں بھی سخت ہوں گی، واقعی ان میں سے کسی کو غربت سے اتنا آزمایا گیا کہ وہ کچھ بھی نہ پہن سکے سوائے ایک کھردرے چغہ کے، اور وہ لوگ مصیبتوں کو جھیلنے میں اتنے ہی خوش رہتے تھے، جیسا کہ تم آرام پانے پر خوش رہتے ہو۔''[1]

۶۔ دنیوی مشکلات ومصائب کے باعث ملنے والی ان جیسی بہت ساری بھلائیوں کو جاننے سے مومن کو صبر و دلاسہ ملتا ہے اور اس کے لیے اذیتیں جھیلنے میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیے کیوں کہ اللہ بلند وبالا ہے، اس نے قرآن میں یہ دعا سکھلائی ہے اور پھر اپنے بندوں کی راہنمائی فرمائی کہ انھیں اس سے مانگنا کس طرح ہے؟ اس نے کمالِ لطف ومہربانی سے اپنے بندوں کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت سے نوازنے کی ذمہ داری بھی لے لی ہے اور اپنے بندوں کی راہنمائی فرماتے ہوئے اور مانگنے کا طریقہ سکھلاتے ہوئے فرمایا کہ کہو:

﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِيْنَا أَوْ أَخْطَأْنَا﴾

''اے ہمارے پروردگار! ہم سے بھول چوک یا خطا ہوگئی ہو تو ہمارا مؤاخذہ نہ کرنا۔''

[1] سنن ابن ماجه، الصحيحة للألباني (١/ ٢٢٦، رقم الحديث: ١٤٤) صحيح الجامع، رقم الحديث (٩٩٢ تا ٩٩٦)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۔ اگر بھول کر ہم نے کوئی فرض ترک کر دیا ہو۔

۲۔ یا بھول کر کسی فعلِ حرام کا ارتکاب کر لیا۔

۳۔ ازراہِ جہالت ہم کسی کام کو شریعت کے مقرر کردہ طریقے کے مطابق سرانجام نہ دے سکے ہوں تو ہمارا مؤاخذہ نہ کرنا۔

﴿رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُۥ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِنَا﴾

''ہمارے جیسے اگلے لوگوں پر تو نے بھاری بوجھ ڈالا تھا ویسا ہم پر مت ڈال مالک ہمارے۔''

﴿رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِۦ﴾

''اے ہمارے پروردگار! جس بوجھ کو اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اس کو ہمارے سر پر نہ رکھنا۔''

یعنی ہمیں ایسی تکلیفوں، مصیبتوں اور آزمائشوں میں مبتلا نہ کرنا جن کے برداشت کرنے کی ہم میں طاقت نہ ہو۔ اور ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم کسی اور گناہ میں مبتلا نہ ہوں کیوں کہ تیری حفاظت کے بغیر ہمیں گناہ سے بچنے کی قدرت نہیں، اور تیری مدد اور توفیق کے بغیر ہمیں تیری اطاعت کی طاقت نہیں۔ مومن کو چاہیے کہ جب اللہ تعالیٰ اُس کو آسانی عطاء کرتا ہے تو وہ اُس کا شکر ادا کرے، اور کم از کم یہ ہرگز نہ سمجھے کہ یہ سب اس کے تقویٰ اور سچائی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ صرف دنیوی مصائب ومشکلات ہی آزمایش نہیں بلکہ فراغت، دولت اور خوش حالی بھی آزمائشوں کا حصہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَنَبْلُوكُم بِٱلشَّرِّ وَٱلْخَيْرِ فِتْنَةً﴾ [الأنبياء: ٣٥]

''ہم بطریقِ امتحان تم میں سے ہر ایک کو برائی وبھلائی میں مبتلا کرتے ہیں۔''

یعنی کبھی مصائب وآلام سے دوچار کرکے اور کبھی دنیا کے وسائلِ فراواں سے بہرہ ور کرکے۔ کبھی صحت وفراخی کے ذریعے سے اور کبھی تنگی وبیماری کے ذریعے سے، کبھی تونگری دے کر اور کبھی فقر وفاقہ میں مبتلا کرکے ہم آزماتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہم تمھارا امتحان لیں گے، کچھ تکالیف سے اور کچھ آسانیوں سے، تاکہ دیکھیں کہ کون شکر گزار ہے اور کون ناشکرا ہے، کون صبر کرنے والا نکلتا ہے اور کون مایوسیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بندے کے اعمال کے مطابق ہی اچھی یا بُری جزا دیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے، جیسا کہ سورۃ الزلزال (آیت: ۷۔۸) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾

''جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی وہ اسے بھی دیکھ لے گا۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

''اجر کی مقدار مصیبت کی مقدار کے برابر ہوتی ہے۔ جب اللہ کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے، تو وہ انہیں مشکلات میں مبتلا کر دیتا ہے، جو کوئی اللہ کے لکھے پر صبر کرتا ہے تو وہ اللہ کی رضاء حاصل کرتا ہے۔ اور جو اللہ کے لکھے پر ناخوش ہوتا ہے تو وہ اللہ کے غضب و غصّے کا شکار ہو جاتا ہے۔''[1]

جہاں مصیبتوں کے وقت صبر اور اطاعت مومن کے لیے نعمتیں اور رحمتیں لاتے ہیں، وہیں نافرمانی اور بے صبری پر بندے کو اللہ کا قہر، غضب اور سزا اُٹھانا پڑتی ہے۔ دکھ اور پریشانی کا خیال کیے بغیر، ہر مصیبت میں اللہ تعالیٰ سے اجر اور معافی کی امید کے منتظر رہنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے اجر صرف جنت رکھا ہوا ہے۔ وہ جنت جس کی نعمتوں کا اندازہ آپ اس حدیث سے لگا سکتے ہیں جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا جو جنت کا مستحق ہوگا، لیکن وہ اس دنیا میں بہت تنگی میں زندگی گزار کر آیا ہوگا، اس کو صرف ایک لمحہ بھر کے لیے جنت میں داخل کیا جائے گا، اور پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تم نے دنیا میں کوئی تکلیف اٹھائی؟ یا کوئی تنگی محسوس کی؟ وہ کہے گا: اے اللہ! نہیں میں نے کوئی تکلیف یا رنج ہرگز محسوس نہیں کیا۔''[2]

آپ اندازہ کریں کہ وہ جنت کیسی ہوگی جس میں ایک منٹ میں، جاتے ہی آدمی کہے گا کہ مجھے کبھی کوئی دُکھ تنگی نہیں ملی، اور جب یہ ساری کی ساری جنت اُسے مل جائے گی تو اس کی خوشی کی انتہا نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسے سعادت مند لوگوں میں شامل فرما دے۔

---

[1] سنن الترمذی و سنن ابن ماجه، الصحيحة للألباني (١/ ٢٢٧، رقم الحديث: ١٤٦)

[2] صحيح مسلم (٤/ ٢١٦٢، رقم الحديث: ٢٨٠٧)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ عارضی اور مختصر زندگی جو ہمیں ملی ہے، یہ امتحان کے لیے عطا کی گئی ہے، کیوں کہ ہم اس کرۂ ارضی کے اصل رہائشی نہیں ہم تو جنت کے رہائشی ہیں۔ وہیں پر ہمارے ماں باپ یعنی اماں حواء اور بابا آدم علیہما السلام رہا کرتے تھے۔ ہمیں تو وقتی طور پر زمین پر اُتارا گیا تاکہ ہم ایک چھوٹا سا امتحان پاس کر کے دوبارہ واپس اپنے اصلی وطن کو لوٹ جائیں۔ لہٰذا اس زمین پر وقت ضائع کرنے سے بہتر یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے آبائی وطن یعنی جنت کے لیے تیاری کر لے تاکہ وہاں سب ایک ساتھ رہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ جدائی کیا ہے؟ جدائی یہ ہے کہ ایک کو جنت سے نواز دیا جائے اور دوسرے کا ٹھکانا جہنم ہو، اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو جنت الفردوس سے نوازے۔ اور اس کے لیے ہر مسلمان کو ان باتوں کو ہر وقت یاد رکھنا چاہیے:

۱۔ اذیتیں اور آسانیاں آپ کے لیے آزمائش ہیں۔

۲۔ ہر اچھی یا بری چیز جسے اللہ آپ کے لیے پسند کرتا ہے، وہ آپکی بھلائی کے لیے ہی ہوتی ہے۔

۳۔ جو کچھ آپ کے ساتھ ہوا وہ ٹل نہیں سکتا تھا اور جو کچھ آپ سے ٹل گیا وہ آپ تک پہنچ نہیں سکتا تھا۔

۴۔ صبر کرنا فرض ہے۔

۵۔ انعامات صرف ان کے لیے ہوتے ہیں جو اللہ کے فیصلوں پر صبر کریں۔

۶۔ خوف وگھبراہٹ اور بے صبری اللہ کے حکم یا فیصلہ کو روک نہیں سکتے۔

۷۔ شِکوہ وشکایت صبر کی ضِد (برعکس) ہے۔

۸۔ صرف اللہ ہی نقصان سے بچا سکتا ہے اور وہی آپ کی تکلیفوں کو دور کر سکتا ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''کسی مصیبت سے دو چار ہونے کے بعد اگر بندہ یہ ایمان رکھے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم اور فرمان سے ہوا ہے، اور وہ صبر کرتے ہوئے اسے سہہ لے اور اللہ تعالیٰ سے جزا کی امید رکھے، تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کی راہنمائی کرے گا اور اس زندگی میں کھوئی ہوئی چیز کے عوض میں اس کے دل کو نورِ ہدایت سے منور کرے گا اور اس کے ایمان کو تقویت دے گا۔ اور جو کچھ بندے نے کھویا، اس کی تلافی بھی اللہ تعالیٰ کر دیتا ہے کم از کم اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے برابر یا اس سے بھی کوئی اچھی چیز عطا کر دیتا ہے۔''[1]

میری بہنو! جو حالات ہیں یہاں کے قوانین کے حوالے سے جو کہ ہر روز ایک نئی خبر سننے کو ملتی ہے، اس وجہ سے اکثر لوگ پریشان ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے قرآن کی پکار کو بھی کان لگا کر غور سے سنیں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے:

﴿ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴾ [الكهف: ٤٦]

''مال و اولاد دنیا ہی کی زینت ہے، اور (ہاں) البتہ باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک ازروئے ثواب اور آئندہ کی اچھی توقع کے بہت بہتر ہے۔''

اس آیت میں ان اہلِ دنیا کا رد ہے جو دنیا کے مال و اسباب، قبیلہ و خاندان اور آل اولاد پر فخر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''یہ چیزیں تو دنیائے فانی کی عارضی زینت ہیں۔''

آخر میں یہ چیزیں کچھ کام نہیں آئیں گی۔ اس لیے اس سے آگے فرمایا کہ آخرت میں کام آنے والے عمل تو وہ ہیں جو باقی رہنے والے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ باقی رہنے والی نیکیاں کون سی یا کون کون سے اعمال ہیں؟ کسی نے نماز کو، کسی نے تکبیر وتہلیل کو اور کسی نے بعض اور اعمالِ خیر کو اس کا مصداق قرارا دیا ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ عام ہے اور تمام نیکیوں کو شامل ہے یعنی تمام فرائض و واجبات اور سنن ونوافل سب باقیاتِ صالحات ہیں۔ بلکہ اللہ کی طرف سے منع کردہ چیزوں سے اجتناب بھی ایک عملِ صالح ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں ہر قسم کے دُکھ اور پریشانیوں سے محفوظ رکھے۔ اور ہمیں ثابت قدم رکھے اور صحیح دینِ اسلام کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہم سب کو نیک عمل کی توفیق سے نوازے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرما دے اور آخرت میں ہم سب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَ أَتُوبُ اِلَيْكَ.

[1] مختصر تفسير ابن كثير (٤/ ٢٥٠)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصادر ومراجع

❁ تفسیر ابن کثیر۔ (مجلد: ا۔۳)
❁ تفسیر حافظ صلاح دین یوسف حفظہ اللہ
❁ صحیح بخاری
❁ صحیح مسلم
❁ دنیوی مصائب ومشکلات تحریر: محترمہ شوانہ عبدالعزیز
مترجم: شاہد ستار تقدیم، تہذیب واضافہ: الشیخ محمد منیر قمر حفظہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتہائی میٹھے اور لذیذ پھلوں والا کڑوا بیج...صبر!
(1)

خطبہ مسنونہ کے بعد:

صبر کے انعامات:

اللہ رب العزت اپنے نبی ﷺ کے ذریعے صبر کرنے والوں کے لیے خوش خبری کا اعلان فرما رہے ہیں۔ سورۃ البقرہ (آیت: ۱۵۵) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴾ ''اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے۔''

اس آیت میں جس خوشخبری اور انعامات کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لیے اعلان فرمایا ہے، ان کا تذکرہ کرتے ہوئے سورۃ الکہف (آیت: ۳۱) میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ ﴾

''ان کے لیے ہمیشگی والی جنتیں ہیں، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، وہاں ان کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔''

نزولِ قرآن کے وقت اور اس سے قبل رواج تھا کہ بادشاہ، رؤساء اور سردارانِ قبائل اپنے ہاتھوں میں سونے کے کڑے پہنتے تھے، جس سے ان کی امتیازی حیثیت نمایاں ہوتی تھی، اہلِ جنت کو بھی جنت میں کڑے پہنائے جائیں گے۔

﴿ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۭ نِعْمَ الثَّوَابُ ۭ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴾ [الكهف: ٣١]

''اور وہ سبز رنگ کے نرم و باریک اور موٹے ریشم کے لباس پہنیں گے۔ وہاں تختوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اوپر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے، کیا خوب بدلہ ہے، اور کس قدر عمدہ آرام گاہ ہے۔''

﴿سُنْدُسٍ﴾ باریک ریشم اور ﴿اِسْتَبْرَقٍ﴾ موٹا ریشم، دنیا میں مردوں کے لیے سونا اور ریشمی لباس ممنوع ہیں، جو لوگ اس حکم پر عمل کرتے ہوئے دنیا میں ان محرّمات سے اجتناب کریں گے، انھیں جنت میں یہ ساری چیزیں میسّر ہوں گی، وہاں کوئی چیز ممنوع نہیں ہوگی بلکہ اہلِ جنت جس چیز کی خواہش کریں گے، وہ موجود ہوگی، جیسا کہ سورۃ حٰم السجدہ (آیت:۳۱) میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَ لَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُوْنَ﴾

''جس چیز کو تمھارا جی چاہے اور جو کچھ تم مانگو، سب جنت میں موجود ہے۔''

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا﴾ [الكهف: ۳۰]

''یقیناً جو لوگ ایمان لائیں اور نیک اعمال کریں تو ہم کسی نیک عمل کرنے والے کا ثواب ضائع نہیں کرتے۔''

صبر کرنے والوں کے لیے اللہ رب العزت نے وعدہ فرمایا ہے کہ میں ان کے ساتھ ہوں، چنانچہ سورۃ البقرۃ (آیت:۱۵۳) میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ ''اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

ان سے محبت بھی کرتا ہے۔ سورت آل عمران (آیت:۱۴۶) میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ﴾ ''اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

صبر کے اعلیٰ انجام اور صبر کرنے والوں کی عمدہ دنیا و آخرت کا تذکرہ قرآنِ کریم کے بکثرت مقامات پر آیا ہے۔ صبر ایک ایسا عظیم عمل ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اولو العزم رسولوں علیہم السلام کا شیوہ قرار دیا ہے، اور اپنے آخری رسول ﷺ کو اس کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ [الأحقاف: ۳۵]

''پس اے میرے نبی! تم بھی ایسا صبر کرو جیسا صبر عالی ہمت والے رسولوں نے کیا۔''

نیز اللہ رب العزت نے سورۃ الانبیاء (آیت: ۸۵) میں فرمایا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ اِدۡرِیۡسَ وَ ذَاالۡکِفۡلِ ؕ کُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیۡنَ﴾

''اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل سب ہی صبر کرنے والوں میں سے تھے۔''

اور ان کے صبر کو ایک نیک عمل قرار دیتے ہوئے اسی سورۃ الانبیاء (آیت: ۸۶) میں فرمایا:

﴿وَ اَدۡخَلۡنٰہُمۡ فِیۡ رَحۡمَتِنَا ؕ اِنَّہُمۡ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ﴾

''اور ہم نے (اُن کے صبر کرنے کے نتیجے میں) اُن سب کو اپنی رحمت میں داخل فرمالیا کہ وہ نیک عمل کرنے والے تھے۔''

اللہ رب العالمین نے ان کی مثال دیتے ہوئے اپنے نبی ﷺ کو فرمایا:

''اے میرے نبی! آپ بھی اسی طرح صبر فرمایئے جس طرح ان حوصلہ مند رسولوں نے فرمایا، اور اپنی قوم کے لیے عذاب طلب کرنے میں جلدی نہ کریں۔''

قرآنِ کریم کی ان آیات سے پتا چلتا ہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب مکہ والوں نے نبی ﷺ کو بہت پریشان کیا تھا اور کفارِ مکہ کے رویے کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی ﷺ کو حوصلہ افزائی اور تسلی کے لیے پچھلے انبیاء علیہم السلام کے صبر اور ثابت قدمی کی مثالیں ان الفاظ کے ساتھ دی گئیں، جن کا تذکرہ میں نے آپ کے سامنے کیا ہے۔

صبر کی تعریف:

اللہ تعالیٰ اگر کسی کو کسی ابتلاء و آزمائش میں مبتلا کر دے یا اسے مصائب و مشکلات سے دوچار کر دے یا بلاؤں اور آفتوں میں گھیر لے تو ایسے موقع پر ''صبر'' کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھنا بھی انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے اور یہ قلبی عبادات میں سے ہے۔ اس عبادت کے متعلق انبیائے کرام علیہم السلام میں سے حضرت ایوب علیہ السلام کا واقعہ قرآن مجید میں پڑھ کر دیکھیں۔ سورۃ الانبیاء (آیت: ۸۳، ۸۴) میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اَیُّوۡبَ اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗۤ اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ﴿۸۳﴾ فَاسۡتَجَبۡنَا لَہٗ فَکَشَفۡنَا مَا بِہٖ مِنۡ ضُرٍّ وَّ اٰتَیۡنٰہُ اَہۡلَہٗ وَ مِثۡلَہُمۡ مَّعَہُمۡ رَحۡمَۃً مِّنۡ عِنۡدِنَا وَ ذِکۡرٰی لِلۡعٰبِدِیۡنَ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”(اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے نبی) ایوب کی اس حالت کو یاد کرو جب اس نے اپنے پروردگا کو پکارا (دعا کی) کہ مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو سارے رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ تو ہم نے اس کی دعا قبول کرلی اور جو دکھ اسے تھا وہ دور کر دیا۔ اوراس کے گھر والے (جو پہلے تھے وہ) اس کو عطا فرمائے بلکہ اپنی خاص مہربانی سے اتنے ہی اَور، یہ ہماری طرف سے اس پر مہربانی تھی تا کہ عبادت کرنے والوں کے لیے سببِ نصیحت ہو۔“

قرآنِ مجید کی سورت صٓ (آیت: ۴۴) میں حضرت ایوب علیہ السلام کو صابر کہا گیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ انھیں سخت آزمایشوں میں ڈالا گیا جن میں انھوں نے صبر وشکر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں مال و دولتِ دنیا اور اولاد وغیرہ سے نوازا ہوا تھا، بطورِ آزمایش اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ سب نعمتیں چھین لیں، حتی کہ جسمانی صحت سے بھی محروم کر دیا اور وہ بیماریوں میں گھر کر رہ گئے لیکن شکوہ وشکایت کا اظہار حضرت ایوب علیہ السلام نے کبھی نہیں کیا، بالآخر کہا جاتا ہے کہ ۱۸ سال کی آزمائشوں کے بعد بارگاہِ الٰہی میں دعا کی تو اللہ نے دعا قبول فرمائی اور صحت کے ساتھ مال و اولاد، پہلے سے دوگنا عطا فرمائے۔ غرض حضرت ایوب علیہ السلام کو سب کچھ عطا کیا گیا۔

اس کے علاوہ اس آیت کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ اہلِ دانش اس سے نصیحت حاصل کریں اور وہ بھی ابتلاء وشدائد پر اسی طرح صبر کریں جس طرح ایوب علیہ السلام نے کیا تھا۔ صبر کرنے اور معاف کر دینے کو اللہ تعالیٰ نے امورِ عزیمت میں سے قرار دیا ہے، سورۃ الشوریٰ (آیت: ۴۳) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾

”اور البتہ جو کوئی (دوسرے کے ظلم کرنے پر بھی) صبر کرے اور معاف کر دے تو یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔“

ایسے ہی سورت لقمان (آیت: ۱۷) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾

”اور جو مصیبت تم پر آجائے اس پر صبر کرنا، بے شک یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔“

اسی طرح سورت آل عمران (آیت: ۱۸۶) میں ارشادِ الٰہی ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾

''اور اگر تم صبر کیے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو (قصور سے زیادہ سزا نہ دو) تو بے شک یہ ہمت کا کام ہے۔''

نیز سورت آل عمران (آیت: ۱۳۴) میں فرمان الٰہی ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

''جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور غم میں اور جو غصہ کو پی جاتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں، ایسے نیک لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں۔''

قرآنِ کریم کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے معاف کر دینے والوں کو پسند فرمایا ہے بدلے کی آگ اور غصہ سے انسان میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے اور یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، اسی لیے کہا گیا ہے کہ ''غصے کے گھونٹ کو پی لو جبکہ یہ حرام ہے لیکن اس کا پینا ثواب ہے''، قرآنِ کریم کے ان الفاظ سے واضح پتا چلتا ہے کہ مسلمانوں کو عفو و درگزر کرنے اور صبر و تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو تاکید فرما رہا کہ صبر کا دامن تھامے رکھنا کیوں کہ یہ اہلِ عزم اور ہمت والوں کا ایک بڑا ہتھیار ہے۔ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

''طہارت ایمان کا حصہ ہے اور ''الحمد اللہ'' (کہنا) میزان (ترازو) کو بھر دیتا ہے، اور ''سبحان اللہ اور الحمد اللہ'' (کہنا) آسمانوں اور اور زمین کے درمیان کو بھر دیتا ہے، اور نماز روشنی ہے، اور صدقہ واضح دلیل ہے اور صبر چمک ہے، اور قرآن حجت ہے تمھارے لیے یا تمھارے خلاف۔ ہر انسان نے کل کو جانا ہے اور اپنی جان کو بیچنا ہے، کوئی تو اپنی جان کو چھڑانے والا ہے، اور کوئی اس کو ہلاک کرنے والا۔''[1]

صبر کی اقسام:

صبر کی کئی اقسام ہیں:

[1] صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب أول، رقم الحديث (١)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ا۔ پہلی قسم: جزوی صبر:

جزوی صبر کیا ہے؟ مثلاً کچھ لوگ نیکی کے ارادے سے اچھے کام کرتے ہیں۔اس میں ان کا ذاتی کوئی مفاد نہیں اور انھیں ان کاموں کے کرنے میں جو تکلیف یا پریشانی آتی ہے اس پر صبر کرتے ہیں اور نیکی کے کام کرتے جاتے ہیں، لیکن ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والے کاموں سے باز رہنے کے لیے صبر نہیں کرتے اور یوں اللہ رب العزت کی نافرمانیوں کا اکثر شکار ہوتے رہتے ہیں، ایسے لوگ ''صابرین'' میں شمار نہیں ہوسکتے، اور نہ ہی نفس کے خلاف جہاد کرنے والے مجاہدین میں شمار ہوسکتے ہیں۔

کیوں کہ جب تک قوتِ ایمان بہت زیادہ نہ ہو، تب تک قوتِ صبر مضبوط نہیں ہوسکتی، اور مسلمان پر ایسے وقت آتے ہی رہتے ہیں جن سے ذہنی وجسمانی وقتی لذت یا اس کی آخرت تباہ کر دینے والے کام اس کی کمزوری کو مزید کمزور کرتے کرتے اُس پر غلبہ پا جاتے ہیں، اور پھر وہ شخص حلال وحرام، اور جائز وناجائز کی تمیز بھول کر وہ کام کر گزرتا ہے، اور پھر ہلاک ہونے والے بدنصیبوں میں سے ہو جاتا ہے۔

لہٰذا اگر کسی مسلمان کا صبر ایسا مضبوط اور طاقتور نہیں جو اس کو زندگی کے چھوٹے چھوٹے گلی کوچوں میں ہی نہیں بلکہ اس کی شاہراہِ حیات پر بھی گناہوں سے نہ روکے تو وہ اس کی بے مہاری کی وجہ سے دنیا میں بھی ذلت اور نفرت کماتا ہے اور اگر وہ اسی حالت میں مرجائے تو اس کے لیے آخرت میں بھی ذلت و ہلاکت اور بربادی ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری قوتِ صبر مضبوط فرمائے اور ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین

۲۔ دوسری قسم:

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تابع فرمانی کرنے میں صبر کرنا، اور اللہ کے رسول ﷺ کی سنتوں پر مضبوطی سے قائم رہنے میں صبر کرنا ہے۔ ایسے میں دنیا والے آپ کو کئی ناموں سے پکارتے ہیں مگر آپ اللہ کی رضا کی خاطر صبر کرتے ہوئے ان کی پرواہ نہیں کرتے۔

سورت آل عمران (آیت: ۲۰۰) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اے ایمان والو! تم ثابت قدم رہو، اور ایک دوسرے کو تھامے رکھو اور جہاد کے لیے تیار رہو۔“

یعنی شہوت و لذت کے ترک کرنے میں اپنے نفس کو مضبوط رکھنا اور ثابت قدم رہنا، اور میدانِ جنگ کی شدّتوں میں دشمن کے مقابلے میں ڈٹے رہنا، یہ صبر کی سخت ترین صورت ہے۔ کیوں کہ یہ بڑے حوصلہ کا کام ہے، اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾

”اور اللہ سے ڈرتے رہو، تاکہ تم مراد کو پہنچو (جنت اور مغفرت تمھارا نصیب ہو)۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

”اللہ کے راستے (جہاد) میں اسلامی سرحد کا پہرہ دینا، دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔“[1]

سورۃ الحجر (آیت: ۹۹) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾

”اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔“

عبادت میں سے روز مرہ کی کچھ ایسی عبادتیں ہیں جن میں صبر کی ضرورت ہوتی ہے، مثلاً: گرمی کے روزے، سردی کے موسم میں نرم اور گرم بستر چھوڑ کر ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا، اور نماز کے لیے مسجد میں دور چل کر جانا، اور دوسری نماز کا انتظار کرنا، اس کے علاوہ بہت سے ایسے کام ہیں جن سے انسان کی عزتِ نفس کو ٹھیس پہنچتی ہے مگر وہ ان کاموں کو اللہ کی رضا کی خاطر کرتا ہے اور جب آپ کا ہر عمل خالص اللہ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر ہوگا تو اس کے پاس آپ کے لیے جزا بھی بہت بڑی اور بے حساب ہوگی، ان شاء اللہ۔

۳۔ تیسری قسم:

اللہ کی مقرر کردہ تقدیر پر صبر، یعنی مسلمانوں کو جو مصیبتیں یا پریشانی وغیرہ پہنچیں اُن پر صبر کرنا، لیکن یہ صبر دنیا اور آخرت کے لحاظ سے صرف اسی صورت میں فائدہ مند ہوسکتا ہے جب اس پر اللہ کی طرف سے اجر وثواب ملنے پر یقین رکھا جائے۔ سورۃ البقرۃ (آیت: ۱۵۵۔۱۵۷) میں فرمانِ الٰہی ہے:

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٨٩٢)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ لَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَ الۡجُوۡعِ وَ نَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَنۡفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ﴾

''اور ہم کسی نہ کسی طرح تمھاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال و جان اور پھلوں کی کمی سے (اے میرے نبی!) صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دیجیے۔''

یہ خوش خبری اور بشارتیں حاصل کرنے والے کون ہیں؟ وہ جو یہ کہتے ہیں:

﴿الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡہُمۡ مُّصِیۡبَۃٌ ۙ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَ رَحۡمَۃٌ ۟ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُہۡتَدُوۡنَ﴾

''جنھیں جب بھی کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ان لوگوں پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ اور (جنت کی) راہ پانے والے ہیں۔''

سورۃ الدھر (آیت: ۲۴) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَاصۡبِرۡ لِحُکۡمِ رَبِّکَ وَ لَا تُطِعۡ مِنۡہُمۡ اٰثِمًا اَوۡ کَفُوۡرًا﴾

''پس تو اپنے رب کے حکم کے انتظار میں صبر کے ساتھ قائم رہ اور ان میں سے گناہگار یا ناشکرے کا کہنا مت مان۔''

قرآنِ کریم کی اس آیت میں ایمان والوں کے لیے بڑا اہم سبق ہے کہ اس کے فیصلے کا انتظار کر، وہ اگر تیری مدد میں کچھ تاخیر کر رہا ہے تو اس میں حکمت ہے، اس لیے صبر و حوصلے کی ضرورت ہے، اللہ پر بھروسہ رکھ، وہ لوگوں سے تمھاری حفاظت و مدد ضرور فرمائے گا۔ اسی طرح ہی سورت آل عمران (آیت: ۱۸۶) میں اللہ رب العزت نے کافروں، مشرکوں کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں اور پریشانی پر صبر کیے رکھنے کا حکم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَتُبۡلَوُنَّ فِیۡۤ اَمۡوَالِکُمۡ وَ اَنۡفُسِکُمۡ ۟ وَ لَتَسۡمَعُنَّ مِنَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ وَ مِنَ الَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡۤا اَذًی کَثِیۡرًا ؕ وَ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَ تَتَّقُوۡا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”یقیناً تمھارے مالوں اور جانوں سے تمھاری آزمایش کی جائے گی، اور یہ بھی یقین ہے کہ تمھیں ان لوگوں کی جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے اور مشرکوں کی بہت سی دکھ دینے والی باتیں بھی سننی پڑیں گی اور اگر تم صبر کرلو اور پرہیز گاری اختیار کرو تو یقیناً یہ بہت بڑی ہمت کا کام ہے۔“

۱۔ اس آیت میں ایک تو اس اٹل حقیقت کا بیان ہے کہ موت سے کسی کو مفر نہیں۔

۲۔ دوسرا یہ کہ دنیا میں جس نے اچھا یا برا جو کچھ کیا ہوگا اس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

۳۔ تیسرا کامیابی کا معیار بتلایا گیا ہے کہ کامیاب اصل میں وہ ہے جس نے دنیا میں رہ کر اپنے رب کو راضی کرلیا، جس کے نتیجے میں وہ جہنم سے دور اور جنت میں داخل کر دیا گیا۔

۴۔ چوتھا یہ کہ دنیا کی زندگی سامانِ فریب ہے، جو اس سے دامن بچا کر نکل گیا وہ خوش نصیب، اور جو اس کے فریب میں پھنس گیا وہ ناکام و نامراد ہے۔

اور اس آیت میں اہلِ کتاب اور مشرکین کی دکھ دینے والی باتوں کا جو ذکر کیا گیا ہے وہ واقعہ اس طرح ہے کہ رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابیّ نے ابھی اسلام کا اظہار نہیں کیا تھا اور جنگِ بدر بھی نہیں ہوئی تھی کہ نبی ﷺ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے بنی حارث بن خزرج میں تشریف لے گئے۔ راستے میں ایک مجلس میں مسلمان، مشرکین، یہود اور عبداللہ بن ابیّ وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ وہاں آئے اور سلام کہا، آپ ﷺ کی سواری سے جو گرد اٹھی، ابنِ ابیّ نے اس پر ناگواری کا اظہار کیا اور آپ ﷺ نے انھیں وہاں ٹھہر کر قبولِ اسلام کی دعوت بھی دی جس پر عبد اللہ بن ابیّ نے گستاخانہ کلمات بھی کہے، وہاں بعض مسلمان بھی تھے، انھوں نے اس کے برعکس آپ ﷺ کی تحسین فرمائی، قریب تھا کہ ان کے مابین جھگڑا ہوجائے، آپ ﷺ نے ان سب کو خاموش کرایا، پھر آپ ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچے تو انھیں بھی یہ واقعہ سنایا جس پر انھوں نے فرمایا کہ عبد اللہ بن ابیّ یہ باتیں اس لیے کرتا ہے کہ آپ ﷺ کے مدینہ آنے سے قبل یہاں کے باشندگان نے اس کی تاج پوشی کرنی تھی، آپ ﷺ کے آنے سے اس کی سرداری کا یہ حسین خواب ادھورا رہ گیا ہے جس کا اسے سخت صدمہ ہے، اور اس کی یہ باتیں اس کے بغض و عناد کا مظہر ہیں، اس لیے آپ ﷺ درگزر سے کام لیں۔[1]

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٥٦٦)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس وقت کے اہلِ کتاب یعنی یہود و نصاریٰ، نبی ﷺ اور اسلام و مسلمانوں کے خلاف مختلف انداز سے طعن و تشنیع کرتے رہتے تھے۔ اور مشرکینِ عرب کا بھی یہی حال تھا، چنانچہ انتقام کے طور پر بھی یہ لوگ آپ ﷺ کے خلاف سب و شتم کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ لہٰذا نبی ﷺ کو صبر کا دامن تھامے رکھنے کا حکم دیا گیا۔

۴۔ حقیقی صبر:

اللہ تعالیٰ نے ہر معاملے میں صبر اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اب آپ کے اختیار میں ہے کہ آپ کو اپنے رب کی رضا چاہیے یا ناراضگی۔ حقیقی صبر کے متعلق نبیِ کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلٰى))[1]

''بے شک صبر (تو وہ ہے جو) کسی صدمے کی ابتداء میں کیا جائے۔''

مثلاً: بیماری، موت، اولاد، رزق، ظلم زیادتی، یہ وہ چیزیں ہیں جن کا تعلق انسان کے نفس سے ہے، یعنی دل و دماغ کے ساتھ، اور صبر کا تعلق بھی انہی دو چیزوں سے ہے۔ لہٰذا جب بھی کسی کو کوئی تکلیف پہنچے تو صبر سے کام لے اور اللہ کے فیصلے کو سمجھنے کی کوشش کرے، بے صبری کا دامن اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑے، ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرے، اور یہ ہی آپ کے حق میں بہتر ہے۔ سورۃ العصر میں خالقِ کائنات نے انسان کی کامیابی کے لیے صبر کرنے اور صبر کی تلقین کو لازم قرار دیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ وَ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا أَحَبَّ قَوْماً اِبْتَلَاهُمْ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ))[2]

''بے شک عظیم ثواب عظیم امتحان کے ساتھ ہی ملتا ہے اور بے شک جب اللہ کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو اس کو امتحانات میں ڈالتا ہے تو جو (اُن امتحانات پر) راضی ہوا (یعنی صبر کیا) تو ان لوگوں سے (اللہ) محبت کرتا ہے اور جو (اُن امتحانات پر) ناراض ہوا (یعنی صبر نہ کیا) تو اس کے لیے (اللہ کی) ناراضی ہے۔''

[1] صحيح البخاري (باب: ٤١) صحيح مسلم، رقم الحديث (٩٢٦)

[2] سنن الترمذي، كتاب الزهد، (باب: ٥٦) یہ حدیث حسن ہے۔ السلسلة الصحيحة، رقم الحديث (١٢٢٠)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میری مسلمان بہنو اور بھائیو! اگر کوئی اس حدیث کو بڑھ لینے کے بعد بھی صبر نہ کرے، بے صبری سے کام لے اور ساتھ یہ بھی کہے کہ میں حق پر ہی ہوں، تو ایسے شخص کے دل و دماغ سے ایمان کی روشنی ختم ہو جاتی ہے، اور اس کی عقل مادی فلسفوں اور لذتوں کے اندھیروں میں گم ہوگئی ہے، لہٰذا ہر قسم کی پریشانی اور مصیبت میں صبر سے کام لیا جائے، اور یہ خیال رکھیئے کہ اس فانی زندگی کے مزے آپ کو ہمیشہ باقی رہنے والی زندگی کی لذتوں کے بارے میں کسی دھوکے میں مبتلا نہ کر دیں جن سے آپ ابدی لذتوں سے محروم ہو جائیں، لہٰذا یہ بھی ایک یقینی حقیقت ہے کہ آخرت کا ابدی آرام وسکون اور عیش وعشرت حاصل کرنے کے لیے دنیا اور اس کی لذتوں میں سے صرف حلال کو اختیار کرنا اور حرام سے خود کو باز رکھنا ہوگا، خواہ وہ آپ کو بغیر کسی محنت و مشقت کے ہی ملتا ہو، اور ایسے مال کو آخرت کے لیے چھوڑ دینا صبر ہے اور یہی حقیقی صبر ہے۔ کیوں کہ قرآنِ کریم و سنتِ رسول ﷺ کے مطابق ایمان اور آزمایش آپس میں لازم وملزوم ہیں، جیسا کہ ایک حدیث کے مطابق بندۂ مومن کو ہر حال میں اجر ملتا ہے، وہ غم کی حالت میں ہو یا خوشی میں، نبی رحمت ﷺ نے فرمایا ہے:

''مومن کے معاملے پر تعجب ہے کہ مومن کے لیے ہر حال میں خیر ہی خیر ہے کیوں کہ جب اسے خوشی ملتی ہے تو وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے تو یہ اس کے لیے خیر ہے، اور اگر غم سے دوچار ہو اور اس پر صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لیے باعثِ خیر ہے۔''[1]

لہٰذا اللہ سے ہر وقت عافیت ہی مانگنی چاہیے، اگر آزمایش آجائے تو اللہ رب العزت سے ہمت و استقامت کی دعا کرنی چاہیے۔ نبیٔ رحمت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق میں سب سے نمایاں اور اعلیٰ مقام عطا فرمایا، جس قدر آپ ﷺ کا مقام و مرتبہ بلند ہے اسی قدر آپ ﷺ پر شدید آزمایشیں بھی ڈالی گئیں، نبیِ کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ پر نظر ڈالی جائے تو اول تا آخر آزمایشوں کی یلغار اور غم کی بھر مار نظر آتی ہے، لہٰذا ہر امتی کو مشکل وقت میں نبی ﷺ کی حیاتِ مبارکہ پر نظر ڈالنی چاہیے۔ اور اللہ کے پاک پیغمبر کے اس فرمان کو بھی یاد رکھیں جسے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''بلاشبہہ تمام انسانوں میں سے سب سے زیادہ آزمائشیں انبیاء علیہم السلام کو پیش آتی ہیں پھر

[1] صحيح مسلم، مسند أحمد، صحيح الجامع، رقم الحديث (٣٨٧٥)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو لوگ (مقام و مرتبہ میں) ان سے قریب تر ہوتے ہیں۔ ان کو آزمایا جاتا ہے اور پھر ان کے بعد والے درجہ کے لوگوں کو۔"[1]

سورۃ العنکبوت (آیت:۳) میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ لَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ﴾

"ان سے پہلے لوگوں کو بھی ہم نے خوب جانچا۔ یقیناً اللہ انھیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور انھیں بھی معلوم کر لے گا جو جھوٹے ہیں۔"

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"ہر شخص کو اس کے دین کے ساتھ وابستگی کے مطابق آزمایا جائے گا۔"[2]

سورۃ العنکبوت (آیت:۲) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴾

"کیا لوگوں نے یہ گمان کر لیا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں ہم انھیں بغیر آزمائے ہوئے چھوڑ دیں گے؟"

گمان یہ کہ صرف زبان سے ایمان لانے کے بعد بغیر امتحان لیے، انھیں چھوڑ دیا جائے گا۔ ہرگز نہیں، بلکہ انھیں مال و جان کی تکالیف اور دیگر آزمایشوں کے ذریعے سے جانچا پرکھا جائے گا تاکہ کھرے کھوٹے کا، سچے جھوٹے کا اور مومن اور منافق کا پتا چل جائے۔ یہ سنۃ اللہ ہے جو پہلے سے چلی آرہی ہے، اس لیے وہ اس امت کے مومنوں کی بھی آزمایش کرے گا، جس طرح پہلی امتوں کی آزمایش کی گئی، ان آیات کی شانِ نزول کی روایات میں آتا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اس ظلم و ستم کی شکایت کی جس کا نشانہ وہ کفارِ مکہ کی طرف سے بنے ہوئے تھے، اور رسول اللہ ﷺ سے دعا کی درخواست کی تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے، آپ ﷺ نے فرمایا:

"یہ تشدّد و ایذاء تو اہلِ ایمان کی تاریخ کا حصہ ہے، تم سے پہلے بعض مومنوں کا یہ حال کیا گیا کہ انھیں ایک ساتھ کھڑا کر دیا گیا، اور پھر ان کے سروں پر آرا چلا دیا گیا جس سے ان

[1] سنن الترمذي، سنن النسائي، سنن ابن ماجه، مسند أحمد وغيره. صحيح الجامع (۱۳۰۰ تا ۱۷۰۰)

[2] سنن الترمذي، سنن النسائي، ابن حبان و غیرہ بحوالہ سابقہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے جسم دو حصوں میں تقسیم ہو گئے، اسی طرح لوہے کی کنگھیاں ان کے گوشت پر ہڈیوں تک پھیری گئیں، لیکن یہ تکلیفیں انھیں دینِ حق سے پھیرنے میں کامیاب نہیں ہوئیں۔''[1]

حضرت عمار، ان کی والدہ حضرت سمیہ اوران کے والد حضرت یاسر، حضرت صہیب، بلال و مقداد بن عمرو وغیرہ رضی اللہ عنہم پر اسلام کے ابتدائی دور میں ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے، وہ صفحاتِ تاریخ میں محفوظ ہیں، یہ واقعات ہی ان آیات کے نزول کا سبب بنے، تاہم عمومِ الفاظ کے اعتبار سے قیامت تک کے اہلِ ایمان اس میں داخل ہیں۔ یعنی آج اگر کوئی مسلمان دینِ اسلام کی خاطر تکلیف برداشت کرتا ہے تو اس کا شمار بھی انہی نیک لوگوں میں ہوگا۔

مصادر ومراجع

- تفسیر ابن کثیر
- تفسیر حافظ صلاح الدین یوسف
- صحیح بخاری صحیح مسلم
- تزکیہ النفوس تالیف: علامہ ابن رجب حنبلی، علامہ ابن القیم الجوزی
ابو حامد الامام الغزالی رحمہ اللہ۔ ترجمہ: مولانا محبوب احمد قمر الزمان اعظمی
- صادر: ''شرکہ الجریسی الدمام'' الرسالۃ، جمادی الاولی ۱۴۳۰ھ، ص: ۴ تا ۸

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٦١٢)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صبر...نجات کا ذریعہ
(2)

خطبہ مسنونہ کے بعد:

گذشتہ درس میں ہم نے ''صبر'' کا موضوع شروع کیا تھا اور آج ہم اسے ہی مکمل کرنے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور عذاب سے نجات کا سب سے عظیم ذریعہ صبر ہے، جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۭ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ [الزمر: ١٠]

''کہہ دو کہ اے میرے ایمان والے بندو! اپنے رب سے ڈرتے رہو، جو اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں، ان کے لیے نیک بدلہ ہے اور اللہ کی زمین بہت کشادہ ہے، صبر کرنے والوں ہی کو ان کا پورا پورا بے شمار اجر دیا جاتا ہے۔''

قرآنِ کریم کی اس آیت میں تقویٰ وصبر کے جو فوائد بتائے گئے ہیں، ان سے مراد جنت اور اس کی ابدی نعمتیں ہیں، کیوں کہ ایمان اور تقویٰ کی راہ میں مشکلات بھی ناگزیر اور شہوات ولذاتِ نفس کی قربانی بھی لابُدّی یعنی یقیناً ہے، جس کے لیے صبر کی ضرورت ہے، اس لیے صابرین کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ انھیں کو ان کے صبر کے بدلے میں اس طرح پورا پورا اجر دیا جائے گا کہ اسے حساب کے پیمانوں سے ناپنا ممکن ہی نہیں ہوگا، صبر کی یہ وہ عظیم فضیلت ہے جو ہر مسلمان کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، کیوں کہ آپ کی بے صبری سے نازل شدہ مصیبت ٹل نہیں جاتی، جس خیر اور فائدے سے محرومی ہوگئی ہے، وہ حاصل نہیں ہوگا اور حقیقت بھی یہی ہے، جب حقیقت یہ ہے تو پھر صبر کرکے وہ اجرِ عظیم کیوں نہ حاصل کرلیں جو صابرین کے لیے اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو صبر کرنے والوں میں شمار فرمائے۔ آمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صبر...سلامتی کا ذریعہ:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے صبر، اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں پر سلام بھیجا اور عمدہ اُخروی زندگی کی بشارت سنائی ہے۔ سورۃ الرعد (آیات: ۲۲ تا ۲۴) میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً﴾

''''اور جن لوگوں نے اپنے رب کی رضا مندی کی طلب کے لیے صبر کیا اور جو نمازوں کو درستی سے (اپنے وقت و آداب کے ساتھ) قائم کیے رکھتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے، اس میں سے چھپے اور کھلے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔''

جہاں جہاں اور جب جب بھی خرچ کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے، اپنوں اور بیگانوں میں خفیہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں، (یعنی صدقہ و زکات)۔

﴿وَّ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ﴾

''اور (جو لوگوں سے) بُرائی کے بدلے بھلائی کرتے ہیں (یعنی ان کے ساتھ اگر کوئی برائی سے پیش آتا ہے تو وہ اس کا جواب اچھائی سے دیتے ہیں یا عفو و درگزر اور صبرِ جمیل سے کام لیتے ہیں) انہی لوگوں کے لیے عاقبت کا گھر ہے۔''

اللہ کے بندے اللہ کی نافرمانیوں اور گناہوں سے بچتے ہیں۔ یہ بھی صبر کی ایک قسم ہے، تکلیفوں اور آزمائشوں پر صبر کرتے ہیں، یہ دوسری قسم ہے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لذتوں اور مفادات کی قربانی دینی پڑتی ہے یہ صبر کی تیسری قسم ہے اور اہلِ دانش تینوں قسم کا صبر کرتے ہیں۔

عاقبت کے جس گھر کا ذکر اللہ رب العزت نے کیا ہے اسی کے بارے میں آگے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿٢٣﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾

''ہمیشہ رہنے کے وہ باغات جہاں وہ خود جائیں گے اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اولادوں میں سے بھی جو نیک ہونگے۔ ان کے پاس فرشتے ہر ایک دروازے سے آئیں گے (اور کہیں گے)۔تم پر سلامتی ہو، صبر کے بدلے، کیا ہی اچھا بدلہ ہے تم کو یہ گھر مبارک ہو۔''

اس طرح اللہ تعالیٰ نیک قرابت داروں کو آپس میں جمع کردے گا تاکہ ایک دوسرے کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں حتیٰ کہ ادنیٰ درجے کے جنتی کو اعلیٰ درجہ عطا فرما دے گا تاکہ وہ اپنے قرابت دار کے ساتھ جمع ہو جائیں۔ اس آیت سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ صالح رشتے داروں کو اللہ تعالیٰ جنت میں جمع فرما دے گا، اور دوسری ہمارے لیے معلومات یہ ہیں کہ اگر کسی کے پاس ایمان کی پونجی نہیں ہوگی تو وہ جنت میں نہیں جائے گا، چاہے اس کے دوسرے نہایت قریبی رشتے دار جنت میں چلے گئے ہوں۔ تو اس کا مطلب واضح ہے کہ جنت میں داخلہ حسب ونسب کی بنیاد پر نہیں بلکہ ایمان وعمل کی بنیاد پر ہوگا، جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ))[1]

''جسے اس کا عمل پیچھے چھوڑ گیا، اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھائے گا۔''

صبر... کڑوا بیج ہے:

صبر کرنا بے شک ایک مشکل کام یا بالفاظ دیگر ایک کڑوا بیج ہے، لیکن اس کے پھل انتہائی میٹھے اور لذت آمیز ہیں، جیسا کہ سورۃ النحل (آیت: ۱۲۶) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ ۖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ﴾

''اور اگر بدلہ لو بھی تو بالکل اتنا ہی جتنا تمھیں نقصان پہنچایا گیا ہو، اور اگر تم صبر کرلو تو بیشک صبر کرنے والوں کے لیے (بدلہ لینے سے) بہتر ہے۔''

قرآنِ کریم کی اس آیت سے یہ بات تو واضح ہے کہ انسان کو بدلہ لینے کی اجازت ہے مگر ساتھ ہی اللہ رب العزت نے حد بھی مقرر فرما دی ہے کہ اپنے حق سے تجاوز نہ کرے ورنہ یہ خود ظالم ہو جائے گا، تاہم معاف کر دینے اور صبر اختیار کرنے کو زیادہ بہتر قرار دیا گیا ہے۔

[1] صحیح مسلم (۳۸/ ۲۶۹۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صبر...آخرت میں فائدہ دینے والا:

جب بھی زندگی میں کوئی مشکل، پریشانی یا کوئی تکلیف دہ واقعہ پیش آجائے تو اس وقت بس ایک بات کو یاد رکھیں ﴿إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ [الإنشراح:٦] ''تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔''

اور یہ کہ یہ ہمارے رب کی طرف سے امتحان ہے، جو ہمیں اس کے مزید قریب کردے گا، اور اس وقت اپنے رب پر توکّل اور صبر اختیار کرنے کی کوشش کرنا چاہیے، وہ صبر جو آخرت میں ہمیں فائدہ دینے والا ہو۔ اور اسے اختیار کرنے کا طریقہ یہ ہے:

۱۔ سب سے پہلے اللہ کی ذات اور صفات کو پہچانا جائے۔

۲۔ جو کچھ اللہ نے اپنے صاحبِ ایمان نیک اور صبر کرنے والے بندوں کے لیے تیار کر رکھا ہے اسے ذہن میں رکھا جائے۔

۳۔ وہ علم جو اللہ نے اپنے کلام قرآنِ کریم میں عطا فرمایا، یا اپنے رسول ﷺ کی زبانِ مبارک پر قرآن کے علاوہ جاری فرمایا اور پھر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرح اُسی علم کی حقانیت پر بغیر کسی شک و تردد کے ایمان رکھنا، اور پھر اُس ایمان کا عملی تقاضا بالکل اُس طرح مکمل کرنا جس طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے فرمایا، اور جس طرح رسول اللہ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کرکے دکھایا۔ تو ان شاء اللہ آخرت میں ہمیں اپنے رب کی رحمت ضرور حاصل ہوگی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ حقائق سمجھنے، اور ان پر عمل کرنے کی مشقت پر صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

رحمت یا زحمت؟

جہاں مصیبتوں کے وقت صبر اور اطاعت مومن کے لیے نعمتیں اور رحمتیں لاتے ہیں، وہیں نافرمانی اور بے صبری پر بندے کو اللہ کا قہر، غضب اور سزا بھگتنا پڑتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے:

''اجر کی مقدار مصیبت کی مقدار کے برابر ہوتی ہے۔ جب اللہ کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے، تو وہ انہیں مشکلات میں مبتلا کردیتا ہے، جو کوئی اللہ کے لکھے پر صبر کرتا ہے تو وہ اللہ کی رضا حاصل کرلیتا ہے۔ اور جو اللہ کے لکھے پر ناخوش ہوتا ہے تو وہ اللہ کے غضب و غصّے کا شکار ہو جاتا ہے۔''[1]

[1] سنن الترمذي، سنن ابن ماجه، الصحيحة للألباني (١/ ٢٢٧، رقم الحديث: ١٤٦)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حدیثِ رسول ﷺ سے یہ بات تو واضح ہوگئی ہے کہ بندے کو اختیار دیا گیا ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک کو حاصل کرلے، اللہ کی رضا یا اس کی ناراضی، اور کوئی بھی عقل مند انسان اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار نہیں ہونا چاہے گا۔ آج مسلمان ظلم اور زیادتیوں کے فتنہ اور آزمایش میں مبتلا ہیں اور یہ دور شدید صبر و استقامت طلب ہے۔اور یہ ضروری ہے کہ کفار کی یہ وقتی کامیابی ہماری استقامتِ دین پر کوئی اثر نہ ڈال سکے اور ہمارے توکّل علیٰ اللہ میں ذرّہ برابر بھی تزلزل یا کمی واقع نہ ہونے پائے۔ ہمارا رب زبردست انصاف کرنے والا ہے اور وہ دشمنانِ اسلام پر ان کے ظلم اور زیادتیوں کے سبب جلد ہی اپنا دردناک عذاب مسلّط کردے گا۔انھی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوٓا أَنَّمَا نُمْلِى لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ ۚ إِنَّمَا نُمْلِى لَهُمْ لِيَزْدَادُوٓا إِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴾ [آل عمران: ۱۷۸]

”کافر لوگ ہماری دی ہوئی مہلت کو اپنے حق میں بہتر نہ سمجھیں، یہ مہلت تو اس لیے ہے کہ وہ گناہوں میں اَور بڑھ جائیں‘ ان ہی کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔“

استقامتِ دین کے ساتھ ہمیں اس بات پر بھی غور وفکر کرنا چاہیئے کہ وہ کونسے اسباب اور وجوہات ہیں جن کی بنا پر آج دشمنانِ اسلام کو ہم پر غلبہ حاصل ہوگیا ہے؟ اور وہ کونسی چیز ہے جس نے ہمیں ان کے مقابلہ میں کمزور اور نہتے کر رکھا ہے؟ اللہ کی رحمتوں نے ہمارا ساتھ کیوں چھوڑ دیا ہے؟ ہم اپنے رب سے دور کیوں ہوگئے ہیں، کبھی ایک وقت تھا کہ مسلمان کفار کے مقابلہ میں ۳۱۳ سے زیادہ نہ تھے، مگر صبر کا دامن نہ چھوڑا، اللہ پر یقین اور توکّل تھا، پھر ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور رفتہ رفتہ اللہ نے انہیں ساری دنیا میں حکمرانی عطا کی۔اُس وقت دشمنانِ اسلام مسلمانوں کے ڈر سے کانپتے اور لرزتے تھے!

اگر ان کی اس کامیابی کی وجوہات پر غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان کی فتح اور کامیابی کی بنیادی وجہ ہی یہ تھی کہ مسلمانوں نے تقویٰ (پرہیزگاری ونیک نیتی)، توکّل علیٰ اللہ اور دین پر ہر آزمایش کے مقابلہ میں استقامت اختیار کیئے رکھی تھی جس سے کامیابی ان کا مقدّر بن گئی۔ نبیِ کریم ﷺ نے اُس دور میں پیشین گوئی کی تھی جبکہ مسلمان کامیابیوں پر کامیابیاں حاصل کرتے چلے جارہے تھے، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایک ایسا دن آجائے گا جس میں دشمنانِ اسلام کا پلہ بھاری

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے گا۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''عنقریب ہی کافر قومیں ہر طرف سے تم پر یوں ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کہ بھوکے لوگ کھانے کے برتن پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔کہا گیا:اے اللہ کے رسول! کیا اُس وقت مسلمانوں کی تعداد قلیل ہوگی؟ نبی ﷺ نے فرمایا:نہیں! بلکہ تم سیلاب کے جھاگ کی طرح بکثرت مگر بے جان ہوگے،تمھارے دلوں میں کمزوری ڈال دی گئی ہوگی اورتمھارے دشمنوں کے دل سے تمھارارعب ودبدبہ ختم کردیا جائے گا اور یہ اسلیئے کہ تم دنیا سے محبت اورموت سے نفرت کرنے لگ جاؤ گے۔''[1]

آج ہماری شکست کی وجہ یہی ہے کہ ہمارے اندر''دنیا کی محبت اورموت سے نفرت'' پیدا ہوگئی ہے، جبکہ ہمارے اسلاف کا یہ طریقہ تھا کہ وہ دین کی خاطر اپنی جانوں کو بھی قربان کردینے میں کوئی تردّد نہیں کرتے تھے۔اگر آج ہمیں ظلم وزیادتی برداشت کرنی پڑ رہی ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے سرزنش ویاددہانی ہے کہ ہم دین کی طرف لوٹ آئیں اورفرمانبرداری کے راستہ پر چل کر جنت کے مستحق بنیں۔پس جسے کواللہ تعالیٰ نے دنیا میں اس کے دین،صراطِ مستقیم یعنی اسلام پر استقامت عطا فرمائی،اسے آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ استقامت والے راستے پر قائم فرمائے گا جواللہ کی رضا اوراس کے ثواب کے ابدی ٹھکانے جنت تک پہنچانے والا ہے،اورجس قدر مضبوطی سے کوئی بندہ اس دنیا میں اللہ کے نازل کردہ دینِ اسلام پر کاربندرہا ہوگا اسی قدر اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں جہنم پر نصب کیے ہوئے پل صراط پر مضبوط و ثابت قدم رکھے گا اورجس چال سے دنیا میں کوئی بندہ اللہ کے نازل کردہ صراطِ مستقیم پر چلا ہوگا اللہ تعالیٰ اسے پل صراط پر ویسی ہی چال چلنے کی توفیق دے گا۔

ان حالات میں بھی مسلمانوں کوعفو ودرگزر اورصبر وتقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کی جارہی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ داعیانِ حق کا اذیتوں اور مشکلات سے دوچار ہونا اس راہِ حق کے ناگزیر مراحل میں سے ہےاوراس کا علاج صبر باللہ، استعانت باللہ،اوررجوع الی اللہ کے سوا کچھ نہیں۔[2]

یہاں یہ بات بھی یادرکھیں کہ کافروں،مشرکوں اور یہود و نصاریٰ وغیرہ کی طرف سے پہنچنے

[1] سنن أبي داود، مسند أحمد، صحيح الجامع، رقم الحديث (۸۱۸۳) الصحيحة، رقم الحديث (۹۵٦)

[2] تفسیر ابن کثیر.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والی تکلیفوں اور پریشانیوں پر صبر سے مراد یہ نہیں کہ ان کے ظلم، کفر، شرک اور عناد کو ہمیشہ اور ہر طرح برداشت ہی کیا جاتا رہے گا، نہیں، بلکہ انھیں اسلام کی دعوت دینے، حق اُن پر واضح کرنے، اور نہ ماننے کی صورت میں یا ان کی طرف سے اللہ کی شان میں گستاخی، یا اللہ کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی، اللہ کے دین کے خلاف کام کرنے، مسلمانوں کی جان و مال اور عزت وآبرو پر حملہ آور ہونے یا کسی بھی صورت میں انھیں نقصان پہنچانے کی صورت میں اُنہیں ہر ممکنہ طور پر نہ صرف روکنے بلکہ ان کے خلاف باقاعدہ جہاد کرنے کا حکم ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، یعنی نیکیوں کا حکم کرنے اور برائیوں سے روکنے میں جو کوئی مصیبت اور مشقت پیش آئے، اس پر صبر کیے رہنے کا حکم اللہ رب العزت نے اپنے نیک بندوں کو پیغام کے طور پر فرمایا، جس کا ذکر سورۃ لقمان (آیت: ۱۷) میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے:

﴿يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾

’’اے میرے بیٹے! نماز کو قائم رکھیے اور اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا اور برے کاموں سے منع کرتے رہنا اور جو مصیبت تم پر آجائے اس پر صبر کرنا، بے شک یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہیں۔‘‘

اس آیت میں حضرت لقمان علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے جو اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہے ہیں، اور اس کے ساتھ صبر کی تلقین کر کے کہہ دیا کہ صبر کا دامن تھامے رکھنا کیوں کہ یہ عزم و ہمت کے کاموں میں سے ہے اور یہ اہلِ عزم و ہمت کا ایک بڑا ہتھیار ہے۔ اس لیے صبر کو اللہ تعالیٰ نے، اس کی مدد کے حصول کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے سورۃ البقرۃ (آیت: ۴۵) میں فرمایا:

﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ﴾

’’صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو یہ بڑی چیز ہے مگر ڈر رکھنے والوں کے لیے۔‘‘

صبر اور نماز ہر اللہ والے کے دو بڑے ہتھیار ہیں، نماز کے ذریعے ایک مومن کا رابطہ وتعلق اللہ تعالیٰ سے استوار ہوتا ہے، جس سے اسے اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت حاصل ہوتی ہے، اور صبر کے ذریعے کردار کی پختگی اور دین میں استقامت حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”نبی ﷺ کو جب بھی کوئی شدید معاملہ پیش آتا تو آپ ﷺ فوراً نماز کا اہتمام فرماتے۔“[1]

میری بہنو اور بھائیو! قیامت تک آنے والے۔ اِنس وجن کے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول وعمل سے صبر کرنے کی ترغیب دی چنانچہ نبی ﷺ کو نبوت سے لے کر وفات تک بے شمار تکلیفیں دی گئیں۔ نماز کی حالت میں آپ ﷺ کے اوپر اونٹنی کی اوجھری ڈالی گئی۔ آپ ﷺ کو کاہن، جادوگر، شاعر اور مجنون کہہ کر مذاق اڑایا گیا۔ آپ ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دی گئی۔

آپ ﷺ کا ۳ سال تک سوشل بائیکاٹ کیا گیا، آپ ﷺ پر پتھر برسائے گئے۔ آپ ﷺ کو اپنا شہر چھوڑنا پڑا۔ آپ ﷺ غزوہ احد کے موقع پر زخمی کیے گئے، آپ ﷺ کے دانت توڑے گئے۔ آپ ﷺ کو زہر دے کر مارنے کی کوشش کی گئی۔ آپ ﷺ نے کبھی ایک دن میں دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ پر ۲،۲ پتھر باندھنے پڑے۔ آپ ﷺ کے گھر میں ۲،۲ مہینے تک چولھا نہیں جلتا تھا۔ آپ ﷺ کے اوپر پتھر کی چٹان گرا کر مارنے کی کوشش کی گئی۔ غرضیکہ سید الانبیاء وسید البشر ﷺ کو مختلف طریقوں سے ستایا گیا مگر آپ ﷺ نے صبر کا دامن کبھی نہیں چھوڑا۔

لہٰذا ہمیں بھی آپ ﷺ کی زندگی سے یہ سبق لینا چاہیے کہ جیسے بھی حالات ہم پر آئیں ہم ان پر صبر کریں اور اپنے نبی ﷺ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کریں نہ کہ موت کی تمنا کریں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ دنیا میں کوئی بھی بشر ایسا نہیں جسے پریشانیوں، مصیبتوں، تکلیفوں اور دشواریوں کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ خالقِ کائنات نے قرآنِ کریم کی سورۃ البلد کی آیت ۱ تا ۴ میں ۳ چیزوں کی قسم کھا کر قیامت تک کے لیے اصول وضابطہ بیان فرما دیا ہے کہ دنیا میں انسان کو اس طرح پیدا کیا گیا ہے کہ اسے زندہ رہنے کے لیے کسی نہ کسی شکل میں مشقت ضرور اٹھانی پڑتی ہے چاہے وہ کتنا ہی بڑا حاکم یا دولت مند شخص کیوں نہ ہو۔ سب سے زیادہ انبیاء علیہم السلام کو مصیبتوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، علماء دین اور صالحین کو بھی دشوار کن مراحل سے گزرنا پڑا۔

زندگی سدا ایک جیسی نہیں ہوتی۔ آسودگی وتنگی ترشی، دھوپ چھاؤں اور گرمی سردی کی طرح

[1] مسند أحمد (٥/ ٣٨٨، رقم الحديث (٨٨، ٢٣) سنن أبي داود، رقم الحديث (١٣١٩)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رحمت کے ساتھ ساتھ زحمت بھی زندگی کی اٹل حقیقت ہے۔ اور عقل مندی یہ ہے کہ اس کی ناخوش گوار یوں کا خوش گواری کے ساتھ سامنا کیا جائے۔ کیوں کہ ہم پر جو بھی پریشانیاں، تکلیف، دکھ، غم یا بیماری یعنی ہر قسم کی دشواریاں آتی ہیں یہ یا تو ہمارے اعمال کی سزا ہوتی ہے یا پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہماری آزمایش ہوتی ہے۔ آج ہم اللہ کی نُصرت سے محروم ہوگئے ہیں!! اور اس کا واضح سبب یہ ہے کہ ہماری زندگی میں اسلام صرف چند عبادات تک ہی محدود ہو کر رہ گیا ہے! ہم نے گناہوں کو اپنا کر تقویٰ اور پرہیزگاری کی زندگی ترک کر دی ہے۔ لوگ اپنا وقت، طاقت اور دولت اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی بجائے، اسے بے سود و بیکار امور میں صَرف کر رہے ہیں۔ چونکہ ہم اللہ کے احکام کی بجا آوری اور ذمہ داریوں کی ادائیگی سے اپنے آپ کو دور کر چکے ہیں، اللہ تعالیٰ نے بھی ہمیں اپنی مہربانیوں اور رحمتوں سے محروم کر دیا ہے۔ قرآنِ کریم کی سورۃ الرعد (آیت: ۱۱) میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ﴾

''کسی قوم کی حالت اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اُسے نہ بدلیں جو ان کے دلوں میں ہے۔''

قرآنِ کریم کے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ﴾

[الأنفال: ٥٣]

''یہ اس لیے کہ اللہ ایسا نہیں کہ کسی قوم پر کوئی نعمت انعام فرما کر پھر بدل دے جب تک کہ وہ خود اپنی اس حالت کو نہ بدل دیں۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک کوئی قوم کفرانِ نعمت کا راستہ اختیار کرکے اور اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی سے اعراض کرکے اپنے احوال و اخلاق کو نہیں بدل لیتی، اللہ تعالیٰ اس پر اپنی نعمتوں کا دروازہ بند نہیں فرماتا، دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ گناہوں کی وجہ سے اپنی نعمتیں سلب فرما لیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کے مستحق بننے کے لیے ضروری ہے کہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے، گویا تبدیلی کا مطلب یہی ہے کہ قوم گناہوں کو چھوڑ کر اطاعتِ الٰہی کا راستہ اختیار کرے، اپنے رب سے اپنے لیے صبر و استقامت کی دعا مانگے، گناہوں سے توبہ کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں استقامت، صبر اور ہمت والی زندگی عطا فرمائے۔ اللہ ہمارے اندر دین کے معاملہ میں جو کمزوری ہے، اسے ختم کرنے میں ہماری مدد فرمائے، اللہ ہمارے دلوں میں آخرت کی محبت ڈال دے، اے اللہ! ہمیں صبر کرنے والوں میں شمار فرما۔ آمین ثم آمین

مصادر و مراجع

- تفسیر ابن کثیر
- تفسیر حافظ صلاح الدین یوسف
- صحیح بخاری
- صحیح مسلم
- تزکیہ النفوس تالیف: علامہ ابن رجب حنبلی، علامہ ابن القیم الجوزی ابو حامد الامام الغزالی رحمہ اللہ۔ ترجمہ: مولانا محبوب احمد قمر الزمان اعظمی
- صادر: ''شرکہ الجریسی الدمام'' الرسالۃ، جمادی الاولی ۱۴۳۰ھ، ص: ۴ تا ۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جادو کی اقسام اور جادوگر کا تعارف

(1)

خطبہ مسنونہ کے بعد:

میری بہنو! آج کے درس میں ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ جادو کیا ہے؟ اس سلسلے میں ہم سب سے پہلے قرآن کریم کی روشنی میں جن اور جادو کی حقیقت کو جاننے کی کوشش کریں گے: قرآن کریم کے دلائل کہ حوالہ سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ شیطان اور جن موجود ہیں۔ چنانچہ یہ بات بھی آپ کے احاطہ علم میں ہونی چاہیے کہ جن، شیطان اور جادوگر کے درمیان بہت گہرا تعلق ہے بلکہ یوں سمجھنا چاہیے کہ جن اور شیطان ہی جادو کے بنیادی کردار ہیں۔ قرآنی دلائل کے باوجود بعض لوگوں نے جنوں کے وجود کا انکار کیا تو ساتھ ہی وہ جادو کے وجود کے بھی منکر ہوئے۔ چنانچہ پہلے ہم جنات اور شیاطین کے وجود پر قرآن کریم کے دلائل پیش کریں گئے۔

جنات کے متعلق قرآنی آیات:

۱۔ سورۃ الاحقاف (آیت: ۲۹) میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ﴾

''(اے میرے نبی! یاد کرو وہ وقت) جب ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو آپ کی طرف متوجہ کیا جو قرآن سن رہے تھے۔''

۲۔ اور سورۃ الانعام (آیت: ۱۳۰) میں ارشاد فرمایا:

﴿يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا﴾

''اے جنوں اور انسانوں کی جماعت! کیا تمھارے پاس میں نے اپنے رسول نہیں بھیجے جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمھارے سامنے میری آیات پڑھتے ہیں اور تمھیں اس (قیامت کے) دن کی ہولناکیوں سے ڈراتے ہیں۔''

۳۔ سورۃ الجن (آیت:۱) میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا﴾

''(اے نبی) آپ کہہ دیں کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا اور کہا ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔''

اسی سورت میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا﴾ [الجن:٦]

''بات یہ ہے کہ چند انسان جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سر کشی میں اور بڑھ گئے۔''

میری بہنو! اس کے علاوہ بھی اس موضوع سے متعلق قرآنی آیات ہیں جو کہ بہت زیادہ مشہور و معروف ہیں، جبکہ اس ضمن میں اتنا ہی جان لینا کافی ہے کہ قرآنِ کریم میں مستقل ایک سورۃ ''الجن'' یعنی جن کے نام سے موسوم ہے اور لفظ ''جن'' قرآنِ کریم میں ۲۲ مرتبہ آیا ہے۔ اور لفظ جان ۷ مرتبہ آیا ہے اور شیطان کا لفظ ۶۸ مرتبہ اور شیاطین کا لفظ ۱۷ مرتبہ ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے اس موضوع کے متعلق قرآنی دلائل کی کثرت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

احادیث کے حوالے سے:

احادیث میں بھی اس مسئلے کو صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے ان میں سے چند ایک احادیث آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں۔

۱۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غائب پایا تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنا شروع کیا۔ تمام وادی دَرّے چھان مارے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ ملے تو ہم لوگوں نے سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غائب کر دیے گئے ہیں یا قتل کر دیے گئے ہیں۔ اس رات سے زیادہ پریشان کن اور بری رات ہم پر نہیں گزری۔ جب صبح ہوئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا کی طرف سے آرہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ہم میں سے غائب ہوگئے اور ہم نے آپ کو بہت تلاش کیا مگر ہم نے آپ کو کہیں نہیں پایا اور ساری رات پریشانی میں گزاری۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''میرے پاس جنوں کا ایک قاصد آیا تھا، میں ان کے ساتھ چلا گیا اور ان کے سامنے قرآنِ کریم کی تلاوت کی۔''

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنوں کے آثار ونشانات اور علامات دکھائیں اور ان کی آگ جلانے کی جگہ بھی دکھائی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ: جنوں کی غذا کیا ہے؟ تو نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا:

''ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام لیا جائے تو وہ ان کے لیے گوشت سے بھر جاتی ہے اور تمھارے جانوروں کا گوبر بھی ان کی غذا ہے۔ پھر تو نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ہڈیوں او گوبر سے استنجا نہ کریں کیوں کہ وہ تمھارے بھائیوں کا کھانا ہے۔''[1]

۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

''لگتا ہے کہ تمھیں بکریوں اور صحرا سے زیادہ پیار ہے؟ پس جب بھی تم اپنی بکریوں کے ساتھ صحرا میں ہو تو تم نماز کے لیے بلند آواز سے اذان دیا کرو۔ کیوں کہ مؤذن کی آواز جو بھی جن، انسان اور کوئی بھی چیز سنتی ہے تو وہ قیامت کے دن اس کی گواہی دے گی۔''[2]

۳۔ اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ اپنے چند ساتھیوں کو لے کر نکلنے، آپ ﷺ کا ارادہ عکاظ کے بازار میں جانے کا تھا۔ ادھر شیاطین اور آسمان سے آنے والی خبروں کے درمیان رکاوٹیں پیدا کر دی گئی تھیں اور ان شیاطین پر ستارے ٹوٹنے لگ گئے تھے، چنانچہ جب وہ اپنی قوم کے پاس خالی واپس آتے تو آکر انھیں بتاتے کہ ہمیں کئی رکاوٹوں کا سامنا ہے اور ہمیں شہابِ ثاقب کی مار پڑنے لگ گئی ہے، وہ آپس میں کہنے لگے: ضرور کوئی خاص بات پیش آئی ہے، لہٰذا مشرق ومغرب میں پھیل جاؤ اور دیکھو کہ یہ رکاوٹیں کیوں پیدا ہو رہی ہیں۔ چنانچہ تہامہ کا رخ کرنے والے شیاطین یعنی جنات آپ ﷺ کی طرف آ نکلے۔ آپ اس

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٤٥٠) مسند أحمد (١/ ٤٣٦)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٦٠٩) سنن النسائي، رقم الحديث (٦٤٥) ابن ماجه (٧٢٣)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقت وادیٔ نخلہ میں تھے اور عکاظ میں جانے کا ارادہ فرما رہے تھے۔ نبیِ کریم ﷺ نے فجر کی نماز پڑھی تو ان جنات کے کانوں میں قرآن کی آواز پڑی وہ اسے غور سے سننے لگے اور کہنے لگے:

((هٰذَا وَ اللّٰهِ الَّذِیْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ))

''اللہ کی قسم! یہی وہ چیز ہے جو ہمیں آسمان کی خبریں سننے سے روک رہی ہے۔''

پھر یہ اپنی قوم کے پاس آئے اور ان سے کہا:

﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ۝ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ ۖ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا﴾

[الجن: ۱۔ ۲]

''ہم نے عجیب وغریب قرآن سنا ہے جو کہ بھلائی کا راستہ دکھاتا ہے، لہٰذا ہم تو اس پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم ہرگز کسی کو بھی اپنے رب کا شریک نہیں بنائیں گے۔''

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نبیِ کریم ﷺ پر سورۃ الجن نازل فرمائی اور آپ ﷺ کو جنوں کی بات چیت کے بارے میں بذریعہ وحی آگاہ کر دیا۔ قرآنِ کریم کی طرح جادو اور جادوگروں کے متعلق حدیثِ رسول ﷺ میں بے شمار دلائل موجود ہیں، اور دینِ اسلام سے معمولی سی واقفیت رکھنے والا انسان بھی اس بات کو سمجھتا اور اس پر ایمان رکھتا ہے۔ ہمارے معاشرے کا ایک بڑا طبقہ جو جادو اور اس کے اثرات نیز جنوں اور شیطانوں کی ایذارسانی پر یقین رکھتا ہے، وہ بھی مختلف قسم کی غیر شرعی باتوں، توہمات اور خرافات میں مبتلا ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ اس مسئلے کو قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح کر دیا جائے، تاکہ معلوم ہو جائے کہ جادو ایک حقیقت ہے نہ کہ خیالی باتیں یا فرضی افسانہ۔

اہلِ علم کی رائے:

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کچھ منچلوں نے جادو کا انکار کیا، اور اس کی حقیقت کو باطل قرار دیا ہے۔ ان کے لیے قرآن و حدیث کی رو سے ہم اتنا ہی کہیں گے کہ جادو کا وجود ثابت ہے اور اس کی حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ زمین پر رہنے والی اکثر قومیں خواہ ان کا تعلق عرب سے ہو یا فارس سے یا برِّ صغیر سے اور کچھ اہلِ روم بھی جادو کے وجود پر متفق ہیں۔ یہی لوگ اہلِ زمین میں افضل ترین ہیں۔ اور علم و حکمت کے اعتبار سے بھی دوسروں سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ [البقرۃ: ۱۰۲] ''وہ لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز اللہ تعالیٰ نے جادو سے بچنے کا طریقہ بھی بتایا ہے۔ جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ﴾

''اور گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے۔''

امام قرطبی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وہ جادوگر عورتیں جو دھاگوں کی گرہیں بنا کر ان پر دم کرتی اور پھونکتی ہیں۔ (اے پروردگار میں تیری پناہ میں آتا یا آتی ہوں) گرہ لگا کر ان میں پھونکنے والیوں کے شر سے۔''

اس سلسلے میں نبی ﷺ سے احادیث ثابت ہیں جن کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا، مگر وہ جنہیں حقائق سے انکار کی عادت پڑ چکی ہے۔ لہٰذا اسے حقیقت کے سوا اور کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ قرآن و حدیث اور اجماعِ امت سب اس بات پر متفق ہیں کہ جادو کا وجود ہے اور وہ ایک اٹل حقیقت ہے۔ اس کے مقابل میں چند نا قابلِ ذکر لوگوں کا اختلاف کوئی معنی نہیں رکھتا۔

جادو کی لفظی تعریف:

میری بہنو! آج کے درس میں ہم اب یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ جادو کیا ہے؟ اس سلسلہ میں امام ازہری فرماتے ہیں کہ جادو کی اصلیت یہ ہے کہ کسی چیز کی حقیقت کو مسخ کر کے اس کے برعکس ظاہر کیا جائے۔ گویا کہ جادوگر باطل کو حق کی صورت میں دیکھتا ہے اور اشیاء کو ان کی حقیقت کے برعکس خیال کرتا ہے تو گویا اس نے کسی چیز کو اس کے اصل چہرے سے پھیر دیا۔ عربوں نے جادو کا نام سحر اسی لیے رکھا کہ وہ صحت و تندرستی کو مرض میں تبدیل کر دیتا ہے۔ ابن فارس نے کہا ہے جادو، باطل کو حق کی شکل میں پیش کرنے کا ہی نام ہے۔[1]

جادو کے شرعی معنیٰ:

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جادو کی شرعی تعریف ہر اس کام پر ثابت ہوتی ہے جس کا سبب مخفی ہو اور جس کی حقیقت کے خلاف اس کا خیال ہو۔ یا یوں کہیں کہ وہ دھوکا دہی اور ملمع سازی کا دوسرا نام ہے۔[2]

---

[1] المصباحِ المنير (ص: ٢٦٧) المكتبه العلميه، بيروت.

[2] المصباح المنير (ص: ٢٦٨) بيروت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں کہ جادو اور جھاڑ پھونک الفاظ سے عبارت ہے۔ اب یہ الفاظ خواہ تحریری ہوں یا تقریری جن کے ذریعے کوئی ایسا کام کیا جائے جو جادو زدہ انسان کے جسم یا اس کے دل و دماغ پر بلا واسطہ اثر انداز ہو جائے جس پر جادو کرنا مقصود ہو اور جادو واقعتاً اثر رکھتا ہے۔

۱۔ جادو کی ایک ایسی قسم ہے جس سے انسانوں کو قتل بھی کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ اور ایک وہ جادو ہے جس کے ذریعے انسان کو بیمار کر دیا جاتا ہے۔

۳۔ اور ایک قسم وہ ہے جس کے ذریعے انسان کو نامرد بنا دیا جاتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مرد اپنی بیوی سے مباشرت کے قابل نہیں رہتا۔

۴۔ اور ایک جادو وہ ہے جس کے ذریعے میاں بیوی میں علیحدگی پیدا کر دی جاتی ہے یعنی ایک دوسرے کے دل میں نفرت پیدا کر سکتا ہے۔

۵۔ اور ایک وہ جادو ہے جس کے ذریعے سے ایک دوسرے کو آپس میں دشمن بنا دیا جاتا ہے۔

۶۔ اور ایک وہ بھی ہے جس سے ایک دوسرے کے درمیان محبت پیدا کر دی جاتی ہے۔[1]

جادو کی اصل:

ازہری کہتے ہیں کہ جادو (سحر) ایک ایسا کام ہے جس میں شیطان کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے اور یہ اس کی مدد سے ہوتا ہے۔ لہٰذا شیطان اور جادوگر کے درمیان ایک معاہدہ ہوتا ہے کہ جادوگر بعض محرمات اور شرکیات کا ارتکاب کرے گا جس کے بدلے میں شیطان اس کی مدد معاونت کرے گا۔

کچھ جادوگر تو ایسے بھی ہیں جو نعوذ باللہ قرآنِ ﷺ کریم کو پاؤں سے لپیٹ کر بیت الخلاء میں جاتے ہیں۔ اور بعض جادوگر وہ ہیں جو قرآنی آیات کو غلاظت سے لکھتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جو قرآنی آیات کو حیض کے خون سے لکھتے ہیں۔ اور بعض جادوگر ایسے بھی ہیں جو اپنے پاؤں کے تلوؤں پر قرآنی آیات لکھتے ہیں۔ اور کچھ ایسے ہیں جو سورۃ فاتحہ کو الٹا لکھتے ہیں۔ اور کچھ وہ ہیں جو نماز کو بغیر وضو کے پڑھتے ہیں۔ اور کچھ ہر وقت جنابت کی حالت میں رہتے ہیں۔ اور بعض وہ جادوگر ہیں جو شیطان کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں یعنی اللہ کے نام کے بجائے شیطان کا نام لے کر ذبح کرتے

[1] المغني (۱۰۰/ ۱۰٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اور پھر اسی ذبح شدہ جانور کو کسی ایسی جگہ پھینک دیتے ہیں جس کی نشاندہی شیطان کرتا ہے۔ ان میں سے کچھ ایسے بھی جادوگر ہیں جو ستاروں کو پکارتے ہیں اور انھیں سجدہ کرتے ہیں۔ اور بعض جادوگر ایسے بھی ہیں جو اپنی ماں یا بیٹی سے بدکاری کرتے ہیں، اور بعض ایسے ہیں کہ وہ طلسم غیر مفہوم زبان میں لکھتے ہیں جو کہ کفریہ کلمات پر مشتمل ہوتا ہے۔ جادوگر میں کامیاب جادوگر میں ان صفات کا پایا جانا ضروری ہے۔

جادوگر میں کے اندر کن شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے؟

۱۔ جادوگر اپنی زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی اپنا نفس اور اپنی تمام ملکیت یعنی مال و جائیداد، گھربار اور ذُرّیّت شیطان کے ہاتھوں فروخت کر دے۔

۲۔ اس کے پاس عناد و سرکشی، اصرار اور مکر و فریب کی ایسی طاقت ہو جو اسے شیطانی عقیدے سے ٹلنے نہ دے، چاہے اس کے لیے اسے انتہائی سخت اور کٹھن اذیت و اہانت برداشت کرنی پڑے۔

۳۔ وہ اتنا بے حیا، بے شرم اور بے ضمیر ہو کہ شفقت و رحمت، مہربانی اور دیگر انسانی اور شریف جذبات سے بالکل عاری ہو۔

۴۔ اپنے سردار ابلیس یا اس کے کسی چیلے کے خوفناک شکل میں سامنے آنے پر یا کوئی مہلک ہتھیار یا موت کا پھندا دیکھنے پر اس پر گھبراہٹ نہ طاری ہو۔

۵۔ اس کی مدد کرنے میں اگر ابلیس ٹال مٹول کرے یا مدد کرنے سے انکار کر دے تو وہ تنگ دل نہ ہو، بلکہ اس مدد کے طلب کرنے میں طاقت بھر اصرار کرے، اور جب اس سے دین یا آداب یا عرفِ عام یا انسانی قانون کے خلاف کوئی عمل طلب کیا جائے تو اس کی تعمیل و تنفیذ میں افسوس نہ کرے اور نہ ہی ملولِ خاطر ہو۔

۶۔ وہ اپنی طاقت بھر جادوگری کے کام انجام دے، پابندی سے اس فن کا مطالعہ کرتا رہے اور یہ جادوگر جن شیطانی طریقوں، جشن اور اجتماعات کا مطالعہ کرے، ان کی تنفیذ کرے، اور ان اعمال، جشن اور اجتماعات کے نتیجہ میں خود اسے یا اس کے علاوہ کسی اور کو جو مصیبت و پریشانی لاحق ہو اس کی پرواہ نہ کرے، بلکہ ان شیطانی اجتماعات میں وقتِ مقررہ پر حاضر ہو اور متعین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اوقات میں ان کی تنفیذ کرے۔

۷۔ وہ فطری یا کسی طور پر ہر بھلائی اور ہر عمدہ خصلت سے مکمل جاہل ہو۔

۸۔ وہ شیطان کی قوت و طاقت، اور اس کی معاون خبیث و شریر روحوں کی طاقت کا پختہ اعتقاد رکھے۔ ان کے احکام واوامر کا فرمانبرداراوران کے قوانین وشرائط کا پابند ہو۔

۹۔ وہ تمام ادیان و مذاہب کا سخت دشمن ہو، ان پر اپنا غیظ وغضب ظاہر کرے۔ ان کا استہزاء کرے، اور تمام آسمانی کتابوں سے اپنی براءت ظاہر کرے، انھیں پھاڑے اوران کی بے حرمتی کرے۔

۱۰۔ وہ ہر قسم کے اخلاقی جرم، ہر معصیت اور برائی کے ارتکاب کے لیے تیار رہے، بلکہ فسق و فجور اور اباحیت میں بالکل غرق ہو۔

۱۱۔ وہ اپنے لباس اور طرزِ زندگی سے غلاظت اور خِسّتِ نفس کا نمونہ ہو اور اس نے اپنے لیے پانی اور صابن کو ہمیشہ کے لیے حرام ٹھہرالیا ہو۔ تاکہ اس کے جسم، اور اس کی رہائش گاہ سے دائمی طور پر ایسی ناپسندیدہ اور سخت بدبو آئے جو اس کے ساتھیوں کے درمیان اس کی پہچان ہو۔

۱۲۔ وہ اپنا زیادہ تر وقت، یا ممکن ہو تو سارا وقت، لوگوں سے الگ تھلگ رہ کر گزارے، نہ تو ان سے تعامل کرے اور نہ ہی رابطہ رکھے، سوائے ان حالات کے کہ جب اس سے جادو کے کام انجام دینے اور لوگوں کو ضرر پہنچانے کے لیے ان سے رابطہ رکھنے کا مطالبہ کیا جائے۔

یہاں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جن ّ بلا وجہ جادوگر کی مدد نہیں کرتا بلکہ اس کا خاطر خواہ معاوضہ وصول کرتا ہے۔ اور جادوگر جس قدر کفر میں آگے بڑھتا جائے گا شیطان اس کا اتنا ہی فرمانبردار ہوتا چلا جائے گا اور اس جادوگر کے اشاروں پر ناچے گا۔ اور اگر جادوگر شیطان کے احکامات بجالانے میں کوتاہی کرتا ہے تو شیطان جادوگر کی خدمت سے پہلو تہی کرتا ہے اور نافرمان بن جاتا ہے۔ جادوگر اور شیطان دو ایسے دوست ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں متفق ہو چکے ہیں۔ جب آپ جادوگر کے چہرے پر نظر ڈالیں گے تو آپ کو محسوس ہوگا کہ اس کے چہرے پر کفر کی نحوست برس رہی ہے گویا کہ وہ ایک خوفناک سیاہ بادل ہے۔ جب جادوگر کو آپ قریب سے جاننے کی کوشش کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ اس کی زندگی نہایت ہی تکلیف دہ اور تنگ ہے اور وہ اپنی ذات میں انتہائی بے چینی کا شکار ہوتا ہے نہ کبھی چین سے سوسکتا ہے اور نہ کبھی اس کو اطمینانِ قلب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نصیب ہوتا ہے۔ بلکہ وہ نیند میں بار بار گھبراہٹ کا شکار ہوتا ہے۔

بہت سے جادوگروں کے بچے نہیں ہوتے اور اگر کسی کے ہیں تو شیطان اس کے بیوی بچوں کو بہت تکلیف دیتا ہے۔ اور ان کے درمیان اختلاف کی ایک خلیج پیدا کر دیتا ہے، سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ جو بھی میرے ذکر سے منہ موڑے گا تو یقیناً اس کی زندگی اس کے لیے انتہائی تنگ ہو جائے گی۔

معاشرے میں جادوگر کے کام:

جادوگر معاشرے میں ہر طرح کی گندگی اور فساد پھیلاتا ہے اور اس سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ وہ کسی بھی مخلوق کی ایذاء رسانی یا انتہائی گھٹیا برائی کا ارتکاب کرنے میں تردد نہیں کرتا۔ اسی طرح کھیتی باڑی اور چوپایوں کو ہلاک و برباد کر دینا، آگ لگا دینا، تجارتی سامانوں کو تلف کر دینا، میاں بیوی کے درمیان تفریق ڈال دینا، انھیں بانجھ بنا دینا، جنسی طاقت کو کمزور کرنے یا سرے سے ختم کر دینے کے لیے مخصوص مرہم تیار کرنا، حاملہ عورت کا حمل ضائع کر دینا، لوگوں کو جنون اور حیرانگی میں مبتلا کر دینا، پیار و محبت اور بغض ونفرت کے لیے خاص پاؤڈر تیار کرنا اور شادی سے پہلے منگنی یا عقد نکاح کو منسوخ کرا دینا جادوگر کے پسندیدہ اعمال میں شامل ہے۔

جادوگر اسی انداز سے جادو پھیلاتا رہتا ہے جو معاشرے کی ہڈیوں میں لگ کر اسے کمزور کر دیتے ہیں، اور اگر ان جراثیم کا خاتمہ نہ کیا جائے تو معاشرے کا جسم کمزور ہو جاتا ہے۔

جادو کی اقسام:

اب ہم بات کریں گے جادو کی اقسام کے حوالہ سے تو اس سلسلہ میں امام ابوعبداللہ کے نزدیک جادو کی قسمیں یہ ہیں:

۱۔ **کلدانیوں کا جادو:** کوکبہ، مشہور سات ستاروں کی پرستش کرتے تھے، ان کا عقیدہ تھا کہ ستارے ہی کائنات کا نظام چلاتے ہیں اور وہی خیر وشر کے مالک ہیں اور انھوں نے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا تھا۔

۲۔ **وہم کا جادو:** امام رازی رحمہ اللہ نے استدلال کیا کہ وہم و خیالات کو کسی واقعہ میں کافی دخل ہوتا ہے کیوں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب درخت کا تنا زمین پر پڑا ہو تو کوئی بھی انسان اس پر آسانی سے چل سکتا ہے۔ اور اگر اس تنے کو کسی دریا یا نہر پر رکھ دیا جائے تو اس پر چلنا مشکل ہو جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ **جنوں سے مدد طلب کرنا:** ان جنوں کی دو قسمیں ہیں (۱) مومن (۲) کفار۔ کفار جنوں کو ہی شیطان کہتے ہیں۔ امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انھیں (یعنی جادوگروں کو) ارحوا (شیطان) کے ذریعے جادو تک رسائی ہوتی ہے۔

۴۔ **شعبدہ بازی اور نظر بندی:** یہ وہ علم یا ہنر ہے جس کی وجہ سے لوگوں کی نظر یعنی توجہ ہر طرف سے ہٹا کر کسی خاص چیز پر مرکوز کر کے انھیں بے وقوف بنایا جاتا ہے۔

لہٰذا جب یہ صورت ہو جاتی ہے تو جادوگر کو اپنی من مانی کرنے میں کافی آسانی ہو جاتی ہے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام رازی رحمہ اللہ نے لفظِ جادو کے لغوی معنیٰ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بہت سی ایسی چیزوں کو جادو قرار دیا ہے جو جادو نہیں ہیں۔

جادوگر جن کو کیسے حاضر کرتا ہے؟

جنات کو حاضر کرنے کے مختلف اور متعدد طریقے ہیں اور سب کے سب صریحاً کفر و شرک سے عبارت ہیں، ان میں سے صرف آٹھ کا مختصر طور پر ہم ذکر کریں گے۔ اور ہر طریقے میں استعمال کیے جانے والے شرک کی بھی وضاحت آپ کے سامنے رکھنے کی کوشش کریں گے، اس لیے کہ بے چارے سادہ لوح مسلمان قرآنی علاج اور جادو میں فرق نہیں کر سکتے جبکہ پہلے کا تعلق ایمان سے اور دوسرے کا شیطان سے ہے۔ اور معاملہ اس وقت پیچیدہ ہوتا ہے جب چالاک قسم کے جادوگر اپنے کفریہ منتر کو آہستہ پڑھتے ہیں اور اس کے درمیان میں جو قرآنی آیات ہوتی ہیں وہ با آوازِ بلند مریض کو سنا کر پڑھتے ہیں اور مریض بے چارہ یہی سمجھتا ہے کہ اس کا علاج قرآن سے کیا جا رہا ہے حالانکہ فی الواقع ایسا نہیں ہوتا لہٰذا مریض جادوگر کی ہر بات کو ماننے لگتا ہے۔

جن کو حاضر کرنے کے طریقے:

۱۔ **طریقۂ قسم:** اس طریقہ میں جادوگر اندھیرے کمرے میں داخل ہوتا ہے پھر آگ جلا کر کوئی خاص قسم کی دھونی دیتا ہے جیسا اس کو مقصود ہو۔ اگر اس کا مقصد ایک دوسرے سے علیحدگی یا دشمنی پیدا کرنا وغیرہ ہو تو وہ آگ پر بدبودار چیزیں جلاتا ہے، اور جب ایک دوسرے کے درمیان محبت پیدا کرنے کا جادو یا مرد کو اس کی بیوی کے قریب کرنے کا جادو یا کسی جادو کا توڑ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنا مقصود ہو تو خوشبودار چیزوں کی دھونی دیتا ہے اور پھر وہ اپنے شرکیہ کلمات پڑھنے لگتا ہے جس میں وہ جنوں کے سردار کی قسم کھاتا ہے اور ان سے ان کا نام سوال کرتا ہے۔ اسی طرح شرک کے کئی دوسرے طریقے بھی استعمال کیے جاتے ہیں، جیسا کہ بڑے جنوں کی تعظیم اور ان سے فریاد کرنا۔ بشرطیکہ جادوگر ملعون ناپاک ہو، یا جنبی ہو، یا ناپاک کپڑے پہنے ہوئے ہو اور جب وہ اپنے کفریہ کلمات ادا کر کے فارغ ہو جاتا ہے تو اس کے سامنے کتے کی شکل یا اژدہا کی شکل میں ہیولا سا نمودار ہوتا ہے تو اس کے سامنے جادوگر اپنا مقصد بیان کرتا ہے۔ اور کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ جادوگر کے سامنے کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی بلکہ صرف ایک آواز سنائی دیتی ہے، اور جادوگر اسی سے مقصد بیان کرتا ہے، اور کبھی تو آواز بھی نہیں سنتا بلکہ جس شخص پر جادو کرنا ہوتا ہے اس کی کسی چیز پر گرہیں لگائی جاتی ہیں مثلاً اس کے بال یا اس کے کپڑے کا کوئی ٹکڑا جس میں اس کا پسینہ لگا ہوا ہو۔ پھر جادوگر اپنا مطلب بیان کرتا ہے۔

۲۔ **ذبح کرنے کا طریقہ:** اس طریقہ میں جادوگر اپنے جن کی حسب منشا کسی مخصوص اوصاف والے پرندے جانور اور مرغی یا کبوتر کو طلب کرتا ہے، اور عموماً یہ چیزیں کالے رنگ کی ہوتی ہیں، کیوں کہ جن کالے رنگ کو ہی ترجیح دیتے ہیں، اور پھر جادوگر بسم اللہ پڑھے بغیر ہی اسے ذبح کرتا ہے اور کبھی مریض کو اس کے خون سے رنگ دیا جاتا ہے اور کبھی ایسا نہیں بھی کیا جاتا۔ اور پھر اس جانور کو کسی کھنڈرات یا کسی ویران جگہ یا کسی ویران کنویں میں جو کہ عموماً جنوں کا مسکن ہوتا ہے پھینک دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد جادوگر واپس اپنے گھر آ کر شرکیہ کلمات کی رٹ لگاتا ہے اور جنوں کو اپنے احکامات صادر کرتا ہے، اس طریقے میں آدمی دو مقامات پر شرک کا شکار ہوتا ہے۔ پہلا مقام جنوں کے لیے ذبح کرنا حالانکہ یہ تمام علماء کے نزدیک بالاتفاق حرام ہے، کیوں کہ یہ شرکِ اکبر میں سے ہے (کیوں کہ یہ غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا ہے) کسی مسلمان کے لیے اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

۳۔ **طریقۂ سفلی:** جادوگروں کے یہاں یہ طریقہ سفلی کے نام سے مشہور ہے، جادوگر کے تابع کافی شیاطین ہوتے ہیں جو جادوگر کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور اس کے حکم کو نافذ کرتے ہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیوں کہ یہ جادوگر کفر میں سب سے زیادہ سبقت لے گیا ہوتا ہے اور الحاد میں بھی بے مثال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو۔ اس طریقہ کا خلاصہ درجِ ذیل ہے۔ مثلاً:

جادوگر ملعون قرآنِ کریم کو جوتے کے طور پر (نعوذ باللہ) اپنے پاؤں میں استعمال کرتا ہے پھر اس سمیت لیٹرین (بیت الخلاء) میں داخل ہوتا ہے۔ لیٹرین میں داخل ہو کر اپنے کفریہ کلمات کو پڑھتا ہے، پھر بیت الخلاء سے واپس نکل کر اپنے حجرے میں آتا ہے اور جنوں کو اپنے مقصد سے آگاہ کرتا ہے جن اس کی فرمانبرداری کے لیے بہت مستعد ہو جاتے ہیں یہ اس لیے کہ جادوگر کفر کے بعد شیطان کا بھائی بن جاتا ہے۔ جادوگر کے اس مرتبے تک پہنچنے کے لیے ضروری ہے کہ جادوگر نے کئی کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کیا ہو۔ مثلاً اپنی محارم عورتوں سے زنا کرنا، لواطت کرنا، غیر عورت سے زنا کرنا، یا دین کو برا بھلا کہنا وغیرہ ان سب افعال کا مقصد صرف اور صرف شیطان کو خوش کرنا ہوتا ہے۔

۴۔ **طریقۂ نجاست:** اس طریقہ میں جادوگر قرآن کی کسی آیت کو حیض کے خون سے لکھتا ہے یا اس کے علاوہ کسی اور گندگی یا ناپاک چیز سے لکھتا ہے۔ پھر وہ اپنے کفریہ وظائف پڑھتا ہے، اور جن کو طلب کرتا ہے۔ پھر جن سے اپنا مطلب بیان کرتا ہے۔

یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ طریقہ کس قدر واضح کفر پر مبنی ہے اور قرآنی آیات کی کتنی زیادہ توہین کی جاتی ہے حالانکہ قرآن کریم کا مذاق اڑانا کفر بلکہ کفرِ عظیم ہے۔ اس کے بارے میں کیا کہا جائے جو قرآنی آیات کو نجاست سے لکھتا ہے۔

۵۔ **طریقہ تنکیس (الٹا طریقہ):** اس طریقہ میں جادوگر ملعون قرآن مجید کی کسی بھی سورت کو علاحدہ علاحدہ حروف میں الٹا لکھتا ہے یعنی آخر سے اول تک پھر وہ شرکیہ کلمات پڑھتا ہے اور جن کو حاضر کر کے اپنا مقصد بیان کرتا ہے یہ طریقہ بھی شرک وکفر میں شامل ہونے کی بنا پر حرام ہے۔

۶۔ **ستاروں کا طریقہ:** اس طریقے کو رصد یعنی انتظار کا نام دیا جاتا ہے، کیوں کہ جادوگر کسی خاص ستارے کے طلوع ہونے کا انتظار کرتا ہے۔ پھر وہ جادو کے وظائف کے ذریعے اس ستارے کو پکارتا ہے اور مختلف قسم کے جادوئی کلام پڑھتا ہے جو کہ سراسر شرک وکفر پر مبنی ہوتے ہیں۔ جب آپ کو یہ تمام باتیں معلوم ہو جائیں اور آپ کو یقین آجائے کہ یہ جادوگر ہی ہے تو خبردار ایسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں سے دور ہو جائیں۔ ورنہ کہیں آپ پر نبی ﷺ کا یہ فرمان صادق نہ آجائے:

((مَنْ أَتَىٰ كَاهِناً فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ)) [1]

''جو کسی کاہن یا جادوگر کے پاس گیا اور اس نے اس کی بات کی تصدیق کی تو یقیناً اس نے نبی ﷺ پر نازل ہونے والی چیز کا انکار کیا۔''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جن جادو نظر بد حسد اور ہر طرح کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

مصادر و مراجع

- تفسیر ابن کثیر
- تفسیر صلاح الدین یوسف
- صحیح بخاری
- صحیح مسلم
- جادو اور آسیب — تالیف: ابو منذر خلیل ابراہیم
- علاج جادو و سحر — تالیف: فضیلہ شیخ وحید بن عبدالسلام بالی حفظہ اللہ
- تعویذ و گنڈہ، جادو اور نظر بد کا شرعی علاج — تالیف: حافظ صلاح الدین عظیم اللہ عرفانی
- پر اسرار حقائق جن، جادو، آسیب، اور نظر بد — مطبوعات دار السلام
- جنات و جادو — تالیف: فضیلہ الشیخ محمد منیر قمر حفظہ اللہ

[1] مسند بزار، رقم الحديث (١١٧٠) الترغيب والترغيب (٤/ ٣٣)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جادو کی اقسام اور جادوگر جادو کیسے کرتا ہے
(2)

جادوگر کیسے جادو کرتا ہے؟

جادو کرانے والا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، جادوگر کے پاس جاتا ہے اور اُس سے کسی پر جادو کرنے کی درخواست کرتا ہے، یا کسی ایسے شخص کے پاس جاتا ہے جس کے جادوگر ہونے کا گمان نہیں ہوتا اور اُس سے اپنی یا اپنے کسی عزیز کی بیماری کا علاج کرنے کا سوال کرتا ہے۔ اُس وقت جادوگر اُس سے اُس شخص کا نام پوچھتا ہے جس پر جادو کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اور اس کی ماں کا نام بھی دریافت کرتا ہے، نیز مطلوب شخص کے بعض نشانات مثلاً: بال، ناخن، کپڑا یا فوٹو طلب کرتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ جادوگر مطلوبہ شخص کی ماں کا نام کیوں دریافت کرتا ہے؟ اس کے باپ کا نام دریافت نہیں کرتا، جبکہ ہونا یہی چاہیے تھا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جادوگر اور اس کے ساتھ موجود جنات آسمانی ادیان و شرائع کے منکر ہیں، اور اُس کا استہزاء کرتے ہیں، جادوگر شرعی نکاح کو نہیں مانتا۔ اُس کے لیے اپنے پاس آنے والے ہر شخص کو وہ۔ معاذ اللہ۔ زنا کی اولاد (حرامی) سمجھتا ہے، اس کے بعد جادوگر ایک ساتھ دونوں ناموں (مطلوبہ شخص اور اس کی ماں کا نام) کے حروف گنتا ہے، پھر دیکھتا ہے یہ نام مٹی سے قریب تر ہے تو اُسے زمین کے اندر دفن کر دیتا ہے، یا پانی سے قریب تر ہے تو اُسے پانی مثلاً کنویں میں رکھ دیتا ہے، جیسا کہ لبید بن اعصم یہودی نے جب رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا تو آپ ﷺ کے نام اور آپ ﷺ کی والدہ آمنہ کے نام کا حساب لگانے کے بعد دیکھا کہ ان دونوں ناموں میں حرف ''میم'' اور ''الف'' کا تکرار ہے لہٰذا یہ نام ''ماء'' یعنی پانی سے قریب تر ہے، چنانچہ اس نے جادو کردہ چیز ''بئر ذروان'' میں رکھ دی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نام اگر ''ماء'' یعنی پانی سے قریب تر ہے تو جادوگر اسے کنویں یا سمندر میں ڈال دیتا ہے، یا مچھلی کے اوپر لکھ دیتا ہے، اور ہواء سے قریب تر ہوتا ہے تو اسے عام درخت یا کھجور کے درخت یا دیوار میں لٹکا دیتا ہے۔ اس کے بعد بعد جادوگر خوشبودار دھونی (اگربتی) سلگاتا ہے، اس دھونی سے جنات کی رضا حاصل کرتا ہے۔ واضح رہے کہ جادو کی ہر نوع کے لیے ایک مخصوص قسم کی دھونی ہوتی ہے، دھونی سلگانے کے ساتھ ہی جادوگر اپنا کفریہ و شرکیہ منتر پڑھنا شروع کرتا ہے جس میں بڑے بڑے جنوں کی بھرپور تعظیم و تکریم ہوتی ہے، اُس کے بعد منتر لکھتا ہے۔ اس منتر میں جادوگر کی طرف سے جن کے قبیلے کے سردار کے لیے بندگی کے پیغام اور ان کی تعظیم ہوتی ہے۔ ان سے استعانت کی جاتی ہے اور اللہ عز و جل کے کلام کی اہانت اور بے حرمتی ہوتی ہے، اسی اثناء میں جن جادوگر کے سامنے اپنے مطالبات رکھتا ہے تا کہ وہ ذلت و خواری کی حالت میں جادو کروانے والے تک پہنچ جائے، مثلاً: زار کی محفل میں حاضر ہونا، یا کڑی شرطوں والا جانور ذبح کرنا، یا مخصوص قسم کا کھانا کھانا، یا متعین مدّت کے لیے علیحدہ ہوکر تاریک کمرے میں بند ہونا، یہ منتر اگر جل جائے یا ضائع ہوجائے تو سحر زدہ شخص کا معاملہ آسان ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس منتر کی حفاظت کے لیے بعض جادوگر اسے پیتل کی ڈبیہ میں رکھ کر قلعی کر دیتے ہیں۔

اس کے بعد جادوگر کسی جن کو اس مہم کو انجام دینے کا حکم دیتا ہے جو وہ مطلوبہ شخص کے لیے کرنا چاہتا ہے۔ یعنی اسے مرض میں مبتلا کر دینا، یا اس کے دل میں اوہام و خیالات پیدا کر دینا، یا اس میں اور اس کی بیوی میں جدائی پیدا کرنا وغیرہ، اس جن کو ''جادو کا خادم'' کہا جاتا ہے۔ ''جادو کا خادم جن'' جادو کئے گئے شخص کے نشان کی مہک سونگھ کر یا اس کی تصویر دیکھ کر اس کو پہچان لیتا ہے، پھر اس کا پیچھا کرتا ہے، یہاں تک کہ اس کی حالت دیکھ لیتا ہے۔ دیکھنے کے بعد اگر اسے اللہ تعالیٰ کے احکامات کا پابند نہیں پاتا تو اس کے لیے اپنی مہم کا انجام دینا آسان ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ اس پر سوار ہو جاتا ہے یا اس کے دل میں ایسے اوہام و خیالات پیدا کر دیتا ہے جن سے وہ گھٹن محسوس کرنے لگتا ہے۔ لیکن اگر جنات اسے احکامِ الٰہی کا پابند اور راہِ حق پر گامزن پاتا ہے تو اس سے ڈر جاتا ہے، لیکن پیچھے لگا رہتا ہے تا کہ کسی وقت اسے اللہ کے ذکر سے غافل یا حالتِ غضب میں پا کر اس کے جسم میں داخل ہوجائے۔

اب جس شخص پر جادو کیا گیا ہوتا ہے اگر وہ متقی اور پرہیز گار ہے، قرآن اور اذکار و ادعیہ کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ورد کرتا ہے تو جادو کے خادم جن کو بڑی مشقت پیش آتی ہے اور وہ اتنا کمزور ہو جاتا ہے کہ بعض معمولی عوارض کے علاوہ جادو کا کوئی اثر نہیں ہوتا، بلکہ خادمِ جن بھاگنے کی کوشش کرتا ہے، اور اگر متوسط جن اسے صبر کی اور شیطان کے پاس قربت حاصل کرنے کی نصیحت نہ کرے یا بھاگنے کی صورت میں اسے قتل کر دینے کی دھمکی نہ دے تو بھاگ کھڑا ہوگا۔ لیکن اگر وہ شخص کمزور ایمان والا اور اللہ سے کم تعلق رکھنے والا ہے تو اسی کے لیے بڑی آفت ہے۔ کیوں کہ اس صورت میں جادو اس کے بدن میں سرایت کرکے اس کی زندگی پر مکمل طور پر اثر انداز ہو جاتا ہے، اور اس کا جادوگروں کے ساتھ ایک ایسا لا متناہی معاملہ شروع ہو جاتا ہے جو اس کی زندگی کی آخری سانس تک جاری رہ سکتا ہے۔

اس موقعہ پر دو طرح کا جادو اختیار کیا جاتا ہے: یا تو جادو مریض کے جسم کے اندر گیا ہوتا ہے۔ یعنی کھانے کی چیز میں کھلایا گیا ہوتا ہے۔ یا پینے کی چیز میں پلایا گیا ہوتا ہے۔ یا عطر میں سونگھایا گیا ہوتا ہے۔ یا ہاتھ سے مصافحہ کے ذریعے جسم تک پہنچایا گیا ہوتا ہے۔ یا پھر جادو مریض کے جسم سے باہر ہوتا ہے یعنی کہیں دفن کیا گیا ہوتا ہے، یا کسی مقام پر لٹکایا گیا ہوتا ہے۔

وہ علامات جن سے جادوگر پہچانا جاتا ہے:

۱۔ ایسا شخص مریض کا نام اور اس کی والدہ کا نام پوچھتا ہے۔

۲۔ وہ کسی جانور یا پرندے کو ذبح کرنے کا مطالبہ کرتا ہے، کبھی یہ جانور عام ہوتا ہے تو کبھی متعین صفات کا حامل ہوتا ہے۔ وہ معالج بعض اوقات اس کا خون مریض کے بدن پر ملنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

۳۔ ایسا معالج مریض کو یہ ہدایت کرتا ہے کہ وہ ایک خاص مدت تک لوگوں سے الگ تھلگ ایک اندھیرے کمرے میں قیام پذیر رہے اور اس دوران چند مخصوص غذائیں اور مشروبات استعمال کرے۔

۴۔ وہ چند کاغذات مریض کے حوالے کرتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ وہ ان کاغذات کو جلا دے یا ان کی دھونی بنا کر استعمال کرے یا انھیں اپنے گلے میں لٹکا لے یا انھیں کسی خاص جگہ دفن کر دے۔

۵۔ ہر وہ شخص جو حروف یا اعداد لکھ کر دے یا چھے چھے خانوں والی شکلیں بنا کر یا اللہ کا کلام لکھ کر اس کو کاٹ کاٹ کر استعمال کرنے کی تلقین کرے وہ جادوگر ہے۔

۶۔ ہر وہ شخص جو دوران علاج سمجھ میں نہ آنے والے کلمات زبان سے ادا کرے یا عربی لغت کے علاوہ کسی دوسری زبان کے الفاظ ادا کرے تو سمجھ لیں کہ وہ جادوگر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا جادو سیکھنا جائز ہے؟

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِجْتَنِبُوا السَّبعَ الْمُوبِقَاتِ))، قَالُوا: یَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَ مَا هُنَّ؟ قَالَ: ((اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَ السِّحْرُ وَ قَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ أَكْلُ الرِّبَا وَ أَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ و التَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَ قَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ))[1]

''سات تباہ کن چیزوں سے بچ کر رہو، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون کون سی چیزیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (1) اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ (2) جادو سیکھنا یا کرنا۔ (3) اللہ کی حرام کردہ کسی جان کو ناحق طریقے سے قتل کرنا۔ (4) سود کھانا۔ (5) یتیم کا مال ظلم سے کھانا۔ (6) میدانِ جنگ سے بھاگ جانا۔ (7) پاک دامن بھولی بھالی مومن عورتوں پر بدکرداری کا الزام عائد کرنا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

''اگر کوئی شخص کسی کاہن کے پاس آئے اور اُس کی باتوں کی تصدیق کرے تو وہ اس شریعت سے لاتعلق ہوگیا جو اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی ہے، اور جو کوئی کاہن کے پاس آئے، چاہے اُس کی باتوں کی تصدیق نہ بھی کرے تو ایسے شخص کی نماز چالیس روز تک قبول نہیں کی جاتی۔''[2]

ممکن ہے ایک شخص یوں کہے: میں کسی کو نقصان پہنچانے کے لیے جادوگر کے پاس نہیں جاتا بلکہ میں تو اپنے جادو کا علاج کروانے اور شفا حاصل کرنے کے لیے جاتا ہوں، یا اس طرح کے دیگر اعذار پیش کرے تو ہم ایسے شخص سے یہ کہیں گے: ''تمھارا حال اُس شخص جیسا ہے جو بیماری کا علاج بیماری کے ذریعے کروانا چاہے یا اُس شخص کی طرح ہے جو دھوپ سے بچنے کے لیے آگ میں کود پڑے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ ''بیشک

---

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث (٢٧٦٦) صحیح مسلم، رقم الحدیث (٨٩)

[2] شرح السنه: (١٢/ ١٨٢) بإسناد جید، مجمع الزوائد (٥/ ١١٨)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہم فتنہ ہیں تم کفر نہ کرو۔'' یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جادو سیکھنا کفر ہے۔[1]

جادو میں غیر اللہ کی تعظیم ہوتی ہے، یعنی تعظیمِ شیاطین اور غیر اللہ کی پرستش ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کام کو اُن کی طرف منسوب کیا جاتا ہے تو یہ بالاتفاق کفر ہے لہٰذا جادو کا سیکھنا اور اس پر عمل کرنا حرام ہے۔ مختصر یہ کہ جادو کسی بھی قسم کا ہو، چاہے اس کا تعلق کھیل اور تماشہ سے ہی کیوں نہ ہو، ہر حال میں ناجائز ہے۔

جادو کی اقسام:

پہلی قسم: حضرت جابر فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابلیس اپنے تخت کو پانی پر میں رکھتا ہے پھر اپنے لشکر کو روانہ کرتا ہے اور سب سے زیادہ اس کا لاڈلا وہ شیطان ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ برپا کرتا ہے۔ ان میں سے بعض شیاطین اپنے سردار کے پاس واپس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے ایسے ایسے کیا تو سردار کہتا ہے کہ تم نے کوئی بھی کارکردگی انجام نہیں دی، پھر سردار کے پاس ایک چھوٹا شیطان آتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص کی جان اس وقت تک نہیں چھوڑی یہاں تک کہ ان دونوں (میاں بیوی) کے درمیان جدائی ڈال دی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''سردار شیطان اس چھوٹے شیطان کی عزت افزائی کرتا ہے۔'' ایک روایت میں ہے کہ بڑا شیطان اس چھوٹے شیطان کو اپنے گلے لگالیتا ہے۔[2]

دوسری قسم: جدائی ڈالنے والا جادو: یہ جادو لوگوں میں تفرقہ ڈالنے کے لیے ہوتا ہے، مثلاً: ماں اور بیٹے کے درمیان تفرقہ ڈالنا، بیٹے اور باپ کے درمیان، اور اسی طرح بیوی اور شوہر کے درمیان تفرقہ ڈالنا۔

اسی طرح دو بھائیوں کے درمیان تفرقہ ڈالنا، کاروبار کے دو فریقوں میں، دو لوگوں کے درمیان یا دو دوستوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ یہ قسم سب سے زیادہ خطرناک ہے۔

اس جادو کی علامات:

اس کی علامات یہ ہیں:

---

[1] فتح الباري (١/ ٢٢٥)

[2] رواہ مسلم.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۔ اچانک دل کا بدل جانا مثلاً محبت کا دشمنی میں تبدیل ہو جانا۔

۲۔ دونوں کے درمیان شکوک وشبہات کا پیدا ہو جانا۔

۳۔ ایک دوسرے میں عدم اعتماد کا پیدا ہونا۔

۴۔ اختلافی مسائل کو رائی کا پہاڑ بنانا۔

۵۔ بیوی کی صورت کو شوہر کی نگاہوں میں مسخ کر دینا، اور شوہر کی صورت کو بیوی کی نظر میں مسخ کر دینا۔ جس کی وجہ سے بیوی چاہے لاکھ خوبصورت اور اچھی سیرت والی ہو مگر شوہر کی نگاہوں میں انتہائی بدصورت ہو جاتی ہے، اور اسی طرح بیوی کی نگاہوں میں شوہر بھی۔ حقیقت یہ ہے کہ جس شیطان کی ڈیوٹی اس طرح کے جادو پر لگائی جاتی ہے وہ شیطان اس عورت کے چہرے کو بدصورت بنا کر دکھا تا ہے، اسی لیے عورت اپنے شوہر کو انتہائی خوفناک منظر میں نظر آتی ہے اور اسی طرح عورت کو شوہر نظر آتا ہے۔

۶۔ جادو زدہ انسان اپنے سوا دوسرے کے ہر کام کو ناپسند کرنے لگتا ہے۔

۷۔ جادو زدہ انسان اس مکان سے یا اس جگہ سے نفرت کرنے لگتا ہے جہاں اس کا فریقِ مخالف رہتا ہو۔ جیسا کہ دو میاں بیوی کے درمیان کسی نے تفرقہ ڈالنے کے لیے جادو کروایا ہو تو ان میں آپ اس بات کو محسوس کریں گے کہ خاوند اپنے گھر سے باہر انتہائی خوش دلی کا مظاہرہ کرے گا مگر جب گھر میں داخل ہوتا ہے تو انتہائی تنگ دلی محسوس کرنے لگتا ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ''عورت مرد میں تفریق کے جادو کے ذریعے دونوں ایک دوسرے کو بدصورت اور بدخلق سمجھنے لگتے ہیں۔''[1]

دم کرنے والے کے لیے کچھ ہدایات:

اس قسم کے مریض کے علاج کے لیے ان آیات کو مریض کے کان میں بلند آواز اور ترتیل سے پڑھنے کے بعد تین حالتیں سامنے آسکتی ہیں:

[1] تفسیر ابن کثیر (۱/ ۲۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلی حالت:

مریض بے ہوش ہو جائے گا، اور اس کی زبان سے جادو پر مامور جن بات کرنے لگے گا، ایسی صورت میں آپ جن سے مختصر یعنی چند سوالات کریں گے۔

۱۔ تمھارا نام کیا ہے؟ اور تمھارا دین کیا ہے؟ تو ایسی صورت میں آپ کا معاملہ اس سے اس کا دین دیکھ کر اس سے بات کرنی ہوگی۔ اگر وہ غیر مسلم ہے تو آپ اس پر اسلام پیش کریں گے اور اگر مسلمان ہے تو اس پر یہ بات واضح کر دیں گے کہ تمھارے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ تم جادوگر کی خدمت کرو اور نہ ہی مذہبِ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔

۲۔ اس سے پوچھیے کہ جادو کہاں پر ہے؟ یعنی جادو کر کے کہاں دبایا گیا ہے، اور آپ اسی وقت اس بات کی تصدیق کرآئیں، کیوں کہ ایسے جن ہمیشہ جھوٹ بولتے ہیں۔

۳۔ کبھی جن یہ کہے گا کہ فلاں انسان جادوگر کے پاس گیا اور اس سے جادو کرنے کی درخواست کی، تو ایسی صورت میں آپ جن کی تصدیق نہ کریں، کیوں کہ جن کا مقصد دو آدمیوں کے درمیان دشمنی پیدا کرنا ہوتا ہے اور شریعت میں اس کی شہادت مردود ہے، کیوں کہ وہ جادوگر کی خدمت کر کے فسق کا ارتکاب کرتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوٓاْ أَن تُصِيبُواْ قَوْمًۢا بِجَهَٰلَةٍ فَتُصْبِحُواْ عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَٰدِمِينَ ﴾ [الحجرات: ٦]

”مسلمانو (جلدی مت کیا کرو) اگر کوئی بدکار شخص تمھارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ جانے بوجھے بغیر (بلا تحقیق کیے) کسی قوم پر چڑھ دوڑو اور پھر اپنے کیے پر ندامت اٹھانی پڑے۔“

لہٰذا اگر آپ نے جن کی اطلاع کے مطابق وہ جادو دریافت کر لیا اور جادو کی ہوئی چیز کو پالیا ہے تو پھر اس پر یہ آیات پڑھیں:

1 - ﴿ وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ۖ فَإِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿١١٧﴾ فَوَقَعَ ٱلْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُواْ يَعْمَلُونَ ﴿١١٨﴾ فَغُلِبُواْ هُنَالِكَ وَٱنقَلَبُواْ صَٰغِرِينَ ﴿١١٩﴾ وَأُلْقِىَ ٱلسَّحَرَةُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ﴾ [الأعراف: ۱۱۷۔ ۱۲۲]

2 - ﴿فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَ يُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ [یونس: ۸۱۔ ۸۲]

3 - ﴿وَ اَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَ لَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى﴾ [طٰهٰ: ٦٩]

۱۔ یہ تمام آیات ایک برتن میں پانی لے کر اس پر پڑھی جائیں اور اس بات کا خیال رکھا جائے کہ قرآن پڑھتے وقت پانی پر دم کرتے جائیں۔ یعنی پانی پر پڑھ کر پھونکا جائے، پھر جادو کی گئی اشیاء کو اس پانی میں ڈبویا جائے۔ چاہے وہ کاغذ ہو یا کوئی بھی چیز یعنی خوشبو وغیرہ جو بھی ہو، پھر اس پانی کو عام راستے سے کہیں دور بہا دیا جائے۔

۲۔ اگر جن یہ کہے کہ جادو زدہ انسان کو جادو پلایا گیا ہے تو مریض سے دریافت کریں کہ اس کے معدے میں درد تو نہیں ہے۔ اگر ہے تو جن سچا ہے ورنہ وہ جھوٹا ہے۔

۳۔ اگر جن یہ کہے کہ مریض جادو کے اوپر سے گزرا ہے یا اس کی کسی چیز میں جادو کیا ہے مثلاً بالوں یا کپڑے وغیرہ میں تو اس صورت میں ان آیات کو پانی پر پڑھا جائے پھر وہ پانی مریض پینے کے لیے دیا جائے۔

اسی پانی سے وہ غسل بھی کرے، ہاں یاد رہے کہ غسل باتھ روم میں نہ کیا جائے بلکہ کچی زمین پر، جس میں پانی جذب ہوجائے یا پھر اس پانی کو جمع کر کے کسی دوسرے مقام پر بہا دیا جائے جہاں پر لوگوں کا گزر نہ ہو۔

۴۔ پھر آپ جن سے کہیے کہ وہ اس انسان کو چھوڑ کر چلا جائے اور واپس نہ آنے کا اس سے عہد لیں۔ اس کے تقریباً ایک ہفتہ بعد مریض پر وہی آیات دوبارہ پڑھیں جو کہ پہلے گزر چکی ہیں، اگر مریض کچھ محسوس نہ کرے تو الحمد للہ جادو ختم ہو چکا ہے۔ اگر دوبارہ بے ہوش ہوجائے تو جن جھوٹا ہے۔ اور ابھی تک نہیں نکلا۔ پھر آپ اس سے نہ نکلنے کا سبب پوچھیے، اور نرمی کا برتاؤ کریں اور اگر پھر بھی باز نہ آئے تو اسے ماریں اور قرآنی آیات پڑھیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری حالت:

جھاڑ پھونک کے دوران مریض گھٹن محسوس کرے یا اس پر کپکپی طاری ہو یا اس کے سر میں درد شدید ہو، اور اگر مریض بیہوش نہ ہو اور اس کی سانس پھولنے لگے تو اسے آیۃ الکرسی کا ریکارڈ شدہ کیسٹ دن میں تین مرتبہ سنائیں، اس طرح ایک ماہ سنے پھر تو ان شاء اللہ یہ مریض شفایاب ہو جائے گا۔

۱۔ مریض نمازوں کی پابندی کرے، مرد ہے تو جماعت کے ساتھ اور اگر عورت ہے تو گھر میں نماز کی پابندی کرے۔

۲۔ مریض کو نماز فجر کے بعد ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)) ایک سو مرتبہ پڑھنے کے لیے کہیں، ایک مہینے تک یہ ذکر جاری رکھے۔ لیکن یہاں یہ بات یاد رہے کہ پہلے ۱۰ یا ۱۵ دنوں تک مریض کی تکلیف بڑھ سکتی ہے۔ مگر آہستہ آہستہ ختم ہو جائے گی اور مہینے کے آخری حصے میں بالکل ہی ختم ہو جائے گی ان شاء اللہ، اور جب آپ دوبارہ دم کریں گے تو وہ کسی قسم کی ناگواری محسوس نہیں کریگا۔ جادو ختم ہو جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اور اس بات کا بھی امکان ہے کہ تکلیف پورے ایک مہینہ تک رہے اور ساتھ ہی ساتھ مریض کو تنگ دلی کا احساس بھی ہو، اس حالت میں قرآنی آیات پڑھ کر اس پر دم کریں جو پہلے گزر چکی ہیں۔

تیسری حالت:

مریض جھاڑ پھونک کے دوران اگر کوئی تبدیلی محسوس نہ کرے تو پھر ان آیات کو پڑھ کر آپ اس پر دَم کریں۔ اگر اس کے بعد بھی ان علامات کی اکثر نشانیاں نہ پائی جائیں تو سمجھیے کہ اس پر جادو کیا گیا ہے، مزید تحقیق کے لیے آپ ۳ مرتبہ مزید اس پر ان آیات کا دم کریں، اس کے باوجود اگر مریض میں کوئی تبدیلی نہ آئے، جبکہ ایسا بہت کم ہوتا ہے، تو پھر آپ یہ طریقہ اپنائیں:

۱۔ سورت یاسین، سورۃ الدخان اور سورت جن کیسٹ میں پڑھیں اور اس ریکارڈ شدہ کیسٹ کو ہر روز ۳ مرتبہ بلا ناغہ مریض کو سنائیں۔

۲۔ مریض کثرت سے توبہ واستغفار کرے، کم از کم دن میں ۱۰۰ مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ ہر روز ۱۰۰ مرتبہ یا اس سے زیادہ "لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" پڑھا جائے۔ یہ طریقہ ایک ماہ تک جاری رکھا جائے، پھر اس پر دم کریں۔

تیسری حالت؛ علاج کے بعد:

اگر اللہ تعالیٰ شفا دے دے اور مریض آرام محسوس کرنے لگے تو آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں جس نے آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائی، اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ رجوع کریں، تکبر اور سرکشی سے پرہیز کریں، فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ﴾

[إبراهيم: ۷]

"جب کہ آپ کے پروردگار نے اعلان فرما دیا ہے کہ اگر تم شکر کرو گے تو یقیناً ہم تمھیں زیادہ دیں گے اور اگر تم ناشکری کرو گے تو بے شک میرا عذاب بہت سخت ہے۔"

ایک خاص بات یہ کہ:

مریض جب ٹھیک ہو جاتا ہے تو اس صورت میں اسے خطرہ بھی درپیش ہوتا ہے کہ کہیں اس پر دوبارہ جادو نہ کر دیا جائے، اس لیے اکثر جو لوگ جادو کرتے ہیں، جب انھیں پتا چلتا ہے کہ مریض کسی معالج کے پاس گیا ہے، تو وہ لوگ پھر جادوگر کے پاس جاتے ہیں تاکہ دوبارہ اس پر جادو کیا جائے، لہٰذا مریض کی ذمہ داری ہے کہ اپنے علاج کی کسی کو خبر نہ دے۔ اور اپنے بچاؤ کے لیے ان اعمال کو پابندی سے جاری رکھے:

۱۔ نماز کی پابندی۔

۲۔ سونے سے پہلے باوضو ہونا اور آیت الکرسی ومعوّذتین کی تلاوت کرنا۔

۳۔ ہر کام بسم اللہ پڑھ کر کرے۔

۴۔ فجر کی نماز کے بعد روزانہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" سو مرتبہ پڑھے۔

۵۔ روزانہ کم از کم قرآن کے کچھ حصہ کی تلاوت ضرور کرے، اگر ان پڑھ ہے تو قرآن کسی دوسرے سے سنے یا ریکارڈ شدہ کیسٹ سنے۔ (اور قرآنِ کریم کی تعلیم حاصل کرے کیوں کہ مسلمان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے یہ ضروری ہے)

۶۔ نیک اور صالح لوگوں سے اپنے تعلقات رکھے۔

۷۔ صبح وشام کے اذکار کا اہتمام کرے، میوزک اور گانوں سے پرہیز کرے۔ ان شاء اللہ آپ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہیں گے۔

جادو کی علامات

محبت کے لیے جادو:

اگر کسی عورت نے اپنے شوہر کے لیے جادو کروایا ہو تو اس جادو کی علامات میں سے:

۱۔ پہلی علامت یہ ہے کہ انسان کسی بھی کام میں ضرورت سے زیادہ بے صبری کا مظاہرہ کرتا ہے۔

۲۔ ہر وقت مباشرت کی خواہش کرنا۔

۳۔ اور مباشرت میں حد سے زیادہ بے صبری کا مظاہرہ کرنا۔

۴۔ بیوی کو دیکھنے کے لیے حد سے زیادہ بے قرار رہنا۔

۵۔ بیوی کی اندھی فرمانبرداری کرنا۔

۶۔ صحیح اور غلط کی کوئی تمیز نہ کرنا۔

۷۔ بیوی کو ہی سیاہ وسفید کا مالک سمجھنا۔

۸۔ اسی کے بارے میں سوچنا، اسی کے خیالوں میں غرق رہنا، اور اس کے ہر حکم کی تابعداری کرنا۔

محبت کے لیے جادو کے اسباب:

میری بہنو! عموماً میاں بیوی کے درمیان اختلافات ہو جاتے ہیں اور کبھی فوراً ختم بھی ہو جاتے ہیں، کبھی کچھ وقت لگتا ہے اور پھر زندگی نارمل گزرنے لگتی ہے، لیکن بعض عورتیں اس پر بے صبری کا مظاہرہ کرتی ہوئی فوراً جادوگروں کے پاس دوڑ پڑتی ہیں تاکہ ان سے جادو کروا کر اپنے شوہر کی نظروں میں محبوب بن جائیں۔ اس کا سبب عورت کا دین سے ناواقف ہونا ہے۔ لہٰذا جو عورت اپنے شوہر کے لیے محبت کا جادو کروانے کے لیے جاتی ہے تو جادوگر اس عورت سے اس کے شوہر کا کوئی کپڑا مثلاً رومال، ٹوپی، قمیص وغیرہ طلب کرتا ہے جس کپڑے میں اس کے پسینے کی بو آتی ہو، یعنی استعمال شدہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو، تب جادوگر اس کپڑے سے کچھ دھاگے لیتا ہے اور پھر ان دھاگوں پر گرہ لگا کر دم کرتا ہے۔ پھر اس عورت سے کہا جاتا ہے کہ ان دھاگوں کو ویران جگہ پر دفن کر دے۔

جادوگر کھانے کی کسی چیز یا پانی پر دم کر کے دیتا ہے۔ اسے جادو کی بدترین قسم کہا جاتا ہے، کیوں کہ یہ جادو ناپاک چیز پر کیا جاتا ہے۔ اس سے بھی بدترین جادو کی وہ قسم ہے جو حیض کے خون سے کیا جائے اور عورت سے کہا جاتا ہے کہ وہ اس چیز کو اپنے شوہر کو کھلا دے یا پلا دے۔

محبت کے جادو کے الٹے اثرات:

۱۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس جادو کی وجہ سے شوہر بیمار ہو جاتا ہے۔

۲۔ کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو محبت کرنے کے بجائے نفرت کرنے لگتا ہے۔

۳۔ کچھ عورتیں ایسی بھی ہیں جو اپنے شوہر کے لیے اس طرح کا جادو کرواتی ہیں کہ وہ تمام عورتوں سے نفرت کرے اور محبت صرف مجھ سے کرے جس کے نتیجے میں وہ مرد اپنی ماں اور بہنوں سے بھی نفرت کرنے لگتا ہے۔ اور دوسری تمام رشتے دار عورتوں سے بھی اس کو نفرت ہو جاتی ہے۔

۴۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شوہر اپنی بیوی سمیت تمام عورتوں سے نفرت کرنے لگتا ہے، اسی قسم کا جادو کسی بہن نے اپنے شوہر کے لیے کروایا تھا، اس کا الٹا اثر یہ ہوا کہ شوہر اپنی بیوی سے بھی نفرت کرنے لگا اور اپنی بیوی کو طلاق دے دی، اور وہ بیوی دوڑتی ہوئی اس جادوگر کے پاس پہنچی تاکہ جادو کے اثرات کو ختم کروا دے مگر جادوگر اس کے پہنچنے سے پہلے مر چکا تھا۔

مثل مشہور ہے: ''جو دوسروں کے لیے گھڑا کھودتا ہے وہ خود ہی اس میں جا گرتا ہے۔''

لہٰذا جو کسی کے لیے برا سوچتا ہے اس کے لیے قدرت نے انتظام کیا ہوتا ہے۔

محبت کے لیے جادو کیوں کیا جاتا ہے؟

۱۔ عورت کو شوہر کے مال کا لالچ، خصوصاً جب کہ وہ مالدار ہو۔

۲۔ عورت کا اس وہم میں مبتلا ہونا کہ اس کا شوہر دوسری شادی کرنے والا ہے۔

حالانکہ شرعاً یہ جائز ہے اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں، موجودہ دور کے جدید ترین خیالات رکھنے والی عورتیں یہ تصور کرتی ہیں کہ شوہر ہم سے محبت نہیں کرتا اس لیے دوسری شادی کرنا چاہتا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس طرح سوچنا عورت کی بہت بڑی غلط فہمی ہے، کیوں کہ دوسری شادی کے کئی اسباب ہوتے ہیں اور بہت سی وجوہات ہوتی ہیں جو کہ انسان کو دوسری، تیسری اور چوتھی شادی کرنے پر مائل کر دیتی ہیں جب کہ وہ اپنی پہلی بیوی سے بھی محبت رکھتا ہے، دوسری شادی کی وجوہات میں سے مثلاً:

۱۔ شوہر کو بچوں میں زیادہ دلچسپی ہے، اور اس عورت میں سے بچے زیادہ نہیں ہوئے۔

۲۔ وہ حیض اور نفاس کے دوران بیوی سے دور نہ رہ سکتا ہو یعنی اس کی جنسی ضرورت نہ پوری ہوتی ہو۔

۳۔ یا کسی خاص خاندان سے تعلقات بڑھانا چاہتا ہو جس سے دین و دنیا یعنی دونوں جہانوں کا فائدہ ہو، وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جن جادو نظر بد حسد اور ہر طرح کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

مصادر و مراجع

- تفسیر ابن کثیر
- تفسیر صلاح الدین یوسف
- صحیح بخاری
- صحیح مسلم
- جادو اور آسیب — تالیف: ابو منذر خلیل ابراہیم
- علاج جادو و سحر — تالیف: فضیلہ شیخ وحید بن عبدالسلام بالی حفظہ اللہ
- تعویذ و گنڈہ، جادو اور نظر بد کا شرعی علاج — تالیف: حافظ صلاح الدین عظیم اللہ عرفانی
- پر اسرار حقائق جن، جادو، آسیب، اور نظر بد — مطبوعات دار السلام
- جنات و جادو — تالیف: فضیلہ الشیخ محمد منیر قمر حفظہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جادو کی اقسام اور جادو کا علاج (3)

محبت کے جادو کا علاج:

۱۔ مریض پر آپ وہ آیات پڑھیں جو سابقہ علاج میں ذکر کی گئی ہیں، ان میں سے سورۃ البقرۃ (آیت: ۱۰۲) کی جگہ سورۃ التغابن کی (آیت: ۱۴۔۱۶) پڑھ کر دم کریں جو یہ ہیں:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّ مِنْ أَزْوَٰجِكُمْ وَأَوْلَٰدِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَٱحْذَرُوهُمْ ۚ وَإِن تَعْفُواْ وَتَصْفَحُواْ وَتَغْفِرُواْ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٤﴾ إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَٱللَّهُ عِندَهُۥٓ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ فَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ مَا ٱسْتَطَعْتُمْ وَٱسْمَعُواْ وَأَطِيعُواْ وَأَنفِقُواْ خَيْرًا لِّأَنفُسِكُمْ ۗ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴾

۲۔ اب ان آیات کے پڑھنے سے مریض بے ہوش نہیں ہوگا بلکہ اس پر غنودگی طاری ہوگی، سر درد اور گھٹن کا احساس ہوگا۔ معدے میں شدید درد ہوگا۔ بالخصوص جب اس کو جادو پلایا گیا ہو۔ اور کبھی مریض قے بھی کرنے لگتے ہیں۔ آپ نوٹ کریں اگر وہ معدے میں درد محسوس کرتا ہے یا وہ بار بار قے کرتا ہے تو آپ ان آیات کو پانی پر پڑھ کر دم کریں۔ اور اس پانی کو اپنے سامنے اس کو پلائیں۔ اگر اس وقت مریض کو سیاہ یا سرخ قے ہوئی تو اس کا مطلب ہے کہ الحمد للہ، مریض پر کیا گیا جادو ختم ہو چکا ہے اور اگر قے کرنا چاہتا ہے لیکن قے نہیں آ رہی تو اسے یہ پانی تین ہفتہ یا اس سے زیادہ پینے کے لیے دیا جائے۔ یہاں تک کہ جادو ختم ہو جائے۔ پانی پر یہ آیات پڑھ کر دم کرنا ہے:

1 - ﴿ وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ۖ فَإِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿١١٧﴾ فَوَقَعَ ٱلْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُواْ يَعْمَلُونَ ﴿١١٨﴾ فَغُلِبُواْ هُنَالِكَ وَٱنقَلَبُواْ صَٰغِرِينَ ﴿١١٩﴾ وَأُلْقِىَ ٱلسَّحَرَةُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سٰجِدِيْنَ ﴿١٢٠﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٢١﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴾ [الأعراف: ١١٧۔ ١٢٢]

2 - ﴿ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨١﴾ وَ يُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴾ [یونس: ٨١۔ ٨٢]

3 - ﴿ وَ اَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَ لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴾ [طٰہٰ: ٦٩]

''جادو'' کی جائز قسم:

اب کچھ ''جائز جادو'' کی علامات، یہ ایک ایسی قسم ہے جسے میں مسلمان عورتوں یعنی اپنی بہنوں تک پہنچانا اپنا فرض سمجھتی ہوں اور اس سے ہر عورت اپنے شوہر کو اپنی طرف راغب کرسکتی ہے۔ مثلاً بیوی اپنے شوہر کی خاطر بہترین بناؤ سنگھار کرے۔ اچھے اور صاف کپڑے رکھے، جسم سے خوشبو آتی رہے، اور جب اس کا شوہر باہر سے آئے تو وہ اپنے شوہر کا استقبال شیریں مسکراہٹ، خوش گفتاری اور دل ربا انداز سے کرے، تاکہ اس کی سارے دن کی تھکاوٹ ختم ہوجائے۔ اس طرح وہ دائیں بائیں دیکھنے پر مجبور نہ ہوگا، اس کے علاوہ بیوی اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرے، اس کی اولاد کی حفاظت کرے، اور ان پر مکمل توجہ دے، اپنے شوہر کے حکم کی فرمانبرداری کرے، اس کے حکم میں اللہ کے حکم کی نافرمانی نہ ہوتو من وعن اس کی تعمیل کرے۔

لیکن ہم آج کے ماحول پر نظر ڈالیں تو پتا چلتا ہے کہ یہاں کی دنیا ہی الٹی ہے۔ کوئی عورت کسی تقریب میں یا کسی اپنی سہیلی سے ملنے جاتی ہے تو اس قدر بناؤ سنگھار کرتی ہے اور اپنے کپڑے ایسے پسند کرتی ہے جو قیمتی اور زرق برق ہوں۔ اور پھر گھر سے اس طرح نکلتی ہے جیسے حفلہ یا کسی پارٹی یا شادی میں جارہی ہو، اور گھر واپس آتے ہی ان تمام چیزوں کو اتار پھینکتی ہے اور وہ مسکین شوہر جس نے اس کے لیے یہ تمام قیمتی چیزیں خریدی ہوتی ہیں اس بیچارہ کی آنکھیں ترس جاتیں ہیں یہ سب دیکھنے کے لیے۔ جب شوہر کے سامنے آئے تو پھٹے پرانے کپڑوں میں، جن میں باورچی خانے کے بخارات اور پیاز اور لہسن کی بو بھری ہوتی ہے۔

جبکہ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے کیوں کہ آپ کی زیب وزینت کا حق دار صرف اور صرف آپ کا شوہر ہی ہے نا کہ دوسرے مرد، لہٰذا اے میری مسلمان بہن! جب تیرا شریکِ حیات اپنے کام کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھر سے نکلے تو تیری یہ کوشش ہو کہ جلد سے جلد گھر کے کام کو نپٹائیں اور نہا دھو کر بناؤ سنگھار کر کے اپنے شوہر کا انتظار کریں تاکہ جب تیرا شوہر کام سے گھر واپس آئے تو اس کے سامنے ایک خوبصورت بیوی کھانا وغیرہ تیار کر کے منتظر بیٹھی ہو تو پھر خود دیکھیں گی کہ محبت کا یہ جادو کیسے رنگ لاتا ہے، ربِ کائنات کی قسم یہ حلال اور ''جائز جادو'' ہے۔ بالخصوص جب عورت کا مقصد اس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہو، اور کوشش یہ کریں کہ آپ کا شوہر آپ میں دلچسپی لے اور نظرِ حرام سے بچا رہے۔ کیوں کہ جو انسان سیر ہو چکا ہو اس کو کھانے کی چاہت نہیں ہوتی۔ آپ میری ان باتوں پر غور ضرور کریں۔

نظر بندی کا جادو:

جس کے متعلق سورۃ الاعراف (آیت: ۱۱۶) میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ﴾

''جب جادوگروں نے (اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو ڈالا) تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا (نظر بندی کی) اور ان کو ڈرا دیا۔''

اس جادو کی علامات یہ ہوتی ہیں:

۱۔ انسان کسی جامد اور کھڑی چیز کو حرکت کرتے ہوئے دیکھنے لگتا ہے اور چلتی ہوئی چیز کو ساکت اور بے قرار دیکھتا ہے۔

۲۔ چھوٹا بڑا اور بڑا چھوٹا نظر آنے لگتا ہے۔

۳۔ چیزیں اپنے برعکس نظر آنے لگتی ہیں، جیسا کہ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادوگروں نے تمام لوگوں کی نظر بندی کی جس سے لاٹھیوں اور رسیوں کو تمام لوگ اژدہا کی صورت میں دیکھنے لگے۔ ﴿فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ﴾

نظر بندی کا جادو کس طرح کیا جاتا ہے؟

اب ہم اس جادو کو جاننے کی کوشش کریں گے کہ یہ کس طرح کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ جادوگر کسی معروف اور عام سی چیز کو منگواتا ہے، پھر اپنے شرکیہ وظائف اور کفریہ کلمات پڑھ کر شیطان سے مدد طلب کرتا ہے۔ جس سے لوگوں کو وہ چیزیں ان کی حقیقت کے برعکس نظر آنے لگتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مثلاً: میاں بیوی میں جدائی ڈالنے والے جادو سے خوبصورت بیوی بدصورت نظر آنے لگتی ہے۔ اور اگر محبت کے لیے جادو کروایا ہو تو بدصورت بیوی خوبصورت نظر آنے لگتی ہے۔

نظر بندی کے جادو کا توڑ:

اس جادو کو ہر اس نیک عمل سے توڑا جاسکتا ہے جس سے شیاطین کو بھگایا جاتا ہے، مثلاً:

١۔ آیت الکرسی کا پڑھنا۔

٢۔ اذان کہنا۔

٣۔ سورۃ البقرۃ کی آخری آیت کا پڑھتے رہنا۔

٤۔ انسان کا باوضو رہنا۔

٥۔ نماز کی پابندی۔

ان اعمال سے جادو کا اثر ختم ہو جاتا ہے یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے جو اس کی فرمانبرداری کرتا ہے، اور تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے ہیں اور وہی بھروسے کے لائق ہے۔

جادو کی قسم، سحرِ جنون:

سحرِ جنون کی علامات یہ ہے:

١۔ حواس باختگی، پریشانی اور بھولنے کی بیماری۔

٢۔ بات چیت میں توازن کا نہ ہونا۔

٣۔ آنکھوں کا پتھرا جانا یعنی بے رونق ہو جانا۔

٤۔ کسی بھی کام کو دل جمعی سے نہ کرنا۔

٥۔ کسی ایک جگہ چین نہ آنا۔

٦۔ اپنی وضع قطع کی طرف توجہ نہ دینا۔

٧۔ جس وقت اس کا شدید حملہ ہوتا ہے تو انسان اس سمت چل پڑتا ہے جس کو وہ جانتا ہی نہیں اور کبھی کبھی ویران جگہوں پر جا کر سو جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ جادو کیسے کیا جاتا ہے؟

اس کام کے لیے جس جن کو اس قسم کے جادو کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے وہ جن (جادوگر کی ہدایت کے مطابق) مریض کے دماغ پر جاگزیں ہوکر اس کی قوتِ حافظہ پر دباؤ بڑھاتا ہے، نتیجتاً وہ جنونی کیفیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اس کا علاج:

۱۔ اس کے لیے آپ مریض پر وہی آیات پڑھ کر دم کریں جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

۲۔ جب مریض پر غشی طاری ہوجائے تو اس کے ساتھ وہی عمل کریں جیسے ہم پہلے بتا چکے ہیں۔

۳۔ اور اگر مریض بے ہوش نہ ہو تو آپ مذکورہ طریقے سے تین بار یا تین سے زیادہ مرتبہ دَم کریں۔ اور پھر بھی غشی طاری نہ ہو تو ان سورتوں کو آپ کیسٹ میں ریکارڈ کر دیں تاکہ وہ ہر روز دو یا تین مرتبہ ایک ماہ تک سنے۔ (ان سورتوں کے نام: سورۃ البقرۃ، ہود، حجر، صافات، قٓ، رحمٰن، ملک، جن، الاعلیٰ، زلزلہ، ہُمزہ، کافرون، فلق اور الناس)

یہ بات یاد رہے کہ ان آیات کو سن کر مریض انتہائی گھٹن محسوس کرے گا۔ اور اس بات کا بھی امکان ہے کہ مریض کیسٹ سنتے ہوئے بے ہوش ہوجائے۔ اور پھر جن بات کرنے لگے۔ اور کبھی تکلیف پندرہ دن سے زیادہ بھی ہوسکتی ہے۔ پھر بتدریج مہینہ کے آخر میں کم ہوتے ہوتے ختم ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں ان آیات کو دوبارہ پڑھنے یا سننے کے لیے اسے کہیں۔

۴۔ علاج کے دوران دردکم کرنے والی گولیاں نہیں لینی چاہییں، کیوں کہ ان کا غلط اثر ہوتا ہے۔

۵۔ دورانِ علاج اس قسم کے مریض کو بجلی کے جھٹکے دیے جاسکتے ہیں۔ کیوں کہ بجلی کے جھٹکے جلد شفا یابی کے لیے معاون ہوتے ہیں، کیوں کہ یہ جن کے لیے تکلیف کا باعث ہوتے ہیں۔

۶۔ اس بات کا امکان ہے کہ آپ اس علاج کو ایک مہینے سے کم مدت تک کے لیے بھی محصور کر سکتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ تین ماہ یا اس سے بھی زیادہ طول دے سکتے ہیں۔

۷۔ دورانِ علاج اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ مریض صغیرہ یا کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے۔ مثلاً گانا سننا، سگریٹ پینا یا نماز پڑھنے میں کوتاہی کرنا، اگر مریض عورت ہو تو ان باتوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علاوہ بے پردگی کرنا۔

۸۔ اگر مریض کے پیٹ میں درد ہو تو سمجھ جائیے کہ مریض کو جادو کھلایا یا پلایا گیا ہے۔ آپ اس وقت مذکورہ آیات مکمل طور پر پڑھ کر پانی پر دم کریں اور مریض کو مرض ختم ہونے تک پلائیں تاکہ مریض کے اندر سے جادو کا اثر ختم ہو جائے یا مریض قے کر دے۔

جادو کی پانچویں قسم: اکیلے پن کا جادو:

اس جادو کی علامات یہ ہیں:

۱۔ تنہائی سے لگاؤ۔ ۲۔ مکمل طور پر الگ تھلگ رہنا۔

۳۔ مستقل خاموشی۔ ۴۔ اجتماعیت سے نفرت۔

۵۔ دماغی الجھن۔ ۶۔ مستقل سر میں درد رہنا۔

۷۔ پُر اسرار خاموشی اور سکون حاصل کرنے کی کوشش میں رہنا وغیرہ وغیرہ۔

تنہا پسندی کا جادو کیسے کیا جاتا ہے؟

اس کے لیے جادوگر جن کو اس شخص کی طرف روانہ کرتا ہے جس شخص پر جادو کرنا مقصود ہو۔ اور وہ جن کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس شخص کے دماغ پر مکمل طور پر قبضہ جمالے۔ یہاں تک کہ وہ لوگوں سے کٹ جائے، جن اپنی طاقت کے مطابق مطلوبہ کام کرنے کی کوشش کرتا ہے اور جادو زدہ انسان پر جادو کا اثر اتنا ہی ہوتا ہے جتنا کہ جن طاقتور یا کمزور ہو۔

اس قسم کے جادو کا علاج:

اس قسم کے مریض پر درجِ ذیل سورتوں کو پڑھ کر دَم کریں، کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مریض بے ہوش ہو جاتے ہیں، اگر ایسا ہو تو آپ جن کو مخاطب کر کے اچھائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔ اور اگر مریض بے ہوش نہ ہو تو پھر ان سورتوں کو کیسٹ میں ریکارڈ کر دیں: (سورۃ فاتحہ، البقرۃ، آل عمران، یٰسین، الصافات، الدخان، ذاریات، الحشر، المعارج، غاشیہ، زلزلہ، الاخلاص، الفلق، الناس) ان تمام سورتوں کو ۳ کیسٹوں میں ریکارڈ کر دیں اور اس مریض کو کہیں کہ ایک صبح اور دوسری دوپہر اور تیسری رات کو سوتے وقت ۵ سے ۶ ہفتہ کی مدت تک سنے، ان شاء اللہ مریض شفایاب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہوجائے گا، اگر مریض پیٹ میں درد محسوس کرے تو یہ پانی پر دم کرکے اسے پینے کو دیں، اور اگر مستقل سر درد میں مبتلا ہو تو انھیں آیات سے دم کیے ہوئے پانی سے مذکورہ مقدارِ مدت تک ہر تین دن کے بعد غسل کریں مگر یاد رکھیں پانی کو آگ پر گرم نہ کریں اور غسل کے پانی کو کسی صاف جگہ پر بہا دیں۔

جادو کی چھٹی قسم: نامعلوم آوازیں سننا:

اس جادو کی علامات یہ ہوتی ہیں، مثلاً:

۱۔ ڈراؤنے خوابوں کا دیکھنا۔

۲۔ انسان اپنے خواب میں دیکھتا ہے کہ جیسے اسے کوئی پکار رہا ہے۔

۳۔ اور کبھی حالتِ بیداری میں کچھ آوازیں سنتا ہے جب کہ پکارنے والا دکھائی نہیں دیتا۔

۴۔ وسوسوں کا بڑھ جانا۔

۵۔ عزیز رشتے داروں اور دوستوں کے بارے میں زیادہ شک وشبے کا پیدا ہوجانا۔

۶۔ کبھی انسان خواب میں اپنے آپ کو ایسے دیکھتا ہے جیسے کہ وہ بہت بلند جگہ سے گر رہا ہو۔

۷۔ اور کبھی خواب میں دیکھنا کہ کچھ خوفناک جانور اس کا تعاقب کر رہے ہوں۔

ان سب کاموں کے لیے جادوگر کسی جن کو یہ کام سونپتا ہے کہ وہ فلاں شخص کو نیند اور بیداری میں پریشان (Disturb) کرے اور وہ جن اس شخص کو کبھی تو خواب میں درندے جانور کی شکل میں ڈراتا ہے اور کبھی حالتِ بیداری میں عجیب وغریب قسم کی آوازوں سے اسے پکارتا ہے، کبھی تو وہ آوازیں اسے جانی پہچانی لگتی ہیں اور کبھی نامعلوم ہوتی ہیں، اس جادو کے اثرات کبھی تو انسان کو جنون کی حد تک پہنچا دیتے ہیں اور کبھی محض وسوسے کی حد تک رہتے ہیں۔

اس جادو کا علاج:

اس قسم کے مریض کے علاج کا طریقہ یہ ہے:

۱۔ سونے سے پہلے وضو کرنا اور آیت الکرسی پڑھ کر سونا۔

۲۔ ایسا مریض اپنے دونوں ہاتھوں کو دعا مانگنے کی شکل میں اٹھائے اور ان پر معوذتین پڑھ کر دَم کرے اور پھر اپنے ہاتھوں کو پورے جسم پر پھیرے، یہ عمل تین بار کرنا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ سورۃ الصافات صبح کے وقت پڑھے اور سورہ دخان رات سوتے وقت پڑھے، یا کم از کم ان دونوں سورتوں کو سنے۔

۴۔ ہر تین دن میں ایک بار سورۃ بقرہ پڑھے اور اگر پڑھنا مشکل ہے تو پھر سنے۔

۵۔ روزانہ صبح و شام ۷ مرتبہ ((حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ)) پڑھے۔

۶۔ روزانہ رات کو سوتے وقت سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھے، یا کم از کم سنے۔

۷۔ سوتے وقت مریض یہ دعا پڑھے ((بِسْمِ اللّٰهِ وَضَعْتُ جَنْبِيُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيُ ذَنْبِيُ وَ اخْسِئْ شَيْطَانِي وَفُكَّ رِهَانِيُ وَاجْعَلْنِيُ فِي النَّدَى الْاَعْلَىٰ))

۸۔ سورۃ الفصلت، سورۃ الفتح، اور سورۃ الجن یہ تینوں سورتیں ایک کیسٹ میں ریکارڈ کریں اور اس کیسٹ کو مریض روزانہ ۳ مرتبہ سنے۔

ان تمام تعلیمات پر ایک مہینہ تک عمل کریں ان شاء اللہ مریض شفا یاب ہو جائے گا۔

جادو کی ساتویں قسم: بیماری میں مبتلا کرنا:

اس جادو کی علامات میں سے یہ ہے کہ:

۱۔ انسان کے کسی عضو کا مسلسل درد میں مبتلا ہونا۔

۲۔ بے ہوشی کے دورے پڑنا۔

۳۔ جسم کے کسی عضو کا بے جان ہو جانا۔

۴۔ پورے جسم کا بے جان ہو جانا یعنی انسانی جسم کے کسی بھی حصے کا بے جان ہو جانا۔

یہاں پر میں یہ بات واضح کرنا مناسب سمجھتی ہوں کہ یہ علامات عام جسمانی بیماریوں کی علامات سے ملتی جلتی ہیں۔ اب ان دونوں میں تفریق اس طرح کی جا سکتی ہے کہ مریض پر قرآنی آیات پڑھ کر دم کیا جائے۔ اور اگر مریض قرآن سنتے ہوئے جھٹکے محسوس کرے یا اس پر بے ہوشی طاری ہونے لگے یا جسم پر کپکپی طاری ہو یا سر میں درد ہونے لگے یا معدے میں درد محسوس کرے یا رونے لگے تو آپ سمجھ لیں کہ مریض پر جادو کیا گیا ہے۔ ورنہ یہ عام بیماری ہے، اس کا ڈاکٹروں سے علاج کروانا چاہیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ جادو کس طرح کیا جاتا ہے؟

یہ ایک معروف بات ہے کہ انسانی جسم میں دماغ کا بنیادی کردار ہوتا ہے کوئی بھی انسانی عضو خطرے کا اشارہ محسوس کرتے ہی دماغ سے احکامات حاصل کرکے اس سے بچتا ہے، یہ سب ایک سیکنڈ میں، بلکہ اس سے بھی کم وقت میں ہوتا ہے۔

﴿هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ﴾ [لقمان: ۱۱] ''یہ اللہ تعالیٰ کی کاری گری ہے۔''

جب انسان اس جادو میں مبتلا ہوتا ہے تو جن انسان کے دماغ کو نشانہ بناتا ہے، جادوگر جیسے اسے حکم دیتا ہے وہ جن اسی کے حکم کی بجا آوری اس طرح کرتا ہے۔ مثلاً یا تو وہ جن انسان کی قوتِ سماعت یا قوتِ بصارت کے مرکز کو متاثر کرتا ہے یا پھر ان دماغی رگوں کو، جن کا تعلق ہاتھ یا پاؤں سے ہو انھیں متاثر کرتا ہے، اس کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ انسانی جسم کا کوئی عضو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بالکل ناکارہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً مریض کا بالکل اندھا یا بہرہ ہوجانا یا کسی ہاتھ پاؤں کا بے جان ہوجانا۔

۲۔ یا وقتی طور پر ایسا ہوتا ہے پھر ٹھیک ہو جاتا ہے اور اس کے بعد پھر مریض پر مرض کا حملہ ہوتا ہے، اور پھر ٹھیک ہو جاتا ہے، مریض کے ساتھ اکثر ایسا ہوتا رہتا ہے۔

۳۔ مریض کا یا تو دماغی توازن درست نہیں رہتا ہے، جس کی وجہ سے جسم کے نظام کی کارگردگی میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔

یہاں یہ بات واضح رہے کہ جادوگر کے ذریعے سحر زدہ انسان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہی ہوتی ہے۔ جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ [البقرۃ: ۱۰۲]

''اور وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر کسی کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔''

بہت سے ڈاکٹر اس بات کو نہیں مانتے تھے لیکن جب انھوں نے خود مشاہدہ کیا تو چار وناچار ان کو ماننا پڑا۔ ایسے مریض کے علاج کے لیے سورۃ فاتحہ (آیت: الکرسی، سورۃ الدخان اور سورۃ الجن اور چھوٹی سورتیں، یعنی سورۃ البیّنۃ سے لے کر سورہ الناس تک پڑھ کر دم کریں یا ریکارڈ کر کے مریض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو دیں اور وہ اس کیسٹ کو ہر روز تین بار بلا ناغہ سنے۔ اس کے علاوہ مریض کو (حبۃ سوداء، یعنی کلونجی) کے تیل پر یہ آیات اور سُوَر پڑھ کر دم کر کے دیں اور تاکید کریں کہ مریض اس تیل کو اپنی پیشانی اور درد والی جگہ پر صبح و شام کو مالش کرے، اور اس کے علاوہ یہ آیات وسُوَر اور یہ دعائیں ہیں:

۱۔ سورۃ الفاتحہ۔

۲۔ معوذتین

۳۔ آیت ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ اس آیت کو سات مرتبہ پڑھیں۔

۴۔ یہ دعا ہے: ((بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ وَاللّٰهُ يَشْفِيكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيكَ وَمِنْ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيكَ))

۵۔ ((اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَماً))

ان تعلیمات کو چالیس دن تک جاری رکھیں او اگر مکمل شفا ہوجائے تو ٹھیک ہے، اگر آپ محسوس کر رہے ہیں کہ ابھی کمی ہے یعنی مکمل شفا یابی نہیں ہوئی تو یہ عمل کرتے رہیں یہاں تک کہ مریض شفا یاب ہوجائے۔

جادو کی آٹھویں قسم:

شادی میں رکاوٹ ڈالنے کا جادو، جو کہ آج ہمارے معاشرے میں بہت ہی پایا جاتا ہے، اس کے متعلق ہم آپ کو بتائیں گے کہ یہ جادو کیسے کیا جاتا ہے؟

اس جادو کے لیے بدنیت انسان خبیث جادوگر کے پاس جاتا ہے اور اس کے سامنے جا کر یہ مطالبہ پیش کرتا ہے کہ فلاں کی بیٹی پر ایسا چکر چلاؤ کہ وہ اس شادی سے انکار کردے یا فلاں کے بیٹے پر ایسا چکر چلاؤ کہ وہ اس شادی سے انکار کردے جہاں پر اس کے والدین کر رہے ہیں۔ اور جادوگر انھیں کہتا ہے کہ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے، آپ صرف اس لڑکی یا لڑکے کی کوئی چیز لا دیں جس پر جادو کرنا مقصود ہے اور اس کا اور اس کی ماں کا نام بتادیں تو یہ کام ہوجائے گا۔ جادوگر اس کام کے لیے جن کو مامور کرتا ہے تو وہ جن اس لڑکی کا تعاقب کرتا ہے۔ وہ اس تلاش میں ہوتا ہے کہ مجھے موقع ملے اور میں اس لڑکی میں داخل ہوجاؤں، اور داخل ہونے کے لیے کونسی حالت یا مواقع ہوتے ہیں؟ مثلاً:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۔ شدید قسم کے ڈر اور خوف کی حالت میں۔

۲۔ یا پھر انتہائی غصے کی حالت میں۔

۳۔ غفلت کی حالت میں، یعنی نماز و ذکر و اذکار میں لاپروائی۔

۴۔ لذت اور شہوت کی حالت میں۔

جن ایسی صورتوں میں دو کام کرتا ہے:

۱۔ یا تو عورت میں داخل ہوکر ہر اس شخص کے لیے اس کے دل میں نفرت بٹھا دیتا ہے، جو بھی اس کی شادی کا پیغام لے کر آئے۔

۲۔ اگر عورت میں کسی وجہ سے داخل نہ ہو سکے تو مرد کے دل میں خیال ڈالتا ہے کہ عورت بری اور بدصورت ہے اور یہی کچھ عورت کے ساتھ بھی کرتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو بھی آدمی نکاح کا پیغام لے کر آتا ہے عورت اُسے قبول نہیں کرتی اور اگر وہ ابتدائی طور پر موافقت کر بھی لے تو کچھ دنوں کے بعد شیطانی وسوسہ کی وجہ سے انکار کر دیتی ہے۔ اگر لڑکا ہے تو وہ بھی یہی کرے گا، اور جب جادو انتہائی طاقتور ہو تو مرد کو اپنی منگیتر کے گھر داخل ہوتے ہی اس قدر تنگی کا احساس ہوتا ہے کہ وہ دوبارہ اس طرف کا رُخ نہیں کرتا۔

اس جادو کی علامات:

۱۔ اس کی علامات یہ ہیں کہ جس پر یہ جادو کیا ہوتا ہے اس کا مختلف اوقات میں سر کا درد ہونا، جس کا دواؤں سے کوئی علاج نہیں یعنی درد میں کوئی فرق نہ پڑنا۔

۲۔ انتہائی تنگ دلی بالخصوص عصر سے لے کر نصف رات تک۔

۳۔ منگیتر کا انتہائی برے منظر میں نظر آنا۔

۴۔ ہر وقت ذہنی پریشانی میں مبتلا رہنا۔

۵۔ نیند میں بے چین رہنا۔

۶۔ معدے میں مسلسل تکلیف محسوس کرنا۔

۷۔ ریڑھ کی ہڈی کے نچلے حصے میں درد محسوس ہونا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس قسم کے جادو کا علاج:

اس جادو کے علاج کے لیے کیا کرنا ہے؟ سب سے پہلے:

۱۔ تمام نمازوں کی صحیح اوقات میں پابندی کرنا۔

۲۔ گانے اور میوزک سے مکمل پرہیز کرنا ہے۔

۳۔ سونے سے پہلے باوضو ہوکر آیت الکرسی پڑھ کو سوئے۔

۴۔ سونے سے پہلے معوذتین یعنی سورۃ الفلق وسورۃ الناس پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونکے اور پھر اپنے پورے جسم پر اپنے ہاتھوں کو ملے۔ (یہ عمل تین مرتبہ کرے)

۵۔ آیت الکرسی کو ایک گھنٹے کی کیسٹ پر ریکارڈ کرکے روزانہ ایک مرتبہ ضرور سنے۔

۶۔ ایک دوسری کیسٹ پر جو کہ ایک گھنٹے کی ہو، اس پر مسلسل سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورہ الناس ریکارڈ کرکے روزانہ اس کو کم ازکم ایک مرتبہ ضرور سنے۔

۷۔ اس موضوع کے شروع صفحات پر مذکور قرآنی آیات کو پانی پر دَم کرکے مریض کو پلائیں اور اسی پانی سے اسے غسل کرائیں، یہ عمل بھی تین دن تک کریں۔

۸۔ فجر کی نماز کے بعد روزانہ ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)) سو مرتبہ پڑھے۔

یہ عمل ایک مہینے تک جاری رکھیں، ایک مہینے کے بعد دو باتوں میں سے کوئی بات سامنے آئے گی۔ ان شاء اللہ یا تو بیماری مکمل ٹھیک ہوجائے گی یا پھر تکلیف میں مزید اضافہ ہوجائے گا اور جب آپ قرآن پڑھ کر مریض پر دَم کریں گے تو مریض پر غشی طاری ہوجائے گی۔ اس کے بعد وہی طریقہ اپنائیں جو ہم پہلے بتا چکے ہیں۔

جادو کی نویں قسم: (سیلان الرحم) کا جادو:

یہ جادو کیسے کیا جاتا ہے؟ میری بہنو! اس جادو کا شکار صرف عورتیں ہی ہوسکتی ہیں، جس عورت پر جادو کرنا مقصود ہوتا ہے، جادوگر اس عورت پر جن مسلط کرکے خون بہانے پر مامور کردیتا ہے، وہ جن عورت کے جسم میں داخل ہوکر خون کے ساتھ رگوں میں گردش کرنا شروع کردیتا ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''شیطان ابنِ آدم کے اندر خون کی طرح گردش کرتا ہے۔''[1]

جن جب عورت کے رحم میں ایک خاص رگ تک رسائی حاصل کر لیتا ہے تو وہ اسے کچھ مارتا ہے، جس کے نتیجے میں اس رگ سے خون بہنا شروع ہو جاتا ہے۔ نبی ﷺ نے حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ کے متعلق ان کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا تھا: ''یہ تو شیطان کا کام ہے۔'' (اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے) دوسری روایت میں ہے کہ: ''یہ تو ایک رگ کا خون ہے نہ کہ حیض کا۔''

دونوں روایات کو جمع کر کے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ استحاضہ اس وقت ہوتا ہے جب شیطان عورت کے رحم میں موجود رگوں سے شرارت کرتا ہے۔

اس جادو کی حقیقت:

فقہاء کی کتابوں میں اسے استحاضہ کا نام دیا گیا ہے۔ اور ڈاکٹروں کی اصطلاح میں اسے سیلان الرحم کہا جاتا ہے۔ علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ استحاضہ اس خون کو کہتے ہیں جو ایامِ حیض کے بعد بھی عورت کے رحم سے جاری رہے۔ خون کی مقدار کم یا زیادہ ہو سکتی ہے، لیکن کئی مہینے تک یہ خون جاری رہتا ہے۔ اور کسی کو پوری زندگی رہتا ہے۔

عورت کا جادو کے ذریعے بانجھ پن:

عورت کے بانجھ پن کی بھی دو قسمیں ہیں:

اول: پیدائشی بانجھ پن۔ دوم: جادو کے سبب بانجھ پن۔

حقیقی بانجھ پن اور بذریعہ جادو کے بانجھ پن میں فرق:

جادو کے ذریعے جو بانجھ پن پیدا کیا جاتا ہے، اس کی علامتیں یہ ہیں:

۱۔ مریض تنگ دل ہو جاتا ہے، بالخصوص عصر سے لے کر نصف رات تک۔

۲۔ ذہنی الجھن اور پریشانی میں مبتلا رہتا ہے۔

۳۔ ریڑھ کی ہڈی کے نچلے حصے میں درد رہتا ہے۔

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (............) صحيح مسلم، رقم الحديث (............)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۔ نیند میں بے چینی محسوس کرتا ہے۔

۵۔ ڈراؤنے خواب دیکھتا ہے۔

جادو کی وجہ سے جن عورت کے رحم میں داخل ہونے کے بعد عورت کے بیضوں یعنی (انڈوں) کو خراب کر دیتا ہے تو اس سے عورت کا پیدائشی عمل متاثر ہو جاتا ہے۔ یا حمل تو ٹھہرتا ہے لیکن چند مہینوں کے بعد شیطان کی حرکت کے سبب رحم سے خون خارج ہونے لگتا ہے جس کے نتیجے میں حمل ساقط ہو جاتا ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے:

''شیطان ابنِ آدم کے اندر خون کی طرح گردش کرتا ہے۔''

میری بہنو! یہ تھی جادو کی کچھ اقسام، اب اس کے علاج کے حوالہ سے بات کریں گے طبیبوں کا قول ہے: پرہیز علاج سے بہتر ہے، اور ہم کہتے ہیں: جادو کا بہترین علاج یہ ہے کہ آپ اس کے واقع ہونے سے قبل ہی اس سے بچاؤ کی تدابیر اختیار کریں۔ اگر وہ خبیث جادوگر جو اپنی جان اور اپنا ایمان شیطانِ لعین کے ہاں فروخت کر چکا ہے، اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لیے شیطان سے مدد طلب کرتا ہے تو ہمارے لیے بھی شریعت نے واضح کر دیا ہے کہ ایک بندہ مؤمن کس طرح اپنی جان اور اپنے اہل وعیال کو شیطانی ہتھکنڈوں سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔

چنانچہ ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ جادو اور جادوگروں کے شر سے بچنے کے لیے اپنے ایمان کو مضبوط اور اپنی توحید اللہ کے لیے کر لے۔ جب وہ ایسا کرے گا تو یہ چیز اس کے ایمان کو تقویت فراہم کرے گی اور اس کے دل سے ما سویٰ اللہ کا خوف دور ہو جائے گا۔ یہ عقیدہ اس کے دل میں راسخ ہو جائے گا کہ نفع ونقصان اکیلے اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ ایک مسلمان کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ جادو وغیرہ کے یہ تمام ذرائع ہواؤں کی حرکت کی مانند ہیں۔ ان سب کا کنٹرول اللہ کے ہاتھ میں ہے چنانچہ یہ کسی کو اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

لہٰذا اگر کسی کو اس قسم کا کوئی مرض ہو یعنی جن اور جادو کی وجہ سے پریشان ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کا علاج قرآنی آیات اور شرعی اذکار سے کرے۔ اس کے علاج کے لیے کسی نجومی یا کاہن کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔ جادو، جنات اور آسیب کا بہترین علاج قرآنی آیات سے ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیوں کہ قرآنِ کریم تمام جن وانس کے لیے ذریعۂ ہدایت اور خزینۂ رحمت ہے۔

- قرآنِ کریم قلبی وروحانی اور جسمانی بیماریوں سے شفا کا باعث ہے۔
- قرآنِ کریم زہریلے جانوروں کے زہر کا تریاق ہے۔
- قرآنِ کریم آسیب ومرگی اور نظرِ بد زائل کرنے کا بہترین نسخہ ہے۔
- قرآنِ کریم تعویذ وگنڈہ اور شیطانی وسوسوں کا رحمانی علاج ہے۔
- قرآنِ کریم ابلیسِ لعین سے انسان کو بچانے کے لیے حارس کا کام کرتا ہے۔

اسی طرح دواؤں کے ذریعے سے جادو کا علاج بھی کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ حدیث کے روشنی میں ان دواؤں کا ذکر کیا گیا ہے۔

عجوہ کھجور سے علاج:

نبیِ کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

''جس شخص نے صبح (نہار منہ) سات عجوہ کھجوریں کھائیں تو اسے اس دن زہر اور جادو نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔''[1]

واضح رہے کہ یہ خصوصیت صرف مدینے کی عجوہ کھجور میں ہے۔ امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''عجوہ کھجور کا جادو اور زہر کے لیے مفید ہونا مدینے کی کجھور کے لیے نبیِ کریم ﷺ کی دعا کی برکت کے باعث ہے، اس میں کھجور کی کوئی خصوصیت نہیں۔''

اسی طرح امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حدیث میں مدینے کی عجوہ کی خصوصیت مذکور ہے۔''

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ وصف، اعلیٰ درجہ کی عجوہ اور مدینہ کی حدود میں پیدا ہونے والی کھجوروں کے لیے ہی خاص ہے۔ ان کی اس خصوصیت کا اشکال اس طرح دور ہو جاتا ہے کہ بعض دواؤں میں شفا ان کی جنس کے بجائے بعض علاقوں کے ساتھ خاص ہوتی ہے۔''[2]

علامہ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عجوہ ہو یا پھر مدینہ منورہ کی کوئی کھجور ہو یا پھر کوئی بھی کھجور ہو، مفید ہوگی۔

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٧٦٩)

[2] فتح الباري (١٠/ ٢٩٥)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کلونجی کے ذریعے سے علاج:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کلونجی میں سوائے موت کے ہر مرض کی شفا ہے۔''[1]

سینگی کے ذریعے سے علاج:

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سینگی لگوانا علاج کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے قمری ماہ کی ۱۷، ۱۹ اور ۲۱ تاریخوں کو سینگی لگوائی، اسے ہر بیماری سے شفا ہو جائے گی۔''[2]

ایک دوسری صحیح حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''جن چیزوں سے تم علاج کرتے ہو ان میں سے بہترین علاج سینگی لگوانا۔''[3]

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جادو خبیث روحوں کی تاثیرات کی طرف طبیعت کے میلان اور اثر کو قبول کرنے کی استعداد کا مجموعہ ہے۔ حقیقت میں طبیعت کا یہ میلان اور اثرات کو جلد قبول کرنا ہی جادو کے اثر کو شدید تر بنا دیتا ہے۔ جادو کا اثر کبھی جسم کے کسی خاص حصے تک ہی محدود ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں جسم کے اس مخصوص حصے پر سینگی لگوانا، جہاں جادو کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہو، بہترین علاج ہے۔ بشرطیکہ سینگی کا استعمال اسی طریقے پر کیا جائے جو کہ مطلوب ہے۔''[4]

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جن، جادو، نظرِ بد، حسد اور ہر طرح کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٨٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢١٥) مسند أحمد، رقم الحديث (٢/ ٢٤١)

[2] سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٣٨٦١)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٩٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٥٧٧) مستدرك حاكم (٤/ ٢٠٨) و سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم الحديث (١٠٥٣)

[4] زاد المعاد (٤/ ١٢٥ ـ ١٢٦)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصادر و مراجع

- تفسیر ابن کثیر
- تفسیر حافظ صلاح الدین یوسف
- صحیح بخاری
- صحیح مسلم
- جادو اور آسیب — تالیف: ابو منذر خلیل ابراہیم
- علاج جادو و سحر — تالیف: فضیلۃ الشیخ وحید بن عبد السلام بالی حفظہ اللہ
- تعویذ و گنڈہ، جادو اور نظر بد کا شرعی علاج۔ — تالیف: حافظ صلاح الدین عظیم اللہ عرفانی
- پر اسرار حقائق جن، جادو، آسیب، اور نظرِ بد۔ مطبوعات دار السلام
- جنات و جادو — تالیف: فضیلۃ الشیخ محمد منیر قمر حفظہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظر بد: حقیقت اور اس کا علاج

اللہ تعالیٰ نے انسانی نظر میں بڑی تاثیر رکھی ہے۔ دیکھنے والے کی آنکھوں سے زہر نکل کر لگنے والے کے جسم میں سرایت کر جاتا ہے، جس سے وہ مختلف بیماریوں اور مصائب کا شکار ہو جاتا ہے۔ نظر کا لگ جانا برحق ہے اور قرآن و حدیث میں اس کی حقانیت پر واضح دلائل موجود ہیں۔

نظر کی تاثیر کے متعلق قرآنی دلائل:

سورت یوسف (آیت: ۶۷۔۶۸) میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾

”اور یعقوب نے کہا: اے میرے بچو! (جب تم مصر میں پہنچو تو) تم سب ایک ہی دروازے سے نہ جانا (ایسا نہ ہو کہ تم کو نظر لگ جائے) بلکہ الگ الگ دروازوں میں سے داخل ہونا اور میں اللہ کے حکم کو تو تم پر سے ذرا بھی ٹال نہیں سکتا، حکم تو بس اللہ تعالیٰ ہی کا چلتا ہے (اور کسی کا نہیں چلتا) میرا کامل بھروسہ اسی پر ہے اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ اور جب وہ (مصر میں اسی طرح جدا جدا دروازوں سے) داخل ہوئے جیسے باپ نے ان کو حکم دیا تھا، مگر اللہ نے جو بات مقرر کر دی ہے اس کے سامنے یہ تدبیر ان کے کچھ کام نہ آسکی، وہ بس یعقوب کے دل کی ایک آرزو تھی جو اس نے پوری کر لی (اور اولاد کی محبت ہر ایک کو ہوتی ہے) اور بے شک یعقوب کو جو ہم نے سکھلایا وہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس علم کا عالم تھا اور وہ اس کو (خوب) جانتا تھا (کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے کوئی چیز روک نہیں سکتی) لیکن اکثر لوگ یہ نہیں جانتے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ مذکورہ دونوں آیتوں کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت یعقوب علیہ السلام کے واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ جب انھوں نے اپنے بچوں کو حکم دیا کہ تم سب اکٹھے ایک دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ سب الگ الگ دروازوں سے جانا، یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یعقوب علیہ السلام نے بنیامین کو اس کے بھائیوں کے ساتھ مصر بھیجا تھا، جیسا کہ اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، محمد بن کعب، مجاہد، ضحاک، قتادہ اور سدی رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ ایسا انھوں نے نظرِ بد کے ڈر سے کہا تھا، کیوں کہ ایک ہی باپ کے گیارہ بیٹے جو قد و قامت اور شکل وصورت میں انتہائی خوبصورت بھی ہوں، جب یہ اکٹھے ایک ہی جگہ یا ایک ساتھ کہیں سے گزریں تو عموماً انھیں لوگ تعجب یا حسد کی نظر سے دیکھتے ہیں اور یہی چیز نظر لگنے کا باعث بنتی ہے۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو نظرِ بد کا ڈر تھا کیوں کہ نظرِ بد برحق ہے چنانچہ انھیں نظرِ بد سے بچانے کے لیے بطورِ تدبیر یہ حکم دیا تھا۔

مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی نظر بد سے بچاؤ کی یہ خواہش اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بموجب ہے:

﴿ وَإِن يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ﴿٥١﴾ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ﴾ [القلم: ۵۱۔ ۵۲]

''اور قریب ہے کہ کافر اپنی تیز نگاہوں سے آپ کو پھسلا دیں، جب کبھی قرآن سنتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں یہ تو ضرور دیوانہ ہے، حالانکہ یہ قرآن تو تمام جہاں والوں کے لیے نصیحت ہے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے نبی! اگر تجھے تیرے رب کی حمایت نہ ہوتی تو ان کفار کی حاسدانہ نظروں سے تو نظرِ بد کا شکار ہو جاتا، یعنی ان کی نظر تجھے لگ جاتی۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد رحمہ اللہ اور دوسرے مفسرین کہتے ہیں: ﴿ لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ ﴾ کا معنی ہے ''وہ آپ کو نظر لگا دیں۔'' پھر انھوں نے ذکر کیا ہے کہ آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ نظر کا لگ جانا اور اللہ کے امر کے ساتھ اس کا اثر ہو جانا حق ہے۔ لہٰذا یہ آیت اس بات کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلیل ہے کہ نظر لگتی ہے، جیسا کہ کفار و مشرکین اپنی آنکھوں کے ذریعے حسد کے طور پر نبی ﷺ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے اور زبانوں سے بھی آپ ﷺ کو تکلیف پہنچاتے اور آپ کے دل کو مجروح کرنے کی کوششیں کرتے رہتے، اور اسی طرح ہی اس کا دوسروں پر اللہ کے حکم سے اثر انداز ہونا حق ہے۔[1]

نظرِ بد: احادیث سے دلائل:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلْعَيْنُ حَقٌّ))[2] ''نظرِ بد کا اثر ہوتا ہے۔'' اسے امام بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

۲۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِسْتَعِيْنُوا بِاللّٰهِ مِنَ الْعَيْنِ فَإِنَّهُ حَقٌّ))[3]

''تم اللہ کی پناہ مانگو نظرِ بد سے کہ نظر بد اثر کرتی ہے۔''

۳۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ جعفر رضی اللہ عنہ کے بچوں کو نظر لگتی ہے، کیا میں ان کو دم کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((نَعَمْ فَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقُ الْقَضَاءِ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ))[4]

''ہاں اگر کوئی چیز قضاء و قدر پر سبقت لے جاتی تو وہ نظر ہوتی۔''

۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلْعَيْنُ تُدْخِلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ وَ تُدْخِلُ الْجَمَلَ الْقِدْرَ))[5]

''نظر آدمی کو قبر میں پہنچا دیتی ہے اور اونٹ کو ہانڈی میں۔''

مطلب یہ ہے کہ جب کسی انسان کو نظر لگتی ہے تو وہ اس سے اس قدر متاثر ہوتا ہے کہ لقمۂ اجل بن کر قبر میں پہنچ جاتا ہے۔ اور جب کسی اونٹ کو نظر لگ جائے تو وہ بھی ہلاکت کے دہانے پر پہنچ

[1] تفسير ابن كثير (٦/ ٤١٠)

[2] صحيح مسلم (١٠/ ٢٠٣)

[3] سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٣٥٠٨) مستدرك للحاكم (٤/ ٢١٥)

[4] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٠٥٩) مسند أحمد (٦/ ٤٣٨)

[5] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: صحيح الجامع، رقم الحديث (١٠٢٣)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے، لہٰذا اسے ذبح کر کے ہانڈی میں پکا لیا جاتا ہے۔

۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَكْثَرُ مَنْ يَمُوتُ مِنْ أُمَّتِي بَعْدَ قَضَاءِ اللّٰهِ وَ قَدَرِهِ بِالْعَيْنِ))[1]

''میری امت میں قضاء و قدر سے مرنے والوں کے بعد سب سے زیادہ تعداد نظرِ بد سے مرنے والوں کی ہوگی۔''

۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نظرِ بد سے بچاؤ کے لیے جھاڑ پھونک کرانے کا حکم دیتے تھے۔[2]

۷۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر میں ایک لڑکی کو دیکھا (جس کے چہرے پر سیاہ یا سرخ داغ تھے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ اس پر نظرِ بد کا اثر ہے، اسے جھاڑ پھونک کراؤ۔''[3]

خلاصہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی آدمی کو جب نظر لگتی ہے تو اس قدر اثر کرتی ہے گویا کہ وہ کسی بلند مقام پر چڑھا ہوا اور پھر کسی نظرِ بد کے اثر سے دھڑام سے نیچے گر پڑا۔[4]

نظرِ بد کے بارے میں علماء کی رائے:

امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نظرِ بد کی تاثیر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتی ہے اور ایسے ہی نظر بھی لگتی ہے۔[5] حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نظر کی حقیقت یہ ہے کہ کسی چیز کو اچھا سمجھ کر کوئی خبیث الطبع حسد سے دیکھے اور نتیجتاً دیکھی جانے والی چیز کو کوئی تکلیف شروع ہو جائے۔[6]

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی اجسام و ارواح میں مختلف قسم کی قوتوں اور طبیعتوں کو پیدا کیا ہے اور ان میں سے بہت سوں کے اندر اثر اندازی کی کیفیتیں اور خاصیتیں رکھی

[1] صحيح الجامع، رقم الحديث (١٢٠٦) و الصحيحة، رقم الحديث (٧٤٧)

[2] صحيح البخاري (١٠/ ١٧٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٩٥)

[3] صحيح البخاري (١/ ١٧١) صحيح مسلم، رقم الحديث (٩٧)

[4] مسند أحمد، رقم الحديث (٥/ ١٤٦)

[5] تفسير ابن كثير (٤/٤١٠)

[6] فتح الباري (١٠/ ٢٠٠)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اور کوئی بھی عقل مند اجسام وارواح میں نظر کی تاثیر کا انکار نہیں کرسکتا کیوں کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کا ہم روزمرہ زندگی میں مشاہدہ کرسکتے ہیں کہ انسان کا چہرہ اس وقت انتہائی سرخ اور عرق ریز ہو جاتا ہے جب اس کی نظر کسی بارعب اور باحیا آدمی پر پڑتی ہے اور اسی طرح خوف کے وقت چہرے کا رنگ انتہائی زرد ہو جاتا ہے اور لوگوں نے اس کا مشاہدہ کیا ہے کہ نظر کی وجہ سے انسان بیمار ہو جاتا ہے۔

یہ سب روح کی تاثیر کے نتیجے میں ہوتا ہے چونکہ روح کا تعلق آنکھ کے ساتھ بہت گہرا ہوتا ہے لہٰذا اس کو نظر سے تعبیر کیا جاتا ہے جب کہ آنکھ کا اپنا ذاتی کوئی اچھا یا برا اثر نہیں ہوتا بلکہ تاثیر روح کی ہوتی ہے اور ارواح کی طاقت اور طبیعت، قوت و کیفیت اور خواص مختلف ہوتے ہیں، لہٰذا حاسد کی روح سے محسود (جس پر حسد کیا جائے) کو ایذاء اور تکلیف پہنچتی ہے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ وہ حاسد کے شر سے میری پناہ مانگیں، علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے تاثیر کی نسبت آنکھ کی طرف کرنے کی علت بیان کی ہے، حالانکہ آنکھ بذاتِ خود اثر انداز نہیں ہوتی (وہ فرماتے ہیں کہ) نظر کے آنکھ سے شدتِ تعلق کی بنا پر، نظر لگنے کی نسبت آنکھ کی طرف کی گئی ہے۔ حالانکہ آنکھ کچھ نہیں کرتی، تاثیر کا تعلق روح سے ہے، اور روحیں اپنی طبیعتوں، قوتوں، کیفیات، اور خاصیتوں کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ چنانچہ حاسد کی روح محسود کے لیے واضح طور پر تکلیف رہ ہے۔[1]

درحقیقت حاسد کی تاثیر کا انکار نہیں کیا جاسکتا، صرف وہی انکار کرسکتے ہیں جو انسانی حقیقت سے عاری ہوں۔ چونکہ محسود کو جو ایذا پہنچتی ہے دراصل وہی نظرِ بد ہے، اس لیے کہ حاسد کی خبیث روح خبیث کیفیت میں تبدیل ہوکر محسود کا مقابلہ کرتی ہے اور اسی خاصیت سے اسی کے اندر اثر انداز ہوتی ہے اور مشابہت میں سب سے زیادہ قریب ترین اس کی تاثیر اژدہا کے زہر کی طرح ہوتی ہے۔

میری بہنو! بعض کی کیفیت انتہائی طاقتور ہوتی ہے جس سے حمل بھی گر جاتا ہے اور بعض کی تاثیر سے آنکھوں کی بینائی بھی چلی جاتی ہے۔

جنوں کی نظر انسانوں کو لگ سکتی ہے:

انسانوں کی طرح ہی جنوں کی نظر بھی انسانوں کو لگ جاتی ہے، جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

[1] زاد المعاد، رقم الحدیث (۷/ ۱٦٦)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جنوں کی نظر سے پناہ مانگتے تھے، لیکن جب معوِّذتین نازل ہوئیں تو آپ نے ان کو اختیار کر کے باقی دوسری چیزوں کو چھوڑ دیا تھا۔[1]

نظر اور حسد میں فرق:

حاسد عائن سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے، اسی لیے سورۃ الفلق میں حاسد کے شر سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ حاسد ایک بغض رکھنے والا شخص ہوتا ہے، اس کے حسد کے ساتھ کراہت و نفرت بھی شامل رہتی ہے، اور وہ محسود کی نعمت کے زائل ہوجانے کی تمنا رکھتا ہے۔ جبکہ عائن صرف ایک چیز کو اچھا سمجھ کر اس کی طرف دیکھتا ہے۔ اس لیے نظر کبھی کسی نیک شخص یا نیک خاتون کی طرف سے بھی لگ سکتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی اپنے ہی مال، اولاد یا گھر والوں کو نظر لگا دیتا ہے اور اسے پتا بھی نہیں چلتا۔ البتہ ایک معاملہ میں نظر اور حسد باہم مشترک ہیں کہ دونوں کا اثر معیون اور محسود پر نقصان اور تکلیف کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

حاسد کی علامات کا بیان:

جہاں تک نظر کا معاملہ ہے تو یہ سب لوگوں کو شامل ہے حتیٰ کہ نیک لوگوں کی نظر بھی بسا اوقات سہواً لگ جاتی ہے۔ لیکن حسد کا معاملہ بعض متعین علامات والے لوگوں کے ساتھ خاص ہے۔ حاسد میں کچھ ایسا نشانیاں پائی جاتی ہیں جن سے وہ صاف طور پر پہچانا جاتا ہے، دیکھنے کا انداز، ایک معنی خیز مسکراہٹ، چہرے کے تاثرات، اندازِ گفتگو، یہ سب چیزیں انسان کی اندرونی کیفیت کی ترجمانی کرتی ہیں۔ انسان جو کچھ اپنے قلب و ضمیر میں چھپا کر رکھتا ہے وہ بہر حال اس کے چہرے کے احوال، اس کی لغزشوں، اس کی مشکوک نگاہوں، خاص قسم کی مسکراہٹوں، اس کی جملہ حرکات و سکنات اور چہرے کے تاثرات سے ظاہر ہو کر رہتا ہے۔ اللہ عزوجل کی حکمتوں اور عجائباتِ قدرت میں سے یہ بھی ہے کہ خالقِ کائنات نے انسان کے چہرے کو آئینہ بنا دیا ہے جس میں اس کے نفس کے خفیہ جذبات، اس کے دلی احساسات اور دل کی گہرائی میں پائے جانے والے خیالات ظاہر ہو جاتے ہیں، چنانچہ ایک

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٠٥٨) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٣٥١١) اور امام البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الترمذی، صحیح ابن ماجہ، صحیح النسائی وغیرہ میں صحیح قرار دیا۔ صحيح ابن ماجه، رقم الحديث (٣١٣٩) الصحيحة، رقم الحديث (٢٧٦١) صحيح الجامع، رقم الحديث (٦٩٠٢)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیمار شخص کے مرض کے اثرات اس کے چہرے سے عیاں ہوتے ہیں۔ ایک غمزدہ دل گرفتہ شخص کا حزن و کرب بھی اس کے چہرے میں دیکھا جاسکتا ہے۔ اسی طرح ایک تندرست و سلامت شخص کی صحت مندی کا اثر بھی اس کے چہرے سے ظاہر ہو رہا ہوتا ہے اور ایک خوش و خرم شخص کی خوشی، مسرت اور بے فکری اس کے چہرے کی سلوٹوں، اس کے دیکھنے کے انداز اور اسلوبِ گفتگو سے ٹپک رہی ہوتی ہے۔ اس کے برعکس ایک فاسق و فاجر شخص کے فسق و فجور کا اثر اس کے چہرے سے عیاں ہوتا ہے، اس کی گفتگو پر بھی اس کی بدی کا اثر واضح ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کی ظاہری شکل وصورت نیکوکار لوگوں جیسی ہی کیوں نہ ہو۔

حاسد کا معاملہ بھی بالکل اسی طرح کا ہے۔ وہ لوگوں کو حاصل ہونے والی بھلائیوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ وہ لوگوں سے نعمتوں کے زائل ہونے کی تمنا کرتا ہے، چنانچہ وہ دل کی بیماروں کا مریض اور ناقص ایمان والا ہے۔ وہ خبث باطن چھپانے اور اس پر پردہ ڈالنے کی جس قدر بھی کوشش کرلے وہ اس کو چھپانے میں ناکام رہتا ہے، اور جلد ہی اس کی بدباطنی اور اس کا اندرونی حسد ظاہر ہوکر رہتا ہے۔

تو پھر حاسد کی علامتیں کیا ہیں؟

۱۔ حاسد شخص ہمیشہ اللہ کی تقدیر سے نالاں اور برہم رہتا ہے۔

۲۔ حاسد شخص اگر پوری دنیا کے خزانوں کا مالک بھی بن جائے تب بھی شکوہ ہی کرتا رہتا ہے اور۔ اللہ بچائے۔ اللہ کا شکر کم ہی ادا کرتا ہے۔

۳۔ حاسد جس سے حسد کرتا ہے اس کی غلطیوں اور کوتاہیوں کی تلاش میں رہتا ہے اور انھیں مجالس میں بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے۔

۴۔ محسود کی خوبیوں اور اچھائیوں کو چھپاتا ہے، ان کے بارے میں جان بوجھ کر انجان بنا رہتا ہے اور لوگوں میں انھیں معمولی بنا کر پیش کرتا ہے۔

۵۔ حاسد زیادہ دیر تک خاموش نہیں رہ سکتا۔ وہ محسود کے کلام کا جواب تو ہنستے ہوئے مزاحیہ انداز میں دیتا ہے لیکن اس کے دل کا بھرپور کینہ اور بغض اس کی نظروں سے واضح ہوتا ہے۔

۶۔ حاسد محسود پر ہر وقت بادلیل یا بے دلیل واضح طور پر رسوا کن تنقید کرتا رہتا ہے۔

۷۔ حاسد ہر وقت موقع کی تلاش میں رہتا ہے، وہ کوئی ایسا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا جس میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محسود کو جانی یا مالی نقصان سے دو چار کیا جا سکتا ہو۔

۸۔ آخری بات یہ ہے کہ حاسد کا خون ہر وقت کھولتا رہتا ہے۔ وہ ایک پریشان طبیعت شخص ہوتا ہے۔ ذلت اور بدحالی ہر وقت اس کے چہرے پر چھائی رہتی ہے۔

شریعتِ اسلامیہ کی روشنی میں حسد کا علاج:

حسد ایک خطرناک بیماری ہے جس کے نتائج سخت نقصان دہ ہیں۔ یہ نتائج بالخصوص معاشرتی تعلقات کے انقطاع اور انسانی معاملات کے بگاڑ کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ خرابی جہالت اور پسماندگی کے ادنیٰ ترین درجے تک جا پہنچتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دینِ حنیف نے اس خطرناک بیماری کے خلاف بہت ٹھوس موقف اختیار کیا ہے، نبیِ کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَقَاطَعُوْا، وَ كُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا))[1]

''ایک دوسرے سے حسد، قطع تعلقی، بغض ونفرت اور باہمی دشمنی نہ رکھو، اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔''

اور آپ سے یہ بھی روایت ہے کہ:

وَعَنْهُ ﷺ: ((اِسْتَعِيْنُوا عَلٰى اِنْجَاحِ الْحَوَائِجِ بِالْكُتْمَانِ، فَاِنَّ كُلَّ ذِيْ نِعْمَةٍ مَحْسُوْدٌ))[2]

''حاجات پوری کرنے کے لیے نعمت کو چھپا کر مدد طلب کرو، اس لیے کہ ہر صاحبِ نعمت کے ساتھ حسد کیا جاتا ہے۔''

اس گناہ سے بچنے کے لیے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ صاف دل اور پرسکون رہے۔ ایک مسلمان کے لیے اس امر میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ کسی شخص کے ہاں پائی جانے والی نعمت کو پا لینے کی تمنا کرے، مگر شرط یہ ہے کہ وہ دوسرے مسلمان بھائی سے اس نعمت کا زوال نہ چاہے اور نہ ہی اس شخص کے پاس اس نعمت کی موجودگی اور دوام کو ناپسند کرے۔

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۵۵۹)

[2] معجم طبرانی کبیر، شعب الإیمان للبیهقی، حلیة الاولیاء ابو نعیم، ابن حبان و صححه الالبانی فی صحیح الجامع، رقم الحدیث (۹۴۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چونکہ حسد دل کی بیماریوں میں سے ایک بڑی خطرناک بیماری ہے، اور دل کی بیماریوں کا علاج نفع بخش علم کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ حسد کی بیماری کے علاج کے لیے نافع علم یہ ہے کہ آپ اچھی طرح جان لیں کہ حسد آپ کے لیے دنیا کی زندگی میں تو نقصان دہ ہے ہی، لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ گناہ کا اور اللہ کے غضب کا سبب بھی ہے۔ حسد کا ترک کر دینا دخولِ جنت کے اسباب میں سے ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"جس کسی کو کوئی چیز اچھی لگے اسے چاہیے کہ وہ جلدی سے اس کے لیے برکت کی دعا کرے، یہ اس کی طرف سے دم کرنے کے قائم مقام ہوگا۔"[1]

برکت کی دعا اس طرح ہونی چاہیے: ((بَارَكَ اللّٰهُ فِيهِ)) "اس چیز میں اللہ برکت فرمائے۔" یا پھر ان الفاظ کے ساتھ دعا کرے: ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْهِ)) "اے اللہ! اس چیز میں برکت عطا فرما۔"

نظرِ بد کا علاج اس کے واقع ہو جانے کے بعد:

حدیثِ رسول ﷺ میں نظرِ بد سے بچنے کے لیے دعائیں بھی بیان کی گئی ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ تاکید کی گئی ہے کہ جب تمھیں کوئی چیز اچھی لگے تو تم مَا شَاءَ اللّٰه یا تَبَارَكَ اللّٰه کہا کرو تا کہ اسے نظر نہ لگے، اسی طرح اگر کسی کو نظر لگ جائے تو فرمایا:

"اگر نظر لگانے والے کا سراغ مل جائے۔ (یعنی جس نے نظر لگائی ہو اس کا پتا چل جائے) تو اس سے غسل کرایا جائے، جب وہ غسل کر چکے تو اس کا غسل میں استعمال شدہ پانی لے کر اس شخص پر ڈالا جائے جس کو اس کی نظر لگی ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ کے حکم سے مریض شفایاب ہو جائے گا۔"

حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابی سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے خرار میں غسل کیا (خرار مدینہ منورہ میں ایک جگہ کا نام ہے) جب انھوں نے نہانے کے لیے اپنا جبہ اتارا تو ان کے جسم پر حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی نظر پڑی جو اس وقت وہاں موجود تھے، چونکہ حضرت سہل بن حنیف انتہائی سفید اور خوبصورت جسم والے تھے تو حضرت عامر ان کے جسم کو دیکھتے ہی چیخ اٹھے۔ ان جیسا میں نے کبھی نہیں دیکھا اور نہ ان جیسی پوشیدہ کنواری جلد۔ ان کا یہ کہنا ہی تھا کہ

[1] فتح الباري (١٠/ ٢٠٥)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت سہل رضی اللہ عنہ اسی وقت وہیں پر بے ہوش ہو کر گر پڑے اور ان کو شدید بخار ہوگیا، اس کے بعد ان کی اس کیفیت کی اطلاع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی اور کہا گیا کہ وہ سر بھی نہیں اٹھا رہا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو کسی کی نظر کا شک ہے تو لوگوں نے کہا کہ ہاں! عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی۔ یہ سن کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلب کیا اور ان پر سخت غصہ کیا اور کہا کہ کیوں تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے، تم نے ان کے لیے برکت کی دعا کیوں نہیں کی؟ اب اس کے لیے غسل کرو، تو حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ اپنا چہرا اپنی کہنیاں اور اپنے دونوں گھٹنے اور اپنے پاؤں اور اپنے تہبند کا داخلی حصہ ایک ٹب میں دھویا اور پھر اس پانی کو سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی پیٹھ پر ڈالا گیا تو وہ اسی وقت شفایاب ہوگئے۔[1]

اس غسل کی دلیل:

ا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر اثر کرتی ہے اور کوئی چیز تقدیر پر مقدّم ہوسکتی ہے تو وہ نظرِ بد ہے اور جب تم میں سے کسی کو غسل کرنے کے لیے کہا جائے تو وہ فوراً غسل کے لیے مان جائے۔[2]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں نظر لگانے والے کو وضو کرنے کا حکم دیا جاتا اور وضو کے اس پانی سے مریض کو نہلایا جاتا ہے۔''[3]

دم اور اذکار کے ذریعے علاج:

جب نظر لگانے والے کا علم نہ ہو تو مریض کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ وہ اللہ عز وجل کی طرف رجوع کرے اور ذکر و اذکار کے ذریعے مرض کے ازالہ کی کوشش کرے۔ اس عمل میں ان شاء اللہ تعالیٰ شفا ہے۔ مریض سورۃ الفاتحہ (آیت: الکرسی اور معوذات پڑھ کر اپنی دونوں ہتھیلیوں کو جمع کرکے ان میں پھونک مارے اور ان کو اپنے جسم پر پھیر لے۔

مذکورہ بالا آیات پڑھ کر روغن زیتون پر دَم کرے اور درد کے مقام پر اس تیل کا استعمال کرے۔ اور یہی آیات پانی پر دَم کرکے اس میں سے پیئے اور غسل کرے۔

[1] سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٣٥٠٩) سنن النسائی الکبری، رقم الحديث (٧٦١٦) مسند أحمد (٣/ ٤٨٧)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٨٨)

[3] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٨٨٠)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسنون دَم کی دعائیں:

1- ((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خلَقَ)) [1]

''میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ساتھ اس کی ساری مخلوق کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔''

2- ((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّكُلِّ شَيْطَانٍ وَّ هَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ)) [2]

''میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ساتھ ہر ایک شیطان اور زہریلے جانور کے شر سے اور ہر اثر انداز ہونے والی نظر کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔''

3- ((بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ وَ مِنْ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِاسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ)) [3]

''میں اللہ کے نام کے ساتھ تمھیں ایذا دینے والی ہر چیز سے، ہر ایک نفس کے شر سے اور حسد کرنے والے کی نظر سے تمھیں دم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ تمھیں شفاء عطا فرمائے میں اللہ کے نام سے تمھیں دم کرتا ہوں۔''

4- ((بِسْمِ اللّٰهِ يُبْرِيْكَ، وَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيْكَ، وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ عَيْنٍ)) [4]

''اللہ کے نام سے، وہ تمھیں صحت عطا فرمائے اور ہر بیماری سے شفا عطا فرمائے اور حاسد کے حسد سے اور ہر نظر لگانے والے کے شر سے محفوظ رکھے۔''

ذیل میں اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے اور دَم کرنے کے لیے چند دعائیں نقل کی جارہی ہیں جنہیں علامہ ابن القیم نے زاد المعاد میں ذکر کیا ہے:

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٧٠٨)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٣٧١)

[3] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٨٦)

[4] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٨٥) باختلاف يسير، كنز العمال (١٨٣٦٤) طبقات ابن سعد (٢/ ٢/ ١٦) الصحيحة، رقم الحديث (٢٠٦٠)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَآمَّاتِ الَّتِیُ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّ لَا فَاجِرٌ مِّنُ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَ ا وَبَرَاَ وَمِنُ شَرِّ مَا يَنُزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمِنُ شَرِّ مَا يَعُرُجُ فِيُهَا . وَمِنُ شَرِّ مَا ذَرَاَ فِی الْاَرُضِ، وَمِنُ شَرِّ مَا يَخُرُجُ مِنُهَا وَمِنُ شَرِّ فِتَنِ اللَّيُلِ وَ النَّهَارِ وَشَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقاً يَّطُرُقُ بِخَيُرٍ يَا رَحُمٰنُ)) [1]

''میں اللہ تعالیٰ کے ان مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں، جن سے کوئی نیک اور کوئی بدتجاوز نہیں کرسکتا، ہر اس چیز کے شر سے جسے اس نے پیدا فرمایا، اسے تشکیل دیا اور پھیلایا اور جو عطا کیا اور اس چیز کے شر سے جو آسمانوں سے اترتی ہے اور اس چیز کے شر سے جو اس میں چڑھتی ہے، اور اس چیز کے شر سے جسے اس نے زمین میں پھیلایا، اور اس چیز کے شر سے جو اس سے نکلتی ہے، اور شب و روز کے فتنوں کے شر سے اور رات کے وقت آنے والے شر سے، سوائے ایسے رات کو آنے والے کے جو خیر کے ساتھ آئے، اے نہایت رحم کرنے والے۔''

((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ، وَشَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُوْنَ))۔ [2]

''میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں، اس کی ناراضی سے، اور اس کی سزا سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وساوس سے اور ان کے میرے پاس آنے سے۔''

نظرِ بد اور حسد سے بچاؤ کے لیے:

لوگوں نے نظرِ بد سے بچاؤ کے لیے بہت سی بدعات گھڑ لی ہیں اور ان کا اعتقاد ہے کہ یہ چیزیں نظر اور حسد کے شر کو دور کر دیتی ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں:

❀ **تعویذات کا لٹکانا:** یہ وہ اشیاء ہیں جو عرب لوگ اپنے بچوں پر لٹکا دیتے تھے، ان کا خیال تھا کہ یہ چیزیں نظر لگنے سے بچاتی ہیں حالانکہ یہ نبی کریم ﷺ کے درج ذیل ارشاد کے مطابق شرک ہے۔

[1] السلسلة الصحيحة للألباني، رقم الحديث (٢٩٩٥)

[2] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٥٢٨)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام احمد رحمہ اللہ اپنی مسند میں نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث لائے ہیں:

((مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ))[1] ''جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔''

❀ ایسے تعویذات استعمال کرنا جن میں کتاب وسنت کی نہیں بلکہ جنات سے کام لینے والے کاہنوں کی عبارات لکھی ہوئی ہوتی ہیں، اور یہ بھی شرک ہے۔

مختصر تعارفِ تعویذ:

تعویذ کو اردو میں تعویذ (گنڈا) کہتے ہیں۔

عربی میں حرز، تمیمہ، انگریزی زبان میں امولٹ، کے نام سے جانا و پکارا جاتا ہے۔ لفظ تعویذ عَوْذٌ سے مشتق ہے۔ جس کے معنی پناہ کے ہیں، جیسے: ''أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم''

تعویذ اس کا اسمِ مبالغہ ہے۔ لہٰذا اس کے معنی: ''پناہ دینے والے'' کے ہیں۔ تعویذ عام طور پر اس مقدّس تحریر یا نقش کو کہتے ہیں جو مستقبل میں کسی امید (پیدائشِ اولاد)، بیماری سے صحت یابی، کسی مقصد میں کامیابی، پیار ومحبت، میاں بیوی کے درمیان محبت وعلیحدگی، روزگار میں فراوانی، معاشی ابتری وغیرہ) کے برآنے یا کسی خطرے سے تحفظ کے لیے جسم کے کسی حصے بچوں اور بڑوں کے گلوں، بازوؤں یا زیرناف کی صورت میں لٹکایا جاتا ہے۔ یا کسی مکان، باڑہ، درخت کی جڑ یا بوسیدہ قبر میں دفن کرتے ہیں۔ جس کو تعویذ کا نام دیا جاتا ہے۔

جبکہ کالے، لال، پیلے دھاگے کو گنڈا کہا جاتا ہے۔ گنڈا تحفظ، تبرک اور تمنا کے لیے بازوؤں، یا ہاتھوں کی کلائیوں میں گرہ لگا کر باندھا جاتا ہے۔ تاریخ کے حوالہ سے اگر ہم دیکھتے ہیں تو تعویذ کا رواج عموماً دورِ جاہلیت خصوصاً بت پرست اقوام میں قدیم ترین زمانے سے چلا ارہا ہے لیکن یقینی طور پر اس کی ابتداء کی صحیح تاریخ متعین نہیں کی جاسکتی۔ چنانچہ نبی ﷺ کی پیدائش سے تقریباً ۱۲۰ سال قبل کی تاریخ سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ قدیم اقوام (دجلہ وفرات، عراق، ایران اور پاکستان کے موہنجوداڑو، ہڑپا) میں ایسے پیتل، اور چمڑے کے ٹکڑے ملے ہیں جن پر کسی جانور کی تصویر اور اس کے ساتھ کچھ عجیب وغریب نقش بنے ہوئے ہیں جن سے محققینِ تواریخ نے یہ بات ثابت کی کہ یہ اس زمانے کے تعویذات ہیں۔

[1] مسند أحمد (٤/ ١٥٦) مستدرك حاكم، صحيح الجامع، رقم الحديث (٦٣٩٤)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تعویذ کی ابتداء:

تعویذ کا یہ فن بغداد اور کوفے میں رافضیوں کے زیرِ سایہ پروان چڑھا، ابتداء میں رافضیوں نے اس کے لیے لفظ ابج یعنی مقدس ناموں کو گنتی کے اعداد میں لکھنا جیسے بسم اللہ کی جگہ ۷۸٦ وغیرہ لکھنے کی بنیاد ڈالی گئی اور اعداد و شمار نے تعویذ کی جگہ لے لی اور یہ فن اپنی پوری فتنہ سامانی کے ساتھ امتِ مسلمہ کے عقائد میں داخل کیا گیا۔

یہودی اور تعویذ:

یہودی تعویذ تیار کرنے والوں کو ابتداء میں ربانی، ربّی اور امام کے نام سے پکارتے تھے۔ لیکن بعد میں ان کے لیے ایک خاص نام وضع کیا گیا جو عبرانی زبان کے دو حروف کا مرکب تھا پہلا لفظ: من: جس کے معنی عبرانی زبان میں: تعویذ: کے ہیں اور دوسرا لفظ: لا: جس کے معنیٰ: بچانے والا: کے ہیں۔ چنانچہ ایسا امام جو توریت و زبور کی آیات کو اعداد میں تبدیل کرنے کا ماہر ہوتا ہے اس کو ایک مخصوص نام: من لا: سے پکارا جاتا تھا جو بعد میں روانی میں ملا کہا جانے لگا، یہ پہلے ایران میں اور بعد میں ہندوستان میں ہر بڑے عالم دین کے لیے بڑے احترام کا ایک لفظ سمجھا اور استعمال کیا جانے لگا اور جب مغل بادشاہ ہمایوں سولھویں صدی عیسوی میں اپنے تخت کی بازیابی کے لیے ایران سے کمک لے کر ہندوستان واپس آیا تو اس کے ساتھ پچاس ہزار ایرانی (ملا) فوجیوں کے بھیس میں ہندوستان داخل ہوئے۔ انہی میں سے چندا اشخاص جو اکبر کے نورتنوں کے نام سے مشہور تھے جن میں ملا ابو الفضل، ملافیض، ملا مبارک اور ملا دو پیازہ اور چار ہندو تھے۔ اسی طرح ان چاروں ملاؤں نے ہندوؤں کے ساتھ ملک دینِ اسلام کے بجائے دین الٰہی وضع کیا۔

انھوں نے قرآنِ کریم میں تحریف کرنے کی کوشش کی لیکن چونکہ اللہ رب العزت نے قرآنِ پاک کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ [الحجر: ۹]

''بے شک قرآن کو ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔''

لہٰذا یہ شیطانی سازش بری طرح ناکام ہوئی لیکن یہ ملا آیات کو اعداد میں تبدیل کر کے اسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عوام میں رائج کرنے میں پوری طرح کامیاب ہو گئے۔ اسی طرح انھوں نے ایک طرف تو قرآنِ حکیم سے لوگوں کو دور کر دیا تو دوسری طرف اپنے وضع کردہ، شرکیہ الفاظ کو اعداد کے پردہ میں لوگوں میں پھیلا دیا۔ تعویذ لکھنے والوں نے انہی اعداد کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کیا اور شرکیہ الفاظ سے تعویذ تیار کر کے لوگوں کے لیے عظیم گناہ (شرک) کے ارتکاب کا موجب بنے۔

یہ رہا مختصراً تاریخی پس منظر، اب آیئے احادیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں: ''تعویذ'' کی حیثیت اور مقام کا تعین کرتے ہیں۔ احادیثِ نبوی ﷺ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا کہ دم (شرکیہ الفاظ ومنتر وغیرہ) تعویذ اور تِولہ (محبت کا تعویذ) سب شرک ہے۔[1]

بعض قسم کے دم جن میں شرکیہ الفاظ نہیں تھے، رسول ﷺ نے ان کی اجازت دے دی مگر تعویذ (ہر قسم کے قرآنی ہوں یا غیر قرآنی کی اجازت نہیں دی بلکہ شرک قرار دیا ہے)۔ اور اسی طرح تعویذِ محبت وغیرہ کو بھی شرک فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے شرک کو ظلمِ عظیم فرمایا:

﴿وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۣاِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾

[لقمان: ١٣]

عیسیٰ بن حمزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن حکیم رضی اللہ عنہ کے پاس عیادت کے لیے گیا، وہ حمرہ (سرخ بادہ) کی بیماری میں مبتلا تھے، میں نے ان سے کہا کہ آپ حمرہ کے لیے تعویذ کیوں نہیں لٹکا لیتے؟ تو انھوں نے کہا تعویذ سے اللہ کی پناہ۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

''جس نے کوئی بھی چیز لٹکائی تو وہ اس کے سپرد کر دیا جائے گا۔''[2]

مسند احمد ومستدرک حاکم میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ))[3] ''جس نے تعویذ لٹکایا، اس نے شرک کیا۔''

نبیِ کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

---

[1] سنن أبي داود، مشكاة (ص: ٣٨٩)

[2] سنن أبي داود، سنن الترمذي، مشكاة (ص: ٣٨٩) و حسنه الالبانى في غاية المرام (ص: ٢٩٧) وضعفه البوصيرى في اتحاف الخيرة المهرة (٤/ ٤٦٨)

[3] صحيح الجامع، رقم الحديث (٦٣٩٦) الصحيحة (١/ ٨٨٩)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اگر کوئی شخص کسی کاہن کے پاس آئے اور اُس کی باتوں کی تصدیق کردے تو وہ اس شریعت سے لاتعلق ہوگیا جو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر نازل فرمائی ہے، اور جو کوئی کاہن کے پاس آئے، چاہے اُس کی باتوں کی تصدیق نہ بھی کرے تو ایسے شخص کی نماز چالیس روز تک قبول نہیں کی جاتی۔''[1]

معلوم ہوا کہ بلاؤں سے بچنے، بیماری دور کرنے، محبت وبغض ڈالنے اور فتح و کامرانی وغیرہ حاصل کرنے کے لیے جو تعویذ استعمال کرے گا اللہ رب العزت اس سے ناراض ہو کر اس سے کچھ مطلب نہ رکھے گا۔ اس شخص کو اس تعویذ گنڈے کے سپرد کر دے گا۔ اور اس کی عبادت قبول نہ کرے گا۔ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ مشہور تابعی (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے استاد) روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام و تابعین ہر قسم کے تعویذوں کو ناجائز سمجھتے تھے، ان میں قرآن لکھا ہوتا یا غیر قرآن۔[2]

میری بہنو! قرآنِ کریم کے الفاظ کو لکھ کر لٹکانا سنت کا طریقہ نہیں۔ سنت تو یہ ہے کہ قرآنِ کریم سے نصیحت حاصل کی جائے۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ ایک مریض کی عیادت کے لیے گئے، اس مریض کے بازو پر انھوں نے دھاگا بندھا ہوا دیکھا تو انھوں نے اس کو کاٹ کر اس کے بازو سے الگ کر دیا اور ساتھ ہی قرآنِ کریم کی سورت یوسف (آیت: ۱۰۳) کی تلاوت فرمائی۔

﴿وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ﴾

''گو آپ لاکھ چاہیں لیکن اکثر لوگ ایمان دار نہ ہوں گے۔''

یعنی یہ کہ لوگوں کی اکثریت اللہ کو مانتی ضرور ہے مگر اس کے ساتھ دوسروں کو شریک بھی ٹھہراتی ہے۔ جیسے تعویذ، دھاگوں کو ذریعہ بنایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآنِ کریم کے ذریعے پچھلے واقعات سے آگاہ فرما رہا ہے تاکہ لوگ ان سے عبرت پکڑیں اور اللہ کے پیغمبروں کا راستہ اختیار کر کے نجاتِ ابدی کے مستحق بن جائیں۔ واقعات سے عبرت حاصل کرنا تو دور کی بات ہے لوگ اس پر ایمان ہی نہیں رکھتے، جیسا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ لوگوں کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں

[1] شرح السنة (۱۲/ ۱۸۲) بإسناد جيد، مجمع الزوائد (۵/ ۱۱۸)

[2] عون المعبود (جلد: ۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، پتا ہے کیوں؟ کیوں کہ اکثر لوگ گذشتہ قوموں کے واقعات تو سنتے ہیں لیکن عبرت پز یری کے لیے نہیں صرف دلچسپی اور لذت کے لیے، یہی وہ لوگ ہیں جو ایمان سے محروم ہی رہتے ہیں۔

یہ تھے قرآنِ کریم اور حدیثِ شریف پر مبنی ارشادات جبکہ دوسری طرف یہ پیٹ پرست جو اپنے آپ کو دینِ اسلام کے ٹھیکیدار اور اپنے آپکو جنتی کہلاتے ہیں، ان کا حال یہ ہے کہ ان کے پاس آپ کو تعویذ ہی تعویذ، کڑے اور چھلے نظر آئیں گے۔ یہ بچے کے پیدا ہونے کا تعویذ، یہ کمائی میں برکت کا تعویذ، یہ بلاؤں و جنات سے بچنے کا تعویذ، یہاں تک کہ محبت میں کامیابی و ناکامی کا تعویذ، الغرض پیٹ کے جہنم کو بھرنے کے لیے یہ دین کے ٹھیکیدار کس طرح قرآن و حدیث کا مذاق اڑا رہے ہیں، مزید المیہ تو یہ ہے کہ ہمارے مسلمان بہن، بھائی جو نادان کلمہ گو ہیں، ان لوگوں کے بازوؤں، گلوں اور پاؤں پر لٹکتے ہوئے تعویذات کی شکل میں ملے گا۔

بلاشک وشبہہ تقدیر کا بنانے والا اور بگاڑنے والا اللہ ربّ العزّت کی ذات ہے لیکن شیطان نے احبار و رہبان (پیروں، ومولویوں) کے ذریعے عوام الناس کو یہ باور کروایا کہ وہ تعویذ گنڈوں پر اعتقاد کریں، اس سے ان کی تقدیر بدل جائے گی۔ گودیں ہری ہو جائیں گی، مرادیں برآئینگی، مقدمہ میں جیت ہوگی، غرض ہر وہ چیز جس میں ایمان اور بھروسہ اللہ کی ذاتِ مقدسہ پر ہونا چاہے تھا۔ آج کل تعویذ، گنڈوں، اور دھاگوں پر کیا جاتا ہے جو کہ سراسر شرک ہے۔ اور شرک کرنے والا کبھی بھی جنت میں نہیں جائے گا۔ جنت جانا تو دور کی بات بلکہ وہ تو جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ پائے گا۔

اللہ رب العزت سے ہماری دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو ہر قسم کے شرک کی نجاست سے محفوظ رکھے آمین اور جو لوگ اس ضلالت اور گمراہی کے گڑے میں گرے ہوئے ہیں، اللہ انھیں سمجھ عطا فرمائے اور ہمیں صحیح دینِ اسلام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق و ہمت عطا فرمائے اور جب ہم اس دنیا سے رخصت ہوں تو ایمان کی حالت میں اپنے ربّ العزّت سے ملیں۔ آمین

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جن، جادو، نظرِ بد، حسد اور ہر طرح کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصادر و مراجع

- تفسیر ابن کثیر
- تفسیر صلاح الدین یوسف
- صحیح بخاری
- صحیح مسلم
- جادو اور آسیب — تالیف: ابو منذر خلیل ابراہیم
- علاج جادو و سحر — تالیف: فضیلۃ الشیخ وحید بن عبد السلام بالی حفظہ اللہ
- تعویذ و گنڈہ، جادو اور نظر بد کا شرعی علاج — تالیف: حافظ صلاح الدین عظیم اللہ عرفانی
- پر اسرار حقائق جن، جادو، آسیب، اور نظرِ بد مطبوعات دار سلام
- جنات و جادو — تالیف: فضیلۃ الشیخ محمد منیر قمر حفظہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابدی وغیر ابدی محرّ مات

خطبۂ مسنونہ کے بعد:

سورۃ النساء (آیت: ۲۳) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْأَخِ وَبَنٰتُ الْأُخْتِ﴾

''تم پر حرام کی گئی ہیں تمھاری مائیں، اور تمھاری بیٹیاں، اور تمھاری بہنیں، اور تمھاری پھوپھیاں، اور تمھاری خالائیں، اور تمھاری بھتیجیاں اور تمھاری بھانجیاں۔''

اس آیتِ کریمہ میں ان خواتین کا ذکر ہے جن سے نسب کے اعتبار سے نکاح کرنا حرام ہے، جیسا کہ امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو بیان کیا ہے کہ سات قسم کی خواتین تم پر نسب کے اعتبار سے حرام قرار دے دی گئی ہیں، پھر انھوں نے اس مذکورہ بالا آیت کو پڑھا۔[1]

1- محرماتِ نسبیہ کی تفصیل:

''أُمَّهَات'' (مائیں) میں ماؤں کی مائیں (نانیاں) ان کی دادیاں اور باپ کی مائیں (دادیاں، پردادیاں اوان سے آگے تک) شامل ہیں۔

''بَنَات'' (بیٹیاں) میں پوتیاں، نواسیاں اور پوتیوں، نواسیوں کی بیٹیاں (نیچے تک) شامل ہیں، اور ان تمام خواتین کا تعلق نسب سے ہے۔ان کے علاوہ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ بھتیجی اور پھوپھی اور بھانجی اور خالہ کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔[2] اور قرآن کی رو سے دو سگی بہنوں کا جمع کرنا بھی حرام ہے۔[3]

---

[1] تفسير الطبري (٤/ ٤٢٣) صحيح البخاري، رقم الحديث (٥١٠٥)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥١٠٨ ـ ٥١٠٩)

[3] تفسير ابن كثير.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”عَمَّات“ (پھوپھیاں) اس میں باپ کی اور سب مذکر اصول (نانا، دادا) کی تینوں قسموں کی بہنیں شامل ہیں۔ خالات (خالائیں) اس میں ماں کی اور سب مؤنث اصول (نانی، دادی) کی تینوں قسموں کی بہنیں شامل ہیں۔ بنات الأخ (بھتیجیاں)، اس میں تینوں قسم کے بھائیوں کی اولاد بواسطہ وبلاواسطہ (یا اصلبی وفرعی) شامل ہیں۔ بنات الأخت (بھانجیاں)، اس میں تینوں قسم کی بہنوں کی اولاد بواسطہ و بلاواسطہ (یاصلبی وفرعی) شامل ہیں۔[سورة النساء: ٢٣]

2- رضاعی رشتے:

رضاعی رشتوں کے متعلق فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ ﴾ [النساء: ٢٣]

”اور وہ مائیں جنھوں نے تم کو دودھ پلایا ہو اور رضاعی بہنیں۔“

نسبی محرمات کی طرح ہی سات رضاعی محرمات بھی ہیں جن سے نکاح کرنا حرام ہے ان میں سے رضاعی مائیں جنھوں نے تمھیں دودھ پلایا ہو، رضاعی بیٹیاں، رضاعی بہنیں، رضاعی پھوپھیاں، رضاعی خالائیں، رضاعی بھتیجیاں اور رضاعی بھانجیاں ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری ومسلم میں اُمِ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ))[1]

”رضاعت سے بھی وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو پیدائش سے (یعنی نسب سے) حرام ہوتے ہیں۔“

رضاعی بہن وہ ہے جس کو تمھاری رضاعی ماں نے دودھ پلایا، تمھارے ساتھ پلایا یا تم سے پہلے یا بعد، تمھارے اور بہن بھائیوں کے ساتھ پلایا یا جس عورت کی حقیقی یا رضاعی ماں نے تمھیں دودھ پلایا، چاہے مختلف اوقات میں پلایا ہو۔ رضاعت سے بھی وہ تمام رشتے حرام ہو جائیں گے جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ رضاعی ماں بننے والی عورت کی نسبی ورضاعی اولاد دودھ پینے والے بچے کے بہن بھائی، اس عورت کا شوہر اس کا باپ اور اس مرد کی بہنیں، اس کی پھوپھیاں، اس عورت کی

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٠٩٩) صحيح مسلم، باب يحرم من رضاعة ما يحرم (١٤٤٤)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بہنیں، اس کی خلائیں اوراس عورت کے جیٹھ، دیور، اس کے رضاعی چچا، تایا بن جائیں گے اور ہاں اس دودھ پینے والے بچے کے نسبی بہن بھائی وغیرہ اس گھرانے پر اس رضاعت کی بناپر حرام نہ ہوں گے۔

مدتِ رضاعت:

رضاعت کے حوالے سے چند ضروری مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ دودھ پلانے کی کس کیفیت سے رضاعت ثابت ہوتی ہے؟ یعنی صرف پستان سے دودھ چوسنے سے حرمت ثابت ہوگی یا برتن میں ڈال کر پلانے سے؟ یا چمچا یا ڈراپر کے ذریعے سے منہ میں ڈالنے سے؟ یا کسی دوائی میں ملا کر دینے سے بھی حرمت ثابت ہوجائے گی؟ اس سلسلہ میں جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ شیر خوارگی کی مدت میں بچے کو اس انداز سے دودھ پلانا کہ وہ دودھ اُس کے بدن کی غذاء بن جائے۔ خواہ کسی طرح بھی پلایا جائے، اس سے حرمت ثابت ہوجائے گی، اس کی دلیل یہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ))[1] ''رضاعت بھوک ہی سے ثابت ہوگی۔''

یعنی جس مدت میں بچے کی بھوک مٹانے کا ذریعہ دودھ ہو جو دو سالہ دورانیہ ہے، جب اس مدت میں رضاعت ہو تو یہ رضاعت باعثِ حرمت ہے۔ اس حدیث میں عموم ہے کہ جس طریقہ سے بھی بچے کی بھوک دور ہوجائے اسی طریقہ سے حرمت ثابت ہوجائے گی، قطع نظر اس بات کے کہ اس نے براہِ راست پستان سے دودھ پیا ہے یا مذکورہ طریقوں میں سے کسی طریقے سے اسے پلایا گیا ہے۔ اور مدتِ رضاعت (دو سال) کے اندر پیا ہو۔

اس سے زیادہ عمر کا بچہ اگر دودھ پیے گا تو حرمت ثابت نہیں ہوگی، کیوں کہ مدتِ رضاعت دو سال کی عمر تک شرط ہے۔ اس کے بعد بچہ روٹی، سالن اور دیگر خوراک سے اپنی بھوک مٹانے لگتا ہے، جبکہ اس سے پہلے اُس کی بھوک مٹانے کا واحد و مفید ذریعہ دودھ ہی تھا، دوسری غذاؤں کا کھانا ناممکن یا مشکل تھا۔

3- بیوی کی ماں (ساس) اور بیوی کی بیٹی کی حرمت:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٦٤٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٤٥٥)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآىِٕكُمْ ﴾]

"اور ساس اس میں بیوی کی نانی دادی بھی داخل ہیں، حرام کر دی گئی ہیں۔"

اس آیت میں بیوی کی ماں کی حرمت کے متعلق بتایا جا رہا ہے کہ اس کی بیٹی سے محض عقد نکاح کرنے سے ہی وہ حرام ہو جاتی ہے، خواہ اس نے مباشرت کی ہو یا نہ کی ہو۔ اور اگر اسے کو طلاق دے دے تب بھی وہ اس پر حرام ہے۔

﴿ وَ رَبَآىِٕبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ ﴾

"اور جن عورتوں سے تم مباشرت کر چکے ہو ان کی لڑکیاں جن کی تم پرورش کرتے ہو (وہ بھی تم پر حرام ہیں)۔ ہاں، اگر ان کے ساتھ تم نے مباشرت نہ کی ہو تو ان کی لڑکیوں کے ساتھ نکاح کر لینے میں تم پر کچھ گناہ نہیں۔"

"ربیبہ" اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیوی کے پہلے شوہر سے بیٹی جو تمھاری گود میں پرورش پائیں اس کی حرمت کے متعلق بھی واضح کرتے ہوں فرمایا: کہ اس کی ماں کے ساتھ محض عقدِ نکاح کی وجہ سے وہ حرام نہ ہوگی۔ حرام اس صورت میں ہوگی جب اس نے اس کی ماں کے ساتھ مباشرت کی ہو۔ پھر چاہئے تم اس کی پرورش کرتے ہو یا یہ کسی اور جگہ زیرِ پرورش یا مقیم ہوگی۔ ہاں اگر مباشرت سے قبل اس کی ماں کو طلاق دے دے تو اس کی بیٹی سے اس کا نکاح کرنا جائز ہوگا۔[1]

4- عورتوں کے زبردستی وارث:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ﴾ [النساء: ۱۹]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمھارے لیے حلال نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ۔"

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیتِ کریمہ کے بارے میں روایت بیان کی ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں (قبل از اسلام) عورت پر ایک ظلم یہ بھی ہوتا تھا کہ کسی شخص کے مر جانے

[1] فتح القدیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر اس کے گھر کے لوگ اس کے مال کی طرح اس کی عورت کے بھی زبردستی وراث بن بیٹھتے تھے۔ ان میں سے اگر کوئی چاہتا تو خود اپنی مرضی سے، اس کی رضا مندی کے بغیر اس سے اپنا نکاح کر لیتا یا اپنے بھائی، بھتیجے سے اس کا نکاح کر دیتا، حتیٰ کہ سوتیلا بیٹا تک بھی مرنے والے باپ کی عورت سے نکاح کر لیتا یا اسے کسی بھی جگہ نکاح کرنے کی اجازت نہ دیتے، اور وہ ساری عمر یوں ہی گزارنے پر مجبور ہو جاتی یعنی وہ اس عورت کے اہلِ خانہ سے اپنے آپ کو زیادہ حق دار سمجھتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ظلم کے ان تمام طریقوں سے اس آیتِ کریمہ کو نازل فرما کر منع کر دیا اور فرمایا:

''مومنو! تم کو جائز نہیں کہ اس طرح کی عورتوں کے زبردستی وارث بن جاؤ۔''[1]

5- باپ کی منکوحہ عورتیں بیٹوں کے لیے حرام ہیں:

اس ظلم اور بے حیائی کے کام کو اس آیت کے ذریعے روکا جا رہا ہے:

﴿وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَّسَاءَ سَبِيلًا﴾ [النساء: ٢٢]

''اور ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمھارے باپوں نے نکاح کیا ہے مگر جو گزر چکا ہے، بے شک یہ نہایت بے حیائی کا کام اور بغض کا سبب ہے اور بہت برا دستور (و طریقہ) تھا۔''[2]

اللہ تعالیٰ نے باپ کی عزت، تعظیم اور احترام کی وجہ سے یہ عمل حرام قرار دیا ہے کہ بیٹا اپنے باپ کی منکوحہ سے نکاح نہ کرے حتیٰ کہ اگر باپ نے محض عقد ہی کیا ہو اور اس سے مباشرت نہ کی ہو پھر بھی اس عورت سے اس کے بیٹے کے لیے نکاح کرنا حرام ہے اور اس پر تمام اہلِ علم کا اجماع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ﴾

''اور جن عورتوں سے تمھارے باپ نے نکاح کیا ہو ان سے نکاح نہ کرنا۔''

لہٰذا باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنا اس امت میں حرام ہے۔ یہ بے حد قابلِ نفرت بات تھی۔

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٥٧٩)

[2] تفسير الطبري (٤/ ٤٢٠)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیوں کہ اس کے نتیجے میں بیٹا اپنے باپ سے اُس کی منکوحہ سے نکاح کرنے کے بعد دل میں بغض بھی رکھنے لگتا ہے کیوں کہ اکثر و بیشتر اسی طرح ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرتا ہے تو وہ اس کے پہلے شوہر سے بغض رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کو امت کے لیے حرام قرار دے دیا گیا کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہونے کی وجہ سے وہ امت کی مائیں ہیں۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امت کے باپ کی طرح ہیں بلکہ اس پر ساری امت کا اجماع ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق باپ کے حق سے بھی زیادہ عظیم اور فائق ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی تمام نفوسِ انسانی کی محبت سے مقدّم ہے اور اس پر بھی ساری امت کا اجماع ہے۔ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ.

6- بیٹے کی بیوی کی حرمت:

کیا بہو سے نکاح کرنا حرام ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا قرآن ہمیں کیا حکم دیتا ہے؟ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ﴾

''اور تمھارے صلبی بیٹوں کی بیویاں بھی (تم پر حرام کر دی گئی) ہیں۔''

یعنی تمھارے ان بیٹوں کی بیویاں تم پر حرام ہیں جو تمھاری اپنی پشتوں سے ہیں، اس آیتِ کریمہ سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ تمھارے منہ بولے بیٹے نہیں بلکہ تمھارے حقیقی بیٹوں کی بیویاں تمھارے لیے حرام کی گئی ہیں جس سے منہ بولے بیٹے خارج ہو گئے۔ ان کا ذکر سورۃ الاحزاب (آیت: ۳۷) میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے:

﴿وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ۭ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَاۗىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا﴾

''(یاد کرو) جب کہ تو اس شخص سے کہہ رہا تھا جس پر اللہ نے انعام کیا اور تو نے بھی کہ تو اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ اور اللہ سے ڈر اور اپنے دل میں ایک بات چھپاتا تھا جس کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کھولنے والا تھا اور تو لوگوں سے (اس بات کے کھلنے میں) ڈرتا تھا حالانکہ تجھ کو اللہ سے زیادہ ڈرنا چاہیے تھا پھر جب زید اپنی خواہش اس عورت سے پوری کر چکا تو ہم نے اس کا نکاح تیرے ساتھ کر دیا اس سے یہ مطلب تھا کہ مسلمانوں کو اپنے لے پاک لڑکوں کی بی بیوں سے نکاح کر لینے میں جب وہ اپنی خواہش ان سے پوری کر چکیں کوئی تنگی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم پورا ہو کر رہے گا۔"

یہ آیت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے سلسلے میں نازل ہوئی تھی۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو اگر چہ اصلاً آزاد عرب تھے لیکن کسی نے انھیں بچپن میں زبردستی پکڑ کر بطورِ غلام بیچ دیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکاح کے لیے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا جس پر انھیں اور ان کے بھائی کو خاندانی وجاہت کی بنا پر تامل ہوا کہ زید رضی اللہ عنہ ایک آزاد کردہ غلام ہیں اور ہمارا تعلق ایک اونچے خاندان سے ہے۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا﴾ [الأحزاب: ٣٦]

"اور کسی مسلمان مرد یا مسلمان عورت کے لیے یہ نہیں ہو سکتا کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی بات کا حکم کر دیں تو پھر ان کو اس بات میں کوئی اختیار رہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا فرمانا نہ مانے (اور دوسروں کی رائے پر چلے) تو وہ کھلا گمراہ ہو چکا۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے بعد کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنا اختیار بروئے کار لائے بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ سرِ تسلیم خم کر دے، چنانچہ یہ آیت سننے کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا وغیرہ نے اپنی رائے پر اصرار نہیں کیا اور ان کا باہم نکاح ہو گیا۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بھی آگاہ فرما دیا تھا کہ زید کی طرف سے طلاق واقع ہو کر رہے گی اور اس کے بعد زینب کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا جائے گا، تاکہ جاہلیت کی اس رسم تبنّیت پر ایک کاری ضرب لگا کر واضح کر دیا جائے کہ منہ بولا بیٹا، احکامِ شریعت میں حقیقی بیٹے کی طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے، اوراس کی مطلقہ سے نکاح جائز ہے۔آیت: ۳۷ میں انھی باتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ پر اللہ کا انعام یہ تھا کہ انھیں قبولِ اسلام کی توفیق دی اور غلامی سے نجات دلائی، نبی ﷺ کا احسان ان پر یہ تھا کہ ان کی دینی تربیت کی۔ انھیں آزاد کر کے اپنا بیٹا قرار دیا اور اپنی پھوپھی اُمیمہ بنت عبدالمطلب کی لڑکی زینب رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح کرا دیا۔

❁ لیکن مزاجوں میں فرق ہونے کی وجہ سے میاں بیوی کے تعلقات خوشگوار نہ بن سکے اوراسی بنا پر ان کی آپس میں ان بن رہتی تھی جس کا تذکرہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے کرتے رہتے تھے اور طلاق کا عندیہ بھی ظاہر کرتے لیکن نبی ﷺ ان کو طلاق دینے سے روکتے اور نباہ کرنے کی تلقین فرماتے، چنانچہ سورۃ الاحزاب (آیت: ۳۷) میں ہے:

﴿ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ ۖ فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ ﴾

”اورتو اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھا جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تو لوگوں سے خوف کھاتا تھا، حالانکہ اللہ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ تو اس سے ڈرے بس جب کہ زید نے اس عورت سے اپنی حاجت پوری کرلی تو ہم نے اسے تیرے نکاح میں دے دیا، تاکہ مومنوں کے لیے ان کے منہ بولے بیٹوں (یعنی لے پالکوں) کی بیویوں (کے ساتھ نکاح کرنے کے بارے) میں کچھ تنگی نہ رہے۔“

اس آیت میں دل میں چھپانے والی بات کا جو ذکر کیا گیا ہے وہ یہی تھی جو آپ ﷺ کو زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کی بابت بذریعہ وحی بتلائی گئی تھی، آپ ڈرتے اس بات سے تھے کہ لوگ کہیں گے: اپنی بہو سے نکاح کر لیا، حالانکہ جب اللہ نے آپ ﷺ کے ذریعے سے اس رسم کا خاتمہ کرانا تھا تو پھر لوگوں سے ڈرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ آپ ﷺ کا یہ خوف اگرچہ طبعی تھا، اس کے باوجود آپ ﷺ کو تنبیہ فرمائی گئی۔ ظاہر کرنے سے مراد یہی ہے کہ یہ نکاح ہوگا جس سے یہ بات سب کے ہی علم میں آجائے گی۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے نکاح کے بعد طلاق دی اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا جب عدت سے فارغ ہوگئیں تو نبی ﷺ نے ان کو نکاح کا پیغام بھیجا، جس پر انھوں نے کہا کہ میں اپنے رب سے جب تک

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مشورہ نہیں کر لیتی، میں کچھ نہیں کروں گی، یہ کہہ کر وہ ادھر مصروفِ عبادت ہوگئیں، اُدھر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرما دی کہ اے پیغمبر! ہم نے آپ کا نکاح اس زینب سے کر دیا ﴿زَوَّجْنٰكَهَا﴾ چنانچہ نبی ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے اور ان سے یا ان کے گھر والوں سے اجازت طلبی کی ضرورت بھی محسوس نہیں فرمائی (کیوں کہ اللہ کے حکم کے بعد اس کی ضرورت ہی باقی نہیں رہ گئی تھی)۔[1]

یہ نکاح معروف طریقے کے برعکس صرف اللہ کے حکم سے نکاح قرار دیا گیا، نکاح خوانی، ولایت، حق مہر اور گواہوں کے بغیر ہی، اور یہی بات صحیح ہے۔ اسی لیے حضرت زینب باقی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے فخر یہ طور پر کہا کرتی تھیں:

((زَوَّجَكُنَّ اَهَالِيكُنَّ وَزَوَّجَنِي اللّٰهُ تَعَالَىٰ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ))[2]

''تمھارے نکاح تمھارے گھر والوں نے کرائے ہیں اور میرا نکاح اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر سے کرایا ہے۔''

یہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نبی ﷺ کے نکاح کی علت ہے کہ آئندہ کوئی مسلمان اس بارے میں تنگی محسوس نہ کرے اور حسبِ ضرورت واقتضاء لے پالک بیٹے کی مطلقہ بیوی سے نکاح کیا جا سکے اور یہ نکاح پہلے سے ہی تقدیر الٰہی میں طے تھا جو بہر صورت ہو کر رہنا تھا۔

مذکورہ آیت میں اسی واقعہ نکاحِ زینب رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ ہے، چونکہ یہ نکاح آپ ﷺ کے لیے حلال تھا، اس لیے اس میں کوئی گناہ اور تنگی والی بات نہیں ہے۔ نبیِ اکرم ﷺ نے جب زید رضی اللہ عنہ کی مطلقہ بیوی سے نکاح کر لیا تو اس بارے میں مکہ کے مشرکوں نے باتیں کیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی:

﴿وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ﴾ [

''اور نہ ہی تمھارے لے پالکوں کو تمھارے بیٹے بنایا ہے۔''

نیز یہ آیت کریمہ بھی نازل فرمائی:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ﴾ [الأحزاب: ٤٠]

---

[1] ملاحظہ ہو: صحیح مسلم، رقم الحدیث (١٤٢٨)

[2] صحیح البخاري، رقم الحدیث (٧٤٢٠)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”محمد تمھارے مردوں میں سے کسی مرد کے والد نہیں ہیں۔“

اس لیے وہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بھی باپ نہیں ہیں جس پر انھیں مورد طعن بنایا جاسکے کہ انھوں نے اپنی بہو سے نکاح کیوں کر لیا بلکہ ایک زید رضی اللہ عنہ ہی کیا، وہ تو کسی بھی مرد کے باپ نہیں ہیں، کیوں کہ زید رضی اللہ عنہ تو حارثہ کے بیٹے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو انھیں منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا اور جاہلی دستور کے مطابق انھیں زید بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا تھا۔ حقیقتاً وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صلبی بیٹے نہیں تھے۔ اسی لیے ﴿ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ ﴾ کے نزول کے بعد انھیں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بیٹے، قاسم اور عبد اللہ، (طاہر وطیب) ہوئے اور ایک بچہ ابراہیم رضی اللہ عنہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہوا لیکن یہ سب کے سب بچپن میں ہی فوت ہو گئے، ان میں سے کوئی بھی عمرِ رجولیت کو نہیں پہنچا۔ بنا بریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلبی اولاد میں سے بھی کوئی مرد نہیں بنا کہ جس کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم باپ ہوں۔[1]

7- دو بہنوں کا نکاح:

دو بہنوں کا ایک ہی شخص کے نکاح میں اکٹھا کرنا بھی حرام ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ﴾ [النساء: ٢٣]

”اور دو بہنوں کا اکٹھا کرنا بھی (حرام ہے) مگر جو ہو چکا (سو ہو چکا۔)“

یعنی اس بات کو بھی تمھارے لیے حرام قرار دے دیا گیا ہے کہ دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھو۔ بہنیں چاہے (رضاعی ہوں یا نسبی) ان سے بیک وقت نکاح حرام ہے۔ البتہ ایک کی وفات کے بعد یا طلاق کی صورت میں عدت گزرنے کے بعد دوسری بہن سے نکاح جائز ہے۔ اسی طرح (لونڈیوں) کے طور پر بھی دو بہنوں کو اکٹھا رکھنا حرام ہے۔ ہاں، البتہ زمانہ جاہلیت میں اس سلسلے میں جو کچھ ہو چکا اسے ہم نے معاف کر دیا ہے۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مستقبل میں اب دو بہنوں کو نکاح میں اکٹھا نہ کیا جائے اور ماضی میں جو کچھ ہو چکا اسے بلا استثنا معاف کر دیا ہے۔

[1] تفسیر ابن کثیر.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تمام صحابہ وتابعین اور قدیم وجدید تمام ائمہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ نکاح میں دو بہنوں کو اکٹھا رکھنا حرام ہے جو شخص دائرہ اسلام میں داخل ہو اور اس کے نکاح میں دو بہنیں ہوں تو اسے اختیار دے دیا جائے گا کہ ان میں سے ایک کو اپنے پاس رکھ لے اور دوسری کو یقینی طور پر طلاق دے دے۔ امام احمد نے ضحاک بن فیروز سے اور انھوں نے اپنے باپ فیروز رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں جب مسلمان ہوا تو میری دو بیویاں تھیں اور وہ آپس میں بہنیں تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا:

((طَلِّقْ أَيَّهُمَا شِئْتَ)) [1] ''ان میں سے کسی ایک کو جس کو تم چاہو طلاق دے دو۔''

اسی حوالہ سے ایک اور بات یہ کہ جس شخص کی چار بیویاں ہوں اور وہ پانچواں نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس صورت میں پہلے وہ ان چاروں بیویوں میں سے کسی ایک کو طلاق دے اور طلاق دینے کے بعد بھی پانچویں سے نکاح کی اس وقت تک اجازت نہیں جب تک طلاق یافتہ عورت عدت سے فارغ نہ ہو جائے۔

ملحوظہ:

زنا سے حرمت ثابت ہوگی یا نہیں؟ اس سلسلہ میں اہلِ علم کا اختلاف ہے۔ اکثر اہلِ علم کا قول یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی عورت سے بدکاری کی تو اس بدکاری کی وجہ سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر اپنی بیوی کی ماں (یعنی ساس) سے یا اس کی بیٹی سے (جو دوسرے شوہر سے ہو) زنا کر لے گا تو اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی۔ [2]

احناف اور دیگر بعض علماء کی رائے میں زنا کاری سے بھی حرمت ثابت ہو جائے گی۔ امام شوکانی اور صاحب ''فقہ السنہ'' نے جمہور کی رائے کو صحیح قرار دیا ہے، کیوں کہ قرآن میں ایک تو یہ کہا گیا ہے ''تمھاری بیویوں کی مائیں حرام ہیں۔'' اور انسان جس عورت سے بدکاری کرتا ہے تو وہ اس کی بیوی نہیں بن جاتی کہ اس کی ماں سے یا اس کی بیٹی سے نکاح حرام ہو جائے۔ ثانیاً محرمات کے ذکر کے بعد کہا گیا ہے:

---

[1] مسند أحمد، رقم الحديث (١٨٠٤٠) سنن أبي داود (٤/ ٢٣٢، رقم الحديث ٢٢٤٣) و جامع الترمذي، النكاح، باب ماجاء في الرجل يسلم وعنده اختان، رقم الحديث (١١٢٩) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (١٩٥١) وقال الذي: إسناده قومى، تنقيح التحقيق (٢/ ٠٥)

[2] دلائل کے لیے دیکھیں: تفسیر فتح القدیر، امام شوکانی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَآءَ ذَٰلِكُمْ ﴾ [النساء: ٢٤]

''ان کے علاوہ سب عورتیں تمھارے لیے حلال ہیں۔''

قرآن کے اس عموم نے محرمات کے علاوہ سب سے نکاح کو جائز قرار دیا ہے اور اللہ نے زنا کو اسبابِ تحریم میں شمار نہیں کیا۔ اسی طرح حدیثِ رسول ﷺ میں بھی اس کا بیان نہیں ہے۔ حدیث: ((لَا يُحَرِّمُ الْحَرَامُ الْحَلَالَ))[1] ''حرام، حلال کو حرام نہیں کرتا۔'' سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ اگرچہ اس پر کلام کیا گیا ہے۔

جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے:

''إِنَّ وَطْءَ الْحَرَامِ لَا يُحَرِّمُ''[2]

''حرام وطی (حلال نکاح کو) حرام نہیں کرتی۔''

چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''زنا، کسی حلال کو حرام نہیں کرے گا، اگر کسی آدمی نے کسی عورت سے بدکاری کی تو اس عورت کے ساتھ اس کا یا اس کے بیٹے کا نکاح کرنا حرام نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر وہ اپنی ساس کے ساتھ یا بیوی کی بیٹی کے ساتھ (جو دوسرے شوہر سے ہو) زنا کر لے تو وہ بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی، اسی طرح سالی کے ساتھ بدکاری کرنے سے بیوی حرام نہیں ہوسکتی اور نہ ہی وہ اس طریقہ سے ان دونوں بہنوں کو (ایک نکاح میں) جمع کر سکتا ہے۔''[3]

یہ تھی ابدی و غیر ابدی رشتوں کی مختصر تفصیل یہ اتنے پیارے اور پاک رشتے ہیں جو ہماری عزتوں کی حفاظت کرنے والے بھی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا آج کی عورت اپنے ان محرم رشتوں سے محفوظ ہے؟ اگر نہیں تو ایسی کیا وجہ ہے؟ معاشرے میں یہ بگاڑ کیوں کہ پیدا ہو رہا ہے؟

میری بہنو! اس سوال کے پیچھے بہت ساری وجوہات ہیں، جن میں سے چند ایک کا ذکر ہم کریں گے، لیکن اس سے پہلے میں آپ کو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہم سب ایک اسلامی معاشرے کے باسی ہیں جہاں ہمیں مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے اور ہمارے نام مسلمانوں والے ہیں، اور ہمارے

[1] سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٢٠١٥)

[2] إرواء الغليل (٦/ ٢٨٧)

[3] كتاب الأم (٦/ ٩٨)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کام بھی کسی حد تک مسلمانوں والے ہی ہونے چاہییں اور اس کے ساتھ ہی ہر مسلمان کی ڈیوٹی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حدود کا خیال رکھے اور رشتوں کا احترام کیا جائے۔

مگر میری یہ سوچ تب تک تھی جب تک میرا باہر کی دنیا سے اتنا میل جول اور نہ ہی کوئی خاص واسطہ تھا۔ لیکن جب میں نے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا تو درسوں میں ہر قسم کی عورتوں کی آمد شروع ہوگئی۔ درس کے بعد سوال وجواب کے ضمن میں کچھ لوگوں کے گھروں کے ایسے بھیانک واقعات سننے کو ملے جن سے انسان یہ تک سوچنے پر مجبور ہوجائے کہ کیا واقعی ہم مسلمان ہیں!

اب میں ان محرم رشتوں کی طرف آتی ہوں جن کی وجہ سے مسلمان معاشرہ بگڑ رہا ہے چنانچہ انہی دنوں مجھے ایک عورت کا ٹیلیفون آیا جو کہ سعودی عرب کے ایک شہر میں رہتی ہے، اس نے مجھے کہا کہ میں بہت پریشان ہوں، میں آپ سے اپنی ازدواجی زندگی کے حوالہ سے بات کرنا چاہتی ہوں، میں نے کہا ٹھیک ہے آپ بات کیجیے، وہ کہنے لگی کہ میرا شوہر مجھے کئی بار طلاق دے چکا ہے اور مجھے گھر سے جانے بھی نہیں دیتا کہتا ہے کہ کوئی طلاق نہیں ہوئی اور میں بھی اتنی ہمت نہیں کرپاتی کہ میں اپنے بچے اور گھر بار چھوڑ کر بے آسرا ہوجاؤں، میں نے اس سے کہا کہ تم جانتی ہو کہ اس طریقے سے تمھارا اس کے ساتھ رہنا جائز نہیں بلکہ سرا سر حرام ہے، اس کا جواب ہاں میں تھا اور اس کا کہنا تھا کہ میں بہت مجبور ہوں، میرے گھر والے بھی لوگوں کے ڈر سے مجھے گناہ کی زندگی گزارنے پر مجبور کر رہے ہیں، جب کہ اس طریقے سے حرام کی زندگی گزارنے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔

میں نے اسے کہا کہ تم لوگوں کے خوف سے خاموشی کے ساتھ حرام کی زندگی بسر کر رہی ہو، اللہ کی بندی! دنیا کے بجائے اللہ سے ڈرو، کیوں کہ اللہ عز وجل اپنے بندوں کے لیے جو اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں اس کی نافرمانیوں سے ڈرتے ہوئے گناہوں سے بچنے کے لیے اللہ سے مدد مانگتے ہیں، تو ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکال دیتا ہے اور آپ کے لیے بھی اللہ تعالیٰ آسانی کی راہیں کھول دے گا، ان شاء اللہ۔

اسی طرح کچھ عورتوں کا سوال تھا کہ ہم مشترکہ خاندانی نظام (جوائنٹ فیملی) میں رہ رہی ہیں، ہمارے ساتھ ہماری جوان لڑکیاں بھی رہتی ہیں، اور ان کے چچا تایا ان سے چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں، بچیوں کے بتانے پر شوہر کو بتائیں تو وہ ناراض ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ تم جھوٹ بولتی ہو، مجھے اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھائی پر پورا بھروسہ ہے، وہ ایسے نہیں ہیں تمھاری سوچ گندی ہے۔ یوں ہماری سردی اور گرمی کی راتیں اپنی بچیوں کی چوکیداری میں گزر جاتی ہیں۔ اور کچھ بہنوں کا کہنا تھا کہ ہماری بچیوں کے بھائی اور باپ ہی انھیں کو گندی نظر سے دیکھتے ہیں۔

ایسے ہی خالہ بھانجا، ماموں بھانجی، چچا بھتیجی، ساس داماد، سسر بہو، باپ بیٹی، ماں بیٹا، بہن بھائی، ان رشتوں کے متعلق ایسے ایسے واقعات سننے اور پڑھنے کو ملے ہیں کہ زبان میں سکت نہیں کہ انہیں بیان کیا جائے جبکہ یہ بہت ہی پاکیزہ رشتے ہیں۔ اسی طرح ہی کچھ بہنوں نے ایسی بھیانک باتیں بتائیں کہ انسان سکتے میں آجائے۔ سوال یہ ہے کہ ہمارا مسلمان معاشرہ اس راستے پر کیوں جا رہا ہے؟ اور اس صورت حال سے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟

حیا داری:

حیا بڑی دولت ہے اور جو عورت اس دولت کو سنبھال کر چلتی ہے وہ کبھی گناہگار نہیں ہوتی کیوں کہ شیطان کا پہلا شکار حیا ہوتی ہے اور اگر بندہ بے حیاء ہوجائے تو پھر اسے کوئی برائی برائی نہیں لگتی اس لیے کہتے ہیں کہ بے حیائی تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص میں حیاء نہیں وہ کچھ بھی کرسکتا ہے۔''[1]

اس وقت انٹرنیٹ میڈیا ہمارے گھروں کی حیا کو ختم کر کے بیٹیوں اور باپوں، بہنوں اور بھائیوں، چچاؤں اور بھتیجیوں، ماموؤں اور بھانجیوں کو ایک ساتھ بٹھا کر اخلاق باختہ ڈرامے اور فلمیں دکھانے میں کامیاب ہوچکا ہے۔ جن کی کہانیاں اکثر ہی ناجائز معاشقوں سے شروع ہوکر ناجائز بچوں کے جنم سے آگے بڑھتی ہیں، اور حمل و زچگی کے مناظر ان کے لیے عام سی بات ہیں، ان سب سے بچنے کی کوشش کریں۔ میں یہ تو نہیں کہتی کہ ہر محرم رشتہ جنسی درندہ ہوتا ہے مگر یہ بھی سچ ہے کہ جب کبھی کچھ ذہنی یا جنسی بیمار مردوں پر شہوت کا غلبہ ہو جاتا ہے تب وہ باپ بھائی، چچا یا ماموں نہیں رہتا۔ اور شیطانِ لعین کے وار سے تو بڑے بڑے عابد و زاہد بھی نہیں بچ سکے تو عام انسان اس کے سامنے کیا ہے۔

ویسے بھی مسلمانوں میں خاص کر نوجوانوں میں حیا کم ہوتی نظر آتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے نو بالغ لڑکوں یا گھر کے مردوں میں ہیجان سب سے پہلے اپنے گھر کی عورتوں کے نامناسب

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٦١٢٠)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لباس دیکھ کر ہی پیدا ہوتا ہے، مائیں، بیٹیاں اور بہنیں گھرے گلے، بغیر آستینوں اور لمبے چاکوں والی قمیضوں کے ساتھ چست پاجامے پہن کر بنا دوپٹے کے گھر میں پھریں گی تو شیطان کو اپنا وار کرنے کا بھرپور موقع ملے گا، اسی لیے اسلام نے عورت کو سینہ چھپانے اور اوڑھنی ڈالنے کا حکم دیا ہے۔

میری بہنو! سب سے پہلی بات یہ ہے کہ جب تک ہم اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب قرآنِ کریم کو جاننے کی کوشش نہ کریں گے جو ہمارا نظامِ زندگی ہے، جو ہماری راہنمائی کرتا ہے، ہمیں رشتوں کے اصول بتاتا ہے، ہمیں حقوق بتاتا ہے، ہماری چال ڈھال کو درست کرتا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کی مقرر کردہ حدود کو توڑیں گے تو نتیجہ یہی نکلتا ہے۔ اور اگر ہر شخص شرعی حدود اور نبی ﷺ کی تعلیم کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرے گا تو گناہ سے بچنے کے راستے اللہ تعالیٰ کھول دے گا، اور زندگی آسان ہوتی چلی جائے گی۔

لہٰذا گھر کی بڑی یعنی ماں کو چاہیے کہ اپنے گھر کے ماحول کو پاکیزہ بنانے کی کوشش کرے، اگر ماحول پاکیزہ ہوگیا تو اولاد نیک اور حیاء والی ہوگی، ورنہ جو تربیت میڈیا ہمارے گھروں کی کر چکا ہے اس کے یہی ثمرات و نتائج دیکھنے کو ملیں گے، اور اگر ان کا سدِ باب نہ کیا گیا تو حالات مزید بھیانک ہوتے چلے جائیں گے۔

اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ بچوں کو حرمت والے مسائل بلوغت سے پہلے ہی بتانا شروع کر دینا چاہیے، تاکہ انہیں معلوم ہو کہ ہمارا دینِ اسلام ہمیں کیا حکم دیتا ہے۔اور ہمیں ان رشتوں کے ساتھ کیسے رہنا ہے یعنی محرم رشتے سے کیسے اور کون کون سی بات کی جاسکتی ہے، جیسے باپ، بھائی، چچا، ماموں، بھانجا، بھتیجا، بیٹا، ان سے کس حد تک گنجایش ہے۔

اسی طرح اگر کمرہ بند ہے تو ایک دوسرے کے کمرے میں دروازہ کھٹکھٹا کر جانا چاہیے، تاکہ اندر والا اپنا لباس درست کر لے۔ اور اسی طرح ماؤں کو چاہیے کہ بچیوں کو بتائیں کہ وہ خود کو جتنا ڈھانپ کر رکھیں گی، اتنا ہی ان کے ایمان، اور قلب وچہرے کے نور میں اضافہ ہوگا، اور کسی کو ان سے ''چھیڑ چھاڑ'' کی بھی جرأت نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صحیح دین سمجھنے کی اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور حلال وحرام میں فرق کرنے کی ہدایت فرمائے۔ آمین

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مصادر و مراجع

- تفسیر ابن کثیر
- تفسیر حافظ صلاح الدین یوسف
- صحیح بخاری
- صحیح مسلم
- انٹرنیٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غیر محرم رشتے

خطبہ مسنونہ اور حمد وثنائے باری تعالیٰ کے بعد:

سورۃ النور (آیت: ۳۰) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾

''مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں، یہی ان کے لیے پاکیزگی ہے، اور جو کچھ تم کرو گے اللہ سب سے خبردار ہے۔''

اسی طرح مسلمان عورتوں کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ بھی اپنی نظروں کی حفاظت کریں۔ جیسا کہ (آیت: ۳۱) میں فرمایا:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ﴾

''مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں، اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔''

اس آیت میں ان لوگوں (مرد وزن) کے لیے وعید ہے جو اپنی نگاہوں پر کنٹرول نہیں رکھتے۔ میری بہنو! جب پردے کا حکم نازل ہوا تو کائنات کی سب سے پاک باز عورتوں (صحابیات رضی اللہ عنہن) نے کائنات کے سب سے پاک مردوں (صحابہ رضی اللہ عنہم) سے پردہ کرنا شروع کر دیا۔

وہ رشتے دار جن سے پردہ کرنا فرض ہے:

اس سے پہلا ہمارا درس محرم رشتوں کے حوالہ سے تھا۔ جن کا تفصیل سے ذکر کیا جا چکا ہے، اب ہم اپنے آج کے درس میں غیر محرم رشتوں کے متعلق بات کریں گے۔ انھیں میں سے ہم کچھ قریبی رشتوں کے نام آپ کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں۔ مثلاً: (1) اجنبی مرد۔ (2) چچا زاد۔ (3) پھوپھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زاد۔ (4) خالہ زاد۔ (5) ماموں زاد۔ (6) بہنوئی۔ (7) پھوپھا۔ (8) خالو۔

ان کے علاوہ ہر طرح کے جتنے بھی کزن ہیں یہ سب آپ کے غیر محرم ہیں، اسی طرح شوہر کی طرف سے بھی کچھ رشتے ہیں، جیسا کہ (1) دیور۔ (2) جیٹھ۔ (3) نندوئی۔ (4) شوہر کا چچا۔ (5) شوہر کا ماموں۔ (6) شوہر کا پھوپھا۔ (7) شوہر کا خالو۔ (8) شوہر کا بھتیجا۔ (9) شوہر کا بھانجا۔

دیور یا جیٹھ:

انہی رشتوں میں سے سب سے پہلا رشتہ جو کہ عموماً ایک شادی شُدہ لڑکی کے گھر کے اندر ہی موجود ہوتا ہے اور وہ ہے اس کے شوہر کا بھائی جو کہ اس کا دیور یا جیٹھ ہے۔ جس کے متعلق نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ ''دیور تو موت ہے۔'' عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں میں جانے سے بچتے رہو، اس پر قبیلہ انصار کے ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دیور کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ وہ اپنی بھابھی کے پاس یا ساتھ جاسکتا ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ دیور یا (جیٹھ) کا جانا تو ہلاکت ہے۔''[1]

اسی حوالہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> ''محرم کے سوا کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے۔ اس پر ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری بیوی حج کرنے گئی ہے اور میرا نام فلاں غزوہ میں لکھا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے اسے ارشاد فرمایا: پھر تُو واپس جا اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر۔''[2]

امام احمد نے ظاہر حدیث پر عمل کر کے فرمایا کہ یہ حکم وجوباً ہے۔ کیوں کہ جہاد اس کے بدلے دوسرے مسلمان بھی کر سکتے ہیں مگر اس کی عورت کے ساتھ سوائے محرم کے اور کوئی نہیں جاسکتا۔ ہم بات کر رہے تھے دیور اور بھابھی کے حوالہ سے جس میں نبی ﷺ کا فرمایا ہے کہ ''دیور تو بھابھی کے لیے موت ہے۔''

اس کا معنی یہ ہے کہ جتنا خطرہ بھابھی کو دیور سے ہوتا ہے اتنا کسی اور اجنبی سے نہیں ہوتا کیوں کہ دیور ہر وقت گھر میں بغیر اجازت آتا جاتا ہے اور ''شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح

---

[1] صحيح البخاري، باب نكاح، رقم الحديث (٥٢٣٢ـ ٤٩٥٤)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٢٣٣)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوڑتا ہے۔“[1]

اس سے خطرہ وخوف دوسرے شخص کی نسبت زیادہ ہے، اور اس سے برائی متوقع ہے، اور فتنہ و خرابی کا زیادہ ڈر ہے کیوں کہ اس کا بغیر کسی روک ٹوک اور ممانعت کے گھر کی عورتوں تک پہنچنا اور ان سے خلوت کرنا ممکن ہے اور یہی اس کے لیے موت یعنی ہلاکت ہے۔ اور اس حدیث کی شرح میں صحیح بھی یہی ہے۔ امام ابن العربی کہتے ہیں: یہ کلمہ عرب کی کلام میں بالکل اسی طرح کہا جاتا ہے جس طرح یہ کہا جائے کہ شیر موت ہے، یعنی شیر سے ملنا ایسے ہی ہے جیسے موت۔“

” **الحمو**“: سے مراد شوہر کا بھائی یعنی دیور یا جیٹھ ہے۔ عام طور پر لوگوں کی عادت ہے کہ وہ ان رشتوں میں کوتاہی سے کام لیتے ہیں، جیسا کہ ہمارے معاشرے میں موجود ہے اور اس کوتاہی کے ساتھ ایک جملہ کہتے ہیں کہ ان سے پردے کی کیا ضرورت ہے، ان کے لیے ہمارا دل پاک صاف ہے۔

میری بہن! اگر اس بات کو مان لیا جائے کہ تیرے دل صاف ہے آپ کا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے لیکن آپ ان اسباب کے بارے میں کیا کہیں گی؟ کیا خلوت میں آپ کی اس سے بات نہیں ہوئی؟ کیا اس سے بات کرتے وقت آپ کی نظریں نہیں ملیں؟ کیا آپ اس کے پاس بیٹھتی نہیں؟ یہی وہ اسباب ہیں جن کا ذکر سورۃ النور (آیت: ۳۱) میں کیا گیا۔

اُس حدیثِ رسول ﷺ کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے جس میں کہا گیا ہے کہ محرم کے سوا کسی سے خلوت میں نہ ملا جائے۔ ان آیات اور حدیث میں ان لوگوں کے لیے وعید ہے جو ان مذکورہ آداب کا خیال نہیں رکھتے۔ اور اپنی نگاہوں پر کنٹرول نہیں کرتے کیوں کہ اس میں بے احتیاطی ہی حفظِ فروج سے غفلت کا سبب بنتی ہے۔ اس لیے یہ شرعی نصوص کی رو سے ممنوع ہے۔

دوسری بات یہ کہ آپ سامنے والے غیر محرم کے دل اور نظروں کے متعلق کیا کہیں گی کیوں کہ غیب تو آپ جانتی نہیں، تو اس کے دل کی گواہی آپ کیسے دے سکتی ہیں، یاد رکھنا! شیطان تمھیں اسی حد پر اکیلا نہیں چھوڑے گا، اس لیے غافل مت بنیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ وقت ہاتھ سے نکل جائے۔

کیوں کہ اس جیسے مسائل میں نتیجہ انتہائی بھیانک ہوتا ہے، عقل مند لوگ ان نتائج کو جانتے ہیں۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بھابھی کو اس بات کا علم ہی نہیں ہوتا کہ اس کا دیور اس سے محبت کرتا

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٠٣٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٧٥)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے اور کبھی اس کے برعکس بھی ہوتا ہے یعنی بھابھی اپنے شوہر کے بدلے اپنے دیور سے محبت کرنے لگتی ہے یوں ان کی اپنی ازواجی زندگی برباد ہو کر رہ جاتی ہے۔ اور اگر دیور کنوارا ہے تو وہ شادی کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ اس طرح کے واقعات اکثر سننے کو ملتے رہتے ہیں جن کے نتائج سوائے بربادی کے اور کچھ نہیں اور یہ شریعت کی رو سے بھی حرام ہے۔

۱۔ لہٰذا آپ اپنے نفس کو بچانے کی کوشش کریں، کیوں کہ شیطان کے مکروفریب بڑے حسین ہوتے ہیں ان سے بچ کر رہنا بہت دشوار ہے لیکن ناممکن ہرگز نہیں۔ اگر کوئی اس مرض میں مبتلا ہو گیا ہے تو یہ بہت بری بیماری ہے، علاج نہ کیا گیا تو دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت بھی برباد ہو جائے گی۔ اور اس کے علاج کے لیے ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنے رب کے حضور سچے دل کے ساتھ توبہ کرے۔ اور ساتھ ہی یہ دعا مانگے کہ اے اللہ! میرے دل کو پاک باز بنا دے، اور میرے دل کو اپنی محبت اور حبِ دین سے بھر دے۔

۲۔ اپنی نظروں پر کنٹرول کریں۔

۳۔ جہاں کہیں بھی ان سے ملاقات کا موقع یا خلوت کے چانسز ہوتے ہیں وہاں جانے سے معذرت کر لیں۔

۴۔ ان کے بارے میں سوچنا چھوڑ دیں، بلکہ اپنے آپ کو یہ سمجھاؤ کہ یہ ''حرام'' ہے۔

۵۔ اپنے ایمان کو نیکیوں اور تقویٰ سے مزید مضبوط کریں، احکامات کی پاسداری اور ممنوعہ کاموں سے اپنے آپ کو روکنے کی کوشش کریں، یہ مسلمہ بات ہے کہ جو اپنے آپ کو اچھی چیزوں میں مصروف رکھے وہ برائیوں سے بچ جاتا ہے۔ کیوں کہ ایمان جب انسان کے اندر اپنی جڑیں مضبوط کر لیتا ہے تو برائی مشکل اور نیکی کرنا آسان ہو جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ایمان سے عاری دل ہی شیطان کا شکار ہوتا ہے، اپنی عقل کو اللہ کی ناراضگی کے متعلق سمجھائیں، اور اپنے دل کو ایمان سے خالی نہ ہونے دیں، کہ کہیں شیطان غلبہ نہ پا لے۔ کیوں کہ اس میں ہی آپ کا فائدہ ہے۔ جو لوگ اللہ کے احکامات پر ایمان لانے کے بعد پرہیزگاری اختیار کرتے ہیں ان کے لیے خوش خبری ہے، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ [یونس: ٦٤]

''ان کے لیے دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی خوش خبری ہے اللہ تعالیٰ کی باتوں میں کچھ فرق نہیں ہوا کرتا اور یہ ان کے لیے بڑی کامیابی ہے۔''

میں اپنی تمام مسلمان بہنوں اور بھائیوں سے امید کرتی ہوں کہ آپ ان باتوں کو کاغذ پر لکھی ہوئی بے معنی تحریر نہیں سمجھیں گے بلکہ اس کے مطابق عملی شکل میں اپنی زندگی کو تبدیل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور اگر آپ نے اپنے آپ کو اپنی خواہشات کے حوالے کر دیا، اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اس کی حدود کی پرواہ نہ کی، اور نہ ہی نبی ﷺ کی تعلیمات اپنائیں تو پھر آخرت کے عذاب کے لیے تیار رہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سے صرف انہی افعال کا حساب لے گا جو آپ کے اعضا سے ہوں گے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴾

[یونس: ٥٢]

''پھر ان ظالم لوگوں سے کہا جائے گا: ہمیشہ کا عذاب چکھو، تمھیں انھیں اعمال کی جزا دی جا رہی ہے جو تم نے کیے تھے۔''

﴿ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴾ [یونس: ٤٧]

قرآنِ کریم کی ان آیات سے بات واضح ہے کہ اللہ کی نافرمانی کی صورت میں جو عذاب یا سزا مقرر کی گئی ہے توبہ کے سوا اس سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ چاہے وہ اس کے لیے دنیا بھر کا خزانہ دینے کے لیے تیار ہو جائے، لیکن افسوس کہ اس وقت آپ کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہوگا سوائے حسرتوں کے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صحیح دین سمجھنے کی توفیق اور اس پر عمل والی زندگی عطا فرمائے اور ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے، اور ہمیں اپنے اُن بندوں میں شمار فرما لے جن پر اس نے انعام کیا ہے۔ آمین

اسلام میں سالی اور بہنوئی کا مقام:

اب ہم بات کریں گے بیوی کی بہن! یعنی سالی اور بہنوئی کے متعلق۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ تو ہم سب جانتے ہیں کہ بیوی کی بہن کے لیے ہمارے معاشرے میں لفظ ''سالی'' استعمال ہوتا ہے۔ لفظ اگر چہ کچھ مناسب نہیں لگتا مگر ہم اسی نام سے ہی بات شروع کرتے ہیں۔

عموماً بیوی کی بڑی بہنیں شادی شدہ ہوتی ہیں۔ اور اگر غیر شادی شدہ ہوں تو وقت کے ساتھ طبیعت میں سنجیدگی اور برد باری آ چکی ہوتی ہے۔

جبکہ بیوی کی چھوٹی بہنیں عمر کے اس مرحلے میں ہوتی ہیں جب زندگی کا ہر رُخ خوبصورت اور ہر موڑ دلکش معلوم ہوتا ہے۔ ایسے میں بڑی بہن کی شادی ہونا اور ایک نئے فرد یعنی بہنوئی کا گھر سے تعلق ہونا بھی ایک منفرد رنگ لیے ہوتا ہے۔

معاشرے کے عام چال چلن کی وجہ سے عموماً یہ چھوٹی سالیاں اپنے بہنوئی سے ہنسی مذاق کی باتیں بھی کرتی ہیں اور اپنے بہنوئی کا بہت خیال بھی رکھتی ہیں۔ جب کبھی بہن کا اپنے میکے جانا ہوتو اکثر یہی سالیاں بہن اور بہنوئی کو بوریت سے بچانے کے لیے ان کو مکمل وقت دیتی ہیں۔ یہ تو تھی بیوی کی بہنوں تک کی بات۔

اب ہم مرد یعنی ''بہنوئی'' کے حوالہ سے کچھ بات کریں گے۔ سب سے پہلی بات یہ کہ ہمارے معاشرے میں ایک محاورہ مشہور ہے: ''سالی آدھے گھر والی'' اکثر مرد جب اپنے عزیز دوستوں میں بیٹھتے ہیں تو! چھوٹی سالیوں کے نام پر ایک عجیب مسکراہٹ ان کے چہرے پر آ جاتی ہے۔ دوست احباب بھی ذومعنی جملوں سے اس مسکراہٹ کو مزید گہرا کرنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ یہ حقیقت عجیب سہی لیکن بہر حال ہمارے معاشرے میں موجود ہے۔

بہنوئی کے اس رخ سے ان کی سالیاں اکثر بے خبر ہوتی ہیں۔ اور کبھی اس کے برعکس بھی ہوتا ہے یعنی بیوی بے خبر ہوتی ہے۔ ہمارے معاشرے میں سالی اور بہنوئی کے واقعات بہت سننے کو ملتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ اب ہم اس رشتے کو اسلام کی رُو سے دیکھتے ہیں کہ اسلام نے مسلمانوں کو اس رشتے کے متعلق کیا حکم دیا ہے؟

میری بہنو! اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ اسلام نے سالی اور بہنوئی کو آپس میں شرعی پردے کا حکم دیا ہے۔ کیوں کہ کہ بہنوئی، سالی کا نامحرم ہے اور گھر کے اندر گاہے بگاہے اس کی موجودگی کی وجہ سے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے، مگر ہمارے معاشرے میں لڑکی کے ماں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باپ بھی اس حقیقت سے آنکھیں بند کیے رکھتے ہیں۔ کیوں کہ اکثر بہنوئی بھی اس پردے کو اپنی ہتک سمجھتے ہیں۔ اور سالیاں کیا کہتی ہیں:

''ہمارے بہنوئی تو ہمارے بھائی جیسے ہیں۔'' اس سوچ کے ساتھ اس پردے سے صرفِ نظر کرتی ہیں۔ اور یہ میلان کی خطرناک حد بہنوئی کے علاوہ کسی کے علم میں بھی نہ ہوگی اور بہنوئی جس کو یہ اپنے بھائی جیسا سمجھتی ہیں وہی بہنوئی اپنی سالی کے اس میلان کا اپنی بیوی کو کبھی نہیں بتائے گا۔

چنانچہ یہ ایک ایسا خاموش زہر ہے جس سے یا تو وہ مرد واقف ہے یا اللہ تعالیٰ کی ذات اس کے دل کا حال جانتی ہے۔ کیوں کہ اس دور میں جس میں ہم ہیں مردوں میں اتنی ایمانی قوت نہیں رہی ہے کہ وہ اپنی اس حرکت کو تسلیم کرسکیں کہ میری سالی تو مجھے اپنا بھائی سمجھ رہی ہے اور اس کے متعلق میری سوچ یا خیالات کتنے غلط ہیں۔ چنانچہ میری تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے گزارش ہے کہ خدارا! اس امتحان میں نہ پڑیں اور ان ماں باپ سے بھی میری گزارش ہے جو اپنی بیٹیوں کو پردے کے حکم کے متعلق تاکید نہیں کرتے انھیں چاہیے کہ اپنی دیگر بیٹیوں کو اپنے دامادوں سے شرعی پردہ کروائیں۔

بیوی کی بہنوں سے گزارش کرتی ہوں کہ وہ خود ہی بہنوئی سے تھوڑا پیچھے پیچھے رہا کریں تاکہ بہنوئی کو یہ باور ہو کہ میری سالیاں جھجک اور شرم و حیا والی ہیں۔ اور اگر ان سے بات کرنے یعنی دعا سلام کرنے یا ان کی مہمان نوازی کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو پردے اور ادب و احترام کے دائرہ میں رہ کر یہ سب کیا جاسکتا ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور مرد حضرات سے بھی میری گزارش ہے کہ اس نسبی تعلق کے ساتھ مالِ مفت دل بے رحم والا معاملہ نہ کریں اور دل کے اندر گھٹیا اور فضول خواہشات پالنے سے گریز کریں۔

میری بہنو! کہنے کو تو ہم سب مسلمان ہیں مگر ہمارے کام مسلمانوں والے نہیں اور نہ ہی ہمارے گھروں میں مسلمانوں کی طرح پردے کا کوئی اہتمام ہے۔ جوان لڑکے لڑکیاں ایک ساتھ رہتے ہیں جس کی وجہ سے لڑکیوں میں سے کبھی کوئی کسی کزن کے ہتھے چڑھ گئی اور کبھی کسی دوسرے کزن کے اور کبھی کسی غیر محرم کا شکار بن گئی، یہ سب بے پردگی کے نتائج ہیں۔

جو لوگ پردے کا اہتمام نہیں کرتے خاص کر چہرے کا کیوں کہ ہر دو صنف کو سب سے زیادہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو زینت متاثر کرتی ہے وہ چہرہ ہی تو ہے، انسان کی خلقی و پیدائشی زینت یا دوسرے لفظوں میں انسانی حسن کا سب سے زیادہ مظہر چہرہ ہے، نگاہوں کو سب سے زیادہ وہی کھینچتا ہے، نفسانی جذبات کے لیے سب سے پہلے یہی محرّک بنتا ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ ہم اپنی اصل کی طرف لوٹ آئیں کیوں کہ ہمارا امن وسکون شریعتِ اسلامی پر عمل کرنے میں ہے۔ اتباعِ رسول ﷺ میں ہماری بلکہ تمام مسلمانوں کی کامیابی ہے، اور جو لوگ بے پردگی اور فیشن پرستی کو اعلیٰ سوسائٹی سمجھتے ہیں، اصل میں یہ سراسر جہالت ہے اور جہالت پر چلنا سوائے بربادی کے اور کچھ نہیں۔ اور دینِ اسلام کے دشمنوں کا یہی ٹارگٹ تھا، اور اس میں وہ کامیاب ہو چکے ہیں۔

لہٰذا جدید دور کی ماؤں سے میری گزارش ہے کہ اب جاگ جائیں کیوں کہ آپ کی بچیوں کو آپ کی راہنمائی کی ضرورت ہے، ان کا خیال کریں، انھیں باہر جانے کے آداب سمجھائیں کہ باہر جاتے وقت اپنے دوپٹے یا چادر کو گلے میں نہیں بلکہ اپنے اُوپر پھیلا کر رکھیں۔ ان کے لباس کو دیکھیں کہ یہ کیا پہن کر باہر جارہی ہیں۔ اپنی بچیوں کی تربیت کے ساتھ ساتھ ان کے لباس کی طرف بھی خاص توجہ دیں اور اس جملہ کو چھوڑ دیں کہ کیا ہوا بچی تو ہے، اور یہ اس لیے کہ جس معاشرہ میں ہم رہتے ہیں اس میں کچھ درندہ صفت ایسے مرد بھی موجود ہیں جو لڑکی کے ساتھ زنا یا زیادتی کرتے وقت اس کی عمر نہیں دیکھتے۔ لہٰذا اپنی بچیوں کا خاص خیال رکھنا آپ کی ذمہ داریوں میں سے ہے۔ اور ایک یہ بھی کہ آپ کو پتا ہونا چاہیے کہ ان کی دوست کون ہے، ان کے گھروں کا محول کیسا ہے اور وہ فون پر کن سے گفتگو کرتی ہیں۔ کیوں کہ آپ ایک مسلمان ماں ہیں اور مسلمان ماؤں اور بہنوں کی خاص ہی شان ہوتی ہے، نفسانی خواہش کے پیچھے لگ کر اپنی آخرت تباہ نہ کرنا اور نہ ہی حد سے بڑھ جائیں، لہٰذا فیشن کو چھوڑ کر تقویٰ کا لباس پہنیں، یہ آپ کے لیے بہترین لباس ہے اور یہی آپ کے رب کو پسند ہے۔ اور حق جان لینے کے باوجود اگر انسان ضد پر اڑے تو یہ سنت آدم علیہ السلام کی نہیں بلکہ ابلیس کا کام ہے۔ اَللّٰھُمَّ فَقِّھْنِیْ فِی الدِّیْنِ

اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہمیں اس طرح کے باریک مسئلے کی حقیقت کا ادراک کرنے والا بنا دے۔ آمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصادر و مراجع

- ❁ تفسیر ابن کثیر
- ❁ تفسیر حافظ صلاح الدین یوسف
- ❁ صحیح بخاری
- ❁ صحیح مسلم
- ❁ انٹرنیٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "